مُلک و بیرونِ مُلک اللہ کے راستے میں چلنے والوں کی

سبق آموز کارگزاریاں

ارشاد فرمودہ

مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نوراللہ مرقدہ



تقریظ

حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب دامت برکاتہم

نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

خلیفہ مجاز

حضرت ڈاکٹر محمد حفیظ اللہ مہاجر مدنی رحمہ اللہ

ادارۃ القلم لاہور

ملک و بیرونِ ملک اللہ کے راستے میں چلنے والوں کی

سبق آموز کارگزاریاں

ارشاد فرمودہ

مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ

تحقیق و ترتیب

مولانا حافظ محمد قاسم ضیاء عفی عنہ

ناشر

ادارۃ القاسم لاہور

آفس نمبر 1۔ فرسٹ فلور، زبیدہ سنٹر، بالمقابل گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول

40-اردو بازار لاہور 0300-4420434, 042-7313392

نام کتاب	:	سبق آموز کارگزاریاں
ارشاد فرمودہ	:	مولانا طارق جمیل صاحب
تحقیق وترتیب	:	حافظ محمد قاسم ضیاء
قانونی مشیر	:	تنویر احمد ہنجرا (ایڈووکیٹ ہائیکورٹ)
صفحات	:	224
قیمت	:	
اشاعت اول	:	9 اکتوبر 2008
تعداد	:	1100
پرنٹرز	:	آر آر پرنٹرز لاہور
ناشر	:	ادارۃ القاسم لاہور

ادارۃ القاسم

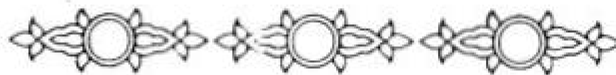
آفس نمبر 1، فرسٹ فلور، زبیدہ سنٹر، بالمقابل گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول، 40۔اردو بازار لاہور
فون نمبر 042-7313392 موبائل نمبر 0300-0322-4420434

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

حصّہ سوم

کارگزاری کرکٹرز، گلوگار، فلم ساز، اداکار وغیرہ



تقریظ

اُستاذ العلماء حضرت اقدس مولانا

حافظ فضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم العالی

نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور وخلیفہ مجاز

حضرت ڈاکٹر محمد حفیظ اللہ مہاجر مدنی رحمہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔ امابعدُ

زیر نظر و مطالعہ کتاب ''اللہ کے راستے میں چلنے والوں کی سبق آموز کارگزاریاں'' کو متعدد مقامات سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ میرے محبوب اور عزیز محترم مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہٗ کے بیان کردہ اس کتاب میں متعدد واقعات نظر سے گزرے' بلا کسی تکلف اور تصنع کے کھلے دل سے عرض کرتا ہوں کہ ایمان تازہ ہوا' فکر آخرت پیدا ہوئی' اعمال صالح کی رغبت ہوئی۔ دلی دُعا ہے کہ خداوند کریم مولانا طارق جمیل صاحب سے صحت وعافیت کے ساتھ ساری دنیا میں تبلیغ وہدایت کا کام لیتا رہے۔

میرا اُن سے کم وبیش ۲۵ سے ۳۰ سال کا تعلق ہے۔ موصوف جس وقت رائے ونڈ مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اس وقت احقر کو امتحان کے سلسلے میں محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم کی دعوت پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور اغلباً ''اُصول الشاشی'' کا امتحان مولانا طارق جمیل کا میں نے لیا۔ اس وقت کیا اندازہ تھا کہ یہ مستقبل کا عظیم مبلغ اور عظیم دینی رہنما بننے والا ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ امتحان میں میں جو سوال کرتا موصوف اس کا تسلی بخش جواب دیتے۔ میں نے بار بار متعدد مقامات سے سوالات پوچھے تو مولانا نے مجھے جواب دے کر حیرت میں ڈال دیا۔ میں نے کچھ سوالات میں تھوڑا سا مشکل مقامات کا ان سے سوال کیا تو حد یہ ہوئی کہ مولانا نے ان کا جواب بھی اچھے انداز میں بیان کر دیا۔

جامعہ عربیہ اسلامیہ رائے ونڈ مرکز کہ جس میں احقر کو کم و بیش ۳۵ سال سے طلباء سے امتحان لینے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ احقر نے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ عزیز محترم طارق جمیل کو تاریخ رائے ونڈ میں کل نمبرات کے علاوہ اپنے مزاج سے ہٹ کر کچھ انعامی نمبر بھی دونگا اور اس خیال سے میں نے ان کے نام کے آگے نمبر والی جگہ خالی چھوڑ دی کہ آخری وقت جب سب طلباء امتحان سے فارغ ہو کر چلے جائیں گے تو ان کے نمبر لگا دونگا۔ لیکن خدا کی شان کہ تمام طلباء کے نمبرات تو لگا دیئے اور مولانا کے نام کے آگے کوئی نمبر لگائے بغیر پرچہ واپس کر دیا۔

چند دن گزرے میری رہائش گاہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد انارکلی لاہور میں صبح صبح مولانا طارق جمیل رائے ونڈ کے اساتذہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ ملاقات پر اساتذہ ذکر کرنے لگے کہ اس عزیز طالب علم کو ساتھ لائے ہیں تاکہ آپ کے ذہن میں رہے کہ رائے ونڈ کے شیوخ نے پوچھا ہے کہ ان کے سالانہ امتحان میں ان کو کوئی نمبر نہیں دیا گیا۔ احقر نے اس پر معذرت پیش کی اور اوپر والا سارا قصہ ذکر کر دیا کہ اس وجہ سے بھول ہوگئی ہے اور میری رائے ونڈ کی امتحان لینے کی ۳۵ سالہ تاریخ میں سب سے زیادہ اعزازی نمبرات میں نے ان کو دے دیئے۔

(یہ بھولا ہوا واقعہ میری موجودگی میں مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ نے جامعہ اشرفیہ کے اساتذہ اور طلباء کے سامنے خود بیان کیا)۔

مجھے اس وقت سے مولانا طارق جمیل حفظہٗ اللہ سے محبت کا تعلق ہے۔ احقر نے ان کی تقاریر جامعہ اشرفیہ' مکہ مکرمہ اور دنیا کے دیگر متعدد مقامات پر سنیں۔ بار بار کیسٹ سننے کا موقع ملا۔ حقیقت یہ ہے کہ حق جل شانہ نے ان کو جس دعوت وتبلیغ و وعظ ونصیحت کے لئے چن لیا ہے اس کی مثال بہت ہی کم ملتی ہے۔

اس کتاب ''سبق آموز کارگزاریاں'' میں عجیب وغریب' مسلم' غیر مسلم' گونگے' بہرے اور دنیا کے ہر طبقے کے لوگوں کے سبق آموز اور عبرت ناک واقعات پڑھ کر ایمان تازہ ہوا۔ میں مبارک باد پیش کرتا ہوں عزیزم مولوی حافظ محمد قاسم ضیاء سلمہٗ فاضل جامعہ اشرفیہ اور (مدیر ادارۃ القاسم اُردو بازار لاہور) کو کہ انہوں نے اتنا پیارا انتخاب کر کے اپنے لیے صدقہ جاریہ کا ذریعہ حاصل کر لیا۔ پروردگار عالم مولانا طارق جمیل صاحب حفظہٗ اللہ کو صحت اور عافیت کے ساتھ تبلیغ کے کام کے لیے تادیر سلامت رکھے اور ہمیں اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دے۔

قارئین کرام سے گزارش کرونگا کہ اس کتاب ''سبق آموز کارگزاریاں'' کو اگر یومیہ دس منٹ توجہ کے ساتھ گھر میں چھوٹے بڑے بچے اور بچیاں مل کر پڑھ لیا کریں تو عظیم نفع ہوگا۔

آخر میں التماس ہے کہ احقر و اہل وعیال اور پوری اُمت مسلمہ کی حفاظت ایمان کے لئے دُعا فرمادیں یہ احسان عظیم ہوگا۔ جزاک اللہ

دُعاگو!

حافظ فضل الرحیم اشرفی

نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ کتاب

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

تمام تعریفیں اور توصیفیں اس خالق و مالک کے لیے ہیں جس نے انسان کو پیدا فرمایا' پھر اس کو ہدایت بخشی اپنے پیاروں ایک لاکھ چوبیس ہزار رسولوں کے ذریعے جن میں سے سب سے اونچا مقام ہے عرب کے تاج دار' حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے دُلارے' خواجہ عبدالمطلب کے دل کے ٹکڑے اور خواجہ ابوطالب کے سہارے اور سیدنا حضرت عبداللہ کے جگر پارے' اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی جان' اُمہات المؤمنین کا مان اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان' آقائے نامدار' وجہِ کائنات' عرش و فرش کے سردار حضور پرنور خاتم الانبیاء والمرسلین' محبوب خدا سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

لاکھوں کروڑوں درود و سلام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور آپ کی آل اطہار پر۔ آپ کے آباؤ اجداد اور آپ کے اہل بیت پر' امہات المؤمنین پر' آپ کی بیٹیوں پر اور بیٹوں پر خصوصاً سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما پر اور آپ کے تمام صحابہ پر اور برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں اس اُمت کے مجاہدین' داعیین' صالحین' علماء' صلحاء' مشائخ' قراء' اولیاء' اتقیاء اور اللہ کے فرمانبردار بندوں اور اس کی فرمانبردار اور ڈرنے والی بندیوں پر اور اُمت کے جوانوں اور بچوں پر۔ امابعد!

زیر نظر کتاب میں بیان فرمودہ کارگزاریاں مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہٗ کی اپنے بیانات میں ارشاد فرمودہ ہیں جن کو تحریری شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

تحریر و تقریر میں فرق:

تحریر اور تقریر دونوں کے اسلوب اور طرز جدا جدا ہیں۔ تقریر میں سامعین

سامنے ہوتے ہیں اور مخاطب کے انداز میں اپنی بات کو پہچانا ہوتا ہے مگر تحریر میں سامع یا مخاطب کی بجائے قاری ہوتا ہے جس نے کتاب کو پڑھ کر اس سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔ لہٰذا رائٹر یا لکھاری کو یہ بات سامنے رکھ کر اپنا مافی الضمیر زیورِ تحریر سے آراستہ کرنا ہوتا ہے اور اس چیز کا لحاظ رکھنا ہوتا ہے کہ تحریر میں سلاست بھی ہو' روانگی بھی ہو' الفاظ آسان ہوں' پڑھنے والا بغیر کسی تکلیف کے لگاتار پڑھتا چلا جائے اور اس کو فائدہ بھی پہنچ سکے۔

تقریر میں ترتیب اور ہوتی ہے اور اصل مقصد و مطلوب کو فوری طور پر پیش بھی کیا جاسکتا ہے مگر تحریر میں ترتیب مضمون کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ کونسی بات پہلے' کونسی درمیان' کونسی آخر میں لائی جائے تاکہ کتاب پڑھنے والا شروع سے آخر تک بغیر کسی اکتاہٹ کے پڑھتا چلا جائے' دلچسپی بھی باقی رہے اور کسی نتیجہ اور مقصد کو بھی اخذ کر سکے۔

ترتیب کتاب:

اس کتاب کی ترتیب میں مذکورہ شرائط کو سامنے رکھ کر عمل کیا گیا ہے جس کے لیے انتہائی سخت محنت کرنا پڑی ہے۔ تمام مواد کو پہلے مسودہ کی شکل دی گئی ہے پھر اس کے اندازِ تقریر کو اندازِ تحریر میں بدلا گیا ہے اور اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہٗ کا انداز بیان اور الفاظ بھی باقی رہیں جو بیان کے وقت ہوتے ہیں تاکہ قارئ کتاب پڑھتے وقت تحریر و تقریر دونوں سے لطف اندوز ہو سکے۔

موضوع کتاب:

کتاب کا موضوع اللہ کے راستہ میں نکلنے والوں کی کارگزاریوں کو پیش کرنا ہے۔ لہٰذا پوری کتاب میں صرف کارگزاریاں ہی ہیں۔ اس سے ہٹ کے دوسرا کچھ نہیں ہے کہ کتاب کا پیٹ بھرنے کے لئے مختلف مواد ڈال کر خریدار کو دھوکہ دیا جائے ایسا نہیں کیا گیا۔

تقسیم کتاب:

کتاب کو مرتب کرتے وقت چار حصوں اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا گیا ہے۔

حصّہ اوّل:

اس حصہ میں بانیٔ تبلیغی جماعت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد الیاس دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا ذکر خیر بانداز ابتدائے دعوت وتبلیغ لایا گیا ہے۔ اس کے بعد حضرت بانیٔ تبلیغی جماعت رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند' پیکر فکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ جنہوں نے اپنی پوری زندگی اپنے والد کے کام کو کرتے کرتے گزار دی کی تبلیغی محنت کا ایک خاکہ پیش کیا گیا ہے اس کے بعد پیدائش پاکستان 1947ء کے وقت مشرقی پنجاب ہندوستان میں کس طرح جماعت کے ساتھی کرب و بلا اور ابتلاء سے گزرے کا ذکر ہے اس کے بعد اندرون پاکستان کام کرنے والی جماعتوں کی کارگزاریاں ہیں۔

حصّہ دوم:

اس حصہ میں بیرون ممالک میں دعوت وتبلیغ کا کام کس طرح ہو رہا ہے کا ذکر ہے' وہاں پر جو لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے ہیں ان کی انتہائی ایمان افروز وعبرت آموز اور دلوں کو ہمت وعظمت کا پیکر بنانے والی کارگزاریوں کا ذکر ہے جن کو پڑھنے کے بعد فوراً اللہ کے راستے میں نکلنے کو دل چاہتا ہے اور ارادہ اتنا پختہ ہو جاتا ہے کہ پوری زندگی اللہ کے راہ میں لگانے کو آسان معلوم ہوتی ہے اور دل سے دُعائیں نکلتی ہیں کہ اے اللہ مجھے بھی اپنے ان نیک بندوں میں شامل فرمالے اور مجھے بھی توفیق دے کہ میں بھی پورے عالم میں تیرے دین کا کام کروں اور دنیا آخرت میں سرخ رو ہو جاؤں۔

حصّہ سوم:

اس حصہ میں پاکستانی کرکٹرز' گلوگاروں' فن کاروں اور فلم سازوں کے حالات و واقعات سے متعلق دعوتی کام کو لایا گیا ہے۔

حصّہ چھارم:

اس حصہ میں اپنے اسلاف اور بزرگوں کی دینی محنت اور نصائح کا ذکر ہے۔ خصوصاً حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم العالی امیر مرکزیہ پاکستان رائے ونڈ لاہور کا تبلیغی سفر برائے سعودی عرب اور وہاں پر شاہی مہمان ہونے کا ذکر ہے۔

خاتمہ کتاب:

اس میں بانی جماعت تبلیغ حضرت مولانا شاہ محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ واقعات جو ایمان کو تازہ کرنے اور دلِ مومن کو فرحت بخشنے کے لیے لائے گئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان فرمودہ **چھ نمبر** لکھے گئے ہیں جو اس دعوت کے کام کی اصل اور ہر تبلیغی ساتھی کی محنت کا خط اور دائرہ کار ہیں اور راہنما ہیں جن کا یاد کرنا ہر ساتھی کے لیے ضروری ہے۔

(لہٰذا کتاب کے اول و آخر میں باپ بیٹا دونوں بزرگ ہستیوں کا تذکرہ آ گیا ہے۔)

تذکرہ حور عیناء:

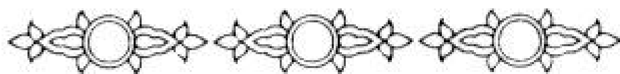
حدیث کی رو سے ہر محنت کرنے والے کو اس کی محنت کے بعد معاوضہ دیا جاتا ہے اللہ کے نیک بندوں کے لیے اللہ نے جنت میں ان کا معاوضہ جو تیار کر رکھا ہے وہ کیا ہے؟ بے شمار نعمتیں ہیں جن میں سے ایک نعمت ہے حور عیناء۔ کتاب پڑھنے کے بعد آخر کتاب میں عیناء کا تذکرہ بھی پڑھ لیں۔

التماس والتجاء:

آخر میں بارگاہ رب العلمین میں انتہائی التجا ہے کہ وہ ہمیں اخلاص عطا فرمائے اور میری اس ادنیٰ کوشش کو قبول ومنظور فرما کر اسے میرے لیے اور میرے اہل وعیال، ماں باپ، اساتذہ ومشائخ خصوصاً میرے محسن میرے خیر خواہ میرے مربی استاذی ونائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کے لئے اور میرے بہن بھائی اور تمام مسلمان بھائیوں کے لیے ذریعہ نجات بنائے اور اس کتاب کو ہر مومن مسلمان بھائی کے ہاتھوں تک پہنچا دے۔ ہر پڑھنے والے سے التماس ہے کہ میرے لیے اور میرے محسنین کے لئے دُعائے خیر وبرکت وعافیت فرمادیں۔شکریہ

یا رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمتِ محمد پر رحم فرما اور اپنی راہ میں جان دینے والوں کی مدد فرما اور اسلام کے دشمنوں کو نیست ونابود فرما خواہ وہ منافق مسلمان ہوں یا کافر ذلیل، سب کو تباہ وبرباد فرما اور دین اسلام کا بول بالا فرما آمین یارب العلمین۔

عاجز ومحتاج بندہ
مولوی حافظ محمد قاسم ضیاء عفی عنہ
ادارۃ القاسم اینڈ اقراء اشرفیہ کمپنی
40۔ اُردو بازار لاہور



بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

حصہ اوّل

اندرون ملک کی کارگزاریاں

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی فکر اُمت

اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ۱۰۰۰ (ایک ہزار) سال سے زیادہ طویل مدت گزرنے کے بعد اجتماعی طور پر اس دعوت والے کام کو شروع کرایا۔ اس کے شواہد صحابہ' تابعین' تبع تابعین اور ہارون الرشید تک ملتے ہیں اس کے بعد انفرادی طور پر اولیاء اللہ آتے رہے اور دین کی خدمت کرتے رہے۔

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلے پہل مولانا الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دین کی تڑپ کی وجہ سے مدرسہ کی بنیاد ڈالی وہاں یہ نتیجہ نکلا کہ بعد میں حفاظ بھی ڈاڑھیاں منڈاتے۔ اس واقعہ سے مولانا کے سینے میں جو اُمت کا درد وغم تھا وہ اور بڑھ گیا۔ پھر مولانا نے خانقاہ کھولی لیکن اس سے بھی ایک مخصوص طبقہ فیضیاب ہوا۔

مولانا مستقل اس فکر میں لگے رہے کہ کسی طرح سارے جہان میں دین اسلام کا بول بالا ہو جائے اللہ تعالیٰ کو مولانا کی یہ فکر پسند آئی چنانچہ جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو خواب میں دوران دُعا آپ سے کہا گیا کہ اے مولوی الیاس! ہم تم سے (دین کا) کام لیں گے۔ چنانچہ مولانا بڑے بڑے مفتیوں کے پاس گئے انہوں نے کہا جب آپ سے کہا گیا ہے کہ ہم آپ سے کام لیں گے تو کہنے والا خود لے لے گا آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں چنانچہ آپ کے ذریعے اللہ نے جماعتوں کو صحابہ کی طرح در در

پھرنے کی سنت دوبارہ جاری کروائی۔

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت کا کام جوشروع کیا تھا اس کوشروع کرنے سے پہلے آپ نے مدینہ منورہ میں حضرت سیّدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں استخارہ فرمایا۔

تین دن تک حجرۂ بتول رضی اللہ عنہا میں رہے، وہیں سو کر رو رو کر دُعائیں کیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الیاس! جا کر میواتیوں میں اور غریبوں میں کام کر۔ انشاء اللہ پوری اُمت اس کام میں لگ جائے گی۔ الیاس! تیری یہ محنت، تیرا یہ طریقہ قیامت تک جاری رہے گا۔''

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے شروع میں مدرسہ پڑھایا (یعنی مدرسہ میں درس دیا) تو طلباء کا ہجوم ہوا اچھے اچھے صاحب استعداد طلباء کثرت سے آنے لگے، میں نے سوچا کہ ان کے ساتھ میری محنت کا نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ جولوگ عالم بننے ہی کے لئے مدرسوں میں آتے ہیں مجھ سے پڑھنے کے بعد بھی وہ عالم مولوی ہی بن جائیں گے اور پھر ان کے مشاغل بھی وہی ہوں گے جو آج کل عام طور سے اختیار کئے جاتے ہیں کوئی طب پڑھ کر مطب کرے گا، کوئی یونیورسٹی کا امتحان دے کر اسکول کالج میں نوکری کرے گا کوئی مدرسہ میں بیٹھ کر پڑھاتا ہی رہے گا اس سے زیادہ اور کچھ نہ ہوگا یہ سوچ کر مدرسہ میں پڑھانے سے میرا دل ہٹ گیا۔

اس کے بعد ایک وقت آیا جب میرے حضرت نے مجھ کو اجازت دیدی تھی تو میں نے طالبین کو ذکر کی تلقین شروع کی اور ادھر میری توجہ زیادہ ہوئی۔ اللہ کا کرنا آنے والوں پر اتنی جلدی کیفیات اور احوال کا ورود شروع ہوا اور اتنی تیزی سے حالات میں

ترقی ہوئی کہ خود مجھے حیرت ہوئی اور میں سوچنے لگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور اس کام میں لگے رہنے کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ زیادہ سے زیادہ یہی کہ کچھ اصحاب احوال اور ذاکر اور شاغل لوگ پیدا ہو جائیں گے۔

پھر لوگوں میں ان کی شہرت ہو جائے تو کوئی مقدمہ جیتنے کی دُعا کے لئے آئے' کوئی اولاد کے لئے تعویذ کی درخواست کرے' کوئی تجارت اور کاروبار میں ترقی کی دُعا کرائے' اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ ان کے ذریعہ بھی آگے کو چند طالبین میں ذکر وتلقین کا سلسلہ چلے یہ سوچ کر اِدھر سے بھی میری توجہ ہٹ گئی اور میں نے یہ طے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن کی جو قوتیں عطا فرمائی ہیں ان کا صحیح مصرف یہ ہے کہ ان کو اسی کام میں لگایا جائے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوتیں صرف فرمائیں۔

اور وہ کام ہے اللہ کے بندوں کو اور خاص کر غافلوں اور بے طلبوں کو اللہ کی طرف لانا اور اللہ کی باتوں کو فروغ دینے کے لئے جان کو بے قیمت کرنے کا رواج دینا بس یہی ہماری تحریک ہے اور یہی ہم سب سے کہتے ہیں یہ کام اگر ہونے لگے تو اب سے ہزاروں گنا زیادہ مدرسے اور ہزاروں گنا زیادہ خانقاہیں قائم ہو جائیں بلکہ ہر مسلمان مدرسہ اور خانقاہ ہو جائے۔

سب سے پہلے نکلنے والی تبلیغی جماعت

سب سے پہلے آٹھ آدمیوں نے بڑی مشکل سے تین دن یا آٹھ دن کے لئے اپنا نام دیا اور مولانا محمد الیاس دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود اس کے امیر اور معلم بنے۔ اپنے ساتھ آپ نے ایک قاری بھی لے لیا اور سارے راستے مولانا اپنے ہمراہیوں کو آداب مسجد بتلاتے ہوئے اور کلمہ ایمان کی باتیں سکھلاتے ہوئے اور چوبیس گھنٹے کی ایمانی واسلامی زندگی سمجھاتے ہوئے مسجد میں لے گئے جہاں آپ نے گشت کا عمل کروایا اور

بے نمازیوں کو بڑی خوشامد درآمد اور بڑی منت سماجت کے ساتھ یہاں تک کہ پگڑیاں ان کے پاؤں میں رکھ کر مسجد میں بلوایا اس طرح آپ نے کام شروع کیا۔

حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی محنت

حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی کے ایک رفیق خاص بیان کرتے ہیں کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ: ''بھوپال تشریف لائے اور عادات کے مطابق اجتماع میں تقریریں بھی فرمائیں۔ آپ کے زخم تھا جس کی تکلیف کافی بڑھ گئی تھی بھوپال سے فارغ ہونے کے بعد وہاں سے چالیس پچاس میل کے فاصلے پر ایک اور اجتماع طے تھا حضرت مولانا وہاں بھی تشریف لے گئے لیکن طے یہ ہوا کہ مولانا تقریر نہیں فرمائیں گے بلکہ فلاں ساتھی کی تقریر ہوگی مگر ساتھی کی تقریر کے بعد مولانا کو احساس ہوا کہ دعوت قوت کے ساتھ نہیں دی جاسکی لہٰذا اپنے اندرونی جذبہ سے مغلوب ہوکر خود تقریر کے لئے اصرار فرمایا حالت یہ تھی کہ بیٹھنے کے لائق بھی نہیں تھے۔

چنانچہ لیٹ کر بولنا شروع کیا ادھر زخم کی یہ حالت ہوئی کہ اس میں سے خون جاری ہوگیا ایک کپڑا لگا دیا جاتا جب وہ بالکل تر ہو جاتا تو دوسرا کپڑا لگا دیا جاتا اس طرح کئی کپڑے خون سے بھر گئے اور مولانا نے عادت کے مطابق پوری تقریر فرمائی۔ اندازہ یہ ہے کہ اسی تقریر کے دوران آدھا سیر خون مولانا کے جسم سے نکل گیا ہوگا مگر اللہ کے اس بندے کو کچھ پتہ نہ تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔''

ایک دوسرے بھائی نے ایک جلسے کی روئیداد اس طرح بیان کی کہ:

''برسات کا موسم تھا پنڈال بستی کے باہر لگا ہوا تھا ایک زوردار جھونکا آیا جس

سے سارے شامیانے اکھڑ کر رہ گئے حضرت جی مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ہونے والی تھی اور مجمع سننے کے لئے بے تاب تھا حضرت مولانا تشریف لائے اور خطبہ شروع کیا یکایک ایک طرف سے بادل اُٹھا اور زور سے بارش شروع ہوگئی بارش طوفان کی طرح آئی اور طوفان کی طرح برسی لوگوں کا ٹھہرنا مشکل ہوگیا۔

مگر مولانا پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر جمے رہے اور لوگوں کو پکار پکار کر بلاتے اور اپنے مخصوص انداز میں فرماتے کہ کاغذ کے نہیں ہو کہ گل جاؤ گے اور مٹی کے نہیں ہو کہ پگھل جاؤ گے۔ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب چھتری لے کر آئے تو حضرت مولانا نے روک دیا اور فرمایا کہ کیا ہم اپنے کاموں کے لئے روزانہ لائن میں کھڑے ہو کر یا کھیتوں میں ہل چلاتے ہوئے نہیں بھیگتے ہیں؟ اپنے لئے نہیں بھیگ رہا ہوں' اللہ کے لئے بھیگ رہا ہوں میرا یہ بھیگنا کل قیامت میں کام آئے گا۔

مولانا کا یہ صبر و استقلال اور دعوت کے لئے یہ قربانی دیکھ کر مخلوق خدا دھاڑیں مار مار کر رونے لگی اور آپس میں لوگ کہنے لگے: بتاؤ بھائی اس شخص کو کیا لالچ ہے؟ اور مجمع کا یہ حال تھا کہ اور چلا آ رہا تھا جسم اور کپڑے بارش سے تربتر تھے اور آنکھیں آنسوؤں سے تر' مولانا کی داڑھی سے پانی بہہ کر گر رہا تھا اور لوگوں کے قدموں سے پرنالے چل رہے تھے۔

ایک بھی شخص ایسا نہ تھا جو حضرت مولانا کو اس حال میں چھوڑ کر اپنے گھر کی راہ لیتا۔ لوگ مولانا کی تقریر ہمہ تن گوش ہو کر سن رہے تھے اور رونے کی آوازوں سے فضاء گونج رہی تھی بارش برابر تیز ہو رہی تھی مگر حضرت مولانا اس عالم میں بھی جوش ولولہ اور تسلسل سے تقریر فرما رہے تھے کئی گھنٹے کی تقریر اسی طرح ہوتی رہی اور مجمع نے صبر و سکون اور ذوق وشوق سے سنی۔''

یہی ساتھی ایک اور واقعہ سناتے ہیں:

’’گرمی کا موسم تھا میوات کے ایک گاؤں میں اجتماع تھا دھوپ کافی تیز تھی یوں بھی میوات کی دھوپ دوسرے مقامات سے زیادہ تیز ہوتی ہے مولانا کا لوگ شدت سے انتظار کر رہے تھے عین دوپہر کے وقت مولانا پہنچے یہ ۱۲ بجے کا وقت تھا عید گاہ میں مجمع اکٹھا ہو گیا مولانا کی تقریر شروع ہوگئی موسم کی تیزی اور دھوپ کی سختی کی وجہ سے پسینہ پانی کی طرح بہہ رہا تھا اصل اجتماع گاہ فاصلہ پر تھی اس لئے مولانا نے مجمع کو دیکھ کر عید گاہ ہی میں تقریر شروع کر دی مولانا کے ایک رفیق خاص چھتری لے کر آئے اور مولانا کے لگا دی مولانا نے چھتری ہٹا دی اور فرمایا بیٹھ کر بات سنو قیامت کی دھوپ اس دھوپ سے کہیں زیادہ سخت ہوگی۔‘‘

تقسیم ہند کے بعد مشرقی پنجاب میں کرب وبلا سے گزرنے والی جماعت کی انوکھی کارگزاری

اگست ۱۹۴۷ء تقسیم ہند کے بعد بہت سے مسلمان مشرقی پنجاب کی ریاستوں میں ہندوؤں کے ڈر سے مرتد ہو گئے تھے جب حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان حالات کا علم ہوا تو سخت صدمہ ہوا۔ آپ مارچ ۱۹۵۰ء میں تبلیغی مرکز نظام الدین میں لگاتار ۸ دن تک اسی موضوع پر بیان فرماتے رہے اور ترغیب دیتے رہے کہ مجھے چلہ تین چلہ نہیں چاہیے بلکہ ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو یا تو مر جائیں (یعنی اللہ کے راستہ میں اپنی جان دے دیں) یا مشرقی پنجاب کے مرتدوں کو دوبارہ اسلام میں لے آئیں...... اب جتنا وقت بھی لگ جائے گا...... وقت کی قید نہیں۔

چنانچہ اس مطالبہ پر ۲۲ آدمیوں نے نام پیش کئے۔ اور آپ کا مطالبہ منظور کر لیا اور وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کے فرمان کے مطابق جان دے دیں گے یا

مشرقی پنجاب کے مرتدوں کو محنت کر کے دوبارہ اسلام میں لے آئیں گے۔ چنانچہ ان بائیس احباب کی دو جماعتیں گیارہ گیارہ افراد پر مشتمل تشکیل کی گئیں ایک جماعت کے امیر محمد اقبال صاحب اور دوسری جماعت کے امیر حاجی کمال الدین صاحب سہارن پور والے کو بنایا گیا۔

مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ننگے پاؤں مسجد سے باہر نکل کر خوب رو رو کر دُعا کی اور دونوں جماعتوں کو اللہ کے سپرد کر کے ان کو دیکھتے رہے۔ نیز جماعتوں کو رخصت کرتے وقت فرمایا کہ جماعتیں پانی پت پہنچ کر مولانا بقاء اللہ صاحب کے مشورہ سے کام شروع کریں۔

جب یہ دونوں جماعتیں پانی پت مولانا بقاء اللہ صاحب کے پاس پہنچیں تو مولانا جماعتوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ تم یہاں کیسے آ گئے؟ تم ہم کو مرواؤ گے جماعت کے احباب کو برا بھلا کہا اور مسجد کے اندر جماعتوں کو ٹھہرنے نہ دیا اور باہر نکال دیا۔ جماعت والے باامر مجبوری شہر سے باہر نکل گئے اور ایک ویران مسجد میں جو امام صاحب کی مسجد کے نام سے مشہور تھی میں ٹھہر گئے۔ ان دونوں جماعتوں نے مشورہ کر کے پروگرام بنایا کہ یہاں سے دونوں جماعتیں الگ الگ رخ پر ایک ایک ہفتہ کام کر کے چلہ پور کے مقام پر اکٹھی ہو جائیں۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق یہ جماعتیں کام کرتی ہوئی مقررہ وقت پر چلہ پور پہنچ گئیں۔

یہاں پر پانچ مسجدیں تھیں اور بارہ گھر مسلمانوں کے تھے جو سب کے سب مرتد ہو چکے تھے انہوں نے ایک مسجد کو توڑ کر اس کی جگہ بت بنا رکھا تھا جس کی یہ پوجا کیا کرتے تھے ہم نے ان سے بات کی اور ترغیب دے کر ان کو دوبارہ اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تو ان میں سے ایک آدمی بطور رہبر کے ساتھ ہو گیا اور ہم کو دوسرے دیہاتوں میں لے گیا۔

ایک گاؤں میں دس بارہ آدمی چھپ کر نماز پڑھتے تھے باقی سب کے سب مرتد ہو چکے تھے۔ ہم ان کو دوبارہ چھپ کر اسلام میں آنے کی ترغیب دیتے رہے ان میں دو امام مسجد بھی تھے جنہوں نے ڈاڑھیاں منڈوا کر سر پر چوٹی رکھی ہوئی تھی۔

ہم نے اس علاقہ میں ایک ہفتہ کام کیا اور یہاں سے ہماری جماعتیں ریاست جیذ میں چلی گئیں۔ ریاست جیذ میں دس مسجدیں تھیں اور کافی تعداد مسلمانوں کی تھی ان میں سے اکثر مرتد ہو گئے تھے اور باقی چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے ان میں سے پانچ ساتھی ہمارے ساتھ چلے۔ اس جگہ پر چار دن کام کیا بہت سے احباب نے اذان دے کر نماز ادا کرنا شروع کر دی اس علاقہ میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ اس قسم کے لوگ آئے ہوئے جو کہ مرتدوں کو دوبارہ اسلام میں داخل کر رہے ہیں۔

پولیس کو ہماری رپورٹ کر دی گئی جس پر پولیس کے بیس سپاہی ایک ٹرک میں سوار ہو کر آ گئے اور جس مسجد میں ہماری جماعت ٹھہری ہوئی تھی اس میں داخل ہو گئے اور جماعت کے ساتھیوں کو لاٹھیوں اور بندوقوں کے بٹوں سے مارنا شروع کر دیا۔ ایک آدمی کے اوپر تین تین چار چار سپاہی چڑھ جاتے' مارتے اور گالیاں دیتے جس سے ہمارے ساتھیوں کے بول و براز خارج ہو گئے اور تمام ساتھی بے ہوش ہو گئے۔

ان ظالموں نے ہم سب کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھا اٹھا کر ٹرک میں ڈال دیا اور انبالہ کی جیل میں لے گئے۔ جیل کے اندر ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں سب کو بند کر دیا۔ صبح ہم سب کو نکالا اور تمام قیدیوں کی گندگی اٹھوائی گئی اسی حالت میں ہمیں تین دن گزر گئے نہ ہمیں کھانے کو دیا اور نہ پینے کو دیا۔

چوتھے دن ہم تعلیم کر رہے تھے کہ ایک افسر آیا اس نے ہم کو دیکھا تو دریافت کیا کہ تم یہ کیا پڑھ رہے ہو؟ ہم نے اس کو اپنی تعلیم کا مقصد سمجھایا مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا اس نے ہمارے پاس سے تبلیغی نصاب کی کتاب لے لی۔ تھوڑی دیر پڑھتا رہا اور

کہنے لگا کہ جب میں انقلاب سے پہلے ملتان میں تھا تو ہمارے بچوں کو جب کوئی تکلیف ہو جاتی تو ہم ان مسلمانوں کے پاس لے جاتے جو کہ تمہاری ہی طرح کے تھے ان کو تبلیغی جماعت والے کہتے تھے تم بھی انہی میں سے معلوم ہوتے ہو وہ لوگ اللہ کا کلام پڑھ کر دم کر دیا کرتے تھے تو ہمارے بچوں کو آرام آجاتا تھا وہ بہت ہی اچھے لوگ تھے مجھے ان سے بہت محبت ہوگئی تھی۔

اگر تمہیں کسی قسم کی تکلیف ہو تو میں تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں ہم نے کہا ہمیں تنگ کوٹھڑی میں بند کیا ہوا ہے اور ہم سے قیدیوں کا پاخانہ اٹھوایا جارہا ہے جس سے ہمارے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں نیز تین دن ہمیں فاقہ کرتے ہو گئے ہیں اس پر اس نے جیل کے ذمہ دار افسران کو بلایا اور حکم دیا کہ فوراً ان کو بڑا کمرہ دیا جائے اور پاخانہ وغیرہ بالکل نہ اٹھوایا جائے اور ان کا راشن جاری کیا جائے آج کے بعد ان کو کوئی تکلیف نہ دی جائے یہ حکم دے کر ہم سب سے مصافحہ کر کے وہ چلا گیا۔

اللہ پاک نے ہماری غیبی مدد فرمائی اور اس کے بعد جیل میں ہمیں کافی آسانی ہوگئی ہم اذان دے کر نماز پڑھنے لگے۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ اس جیل میں ۲۵۰ مسلمان قیدی اور بھی ہیں ہم نے ان کو دعوت دی تو ان میں سے تقریباً ۸۰ آدمی ہمارے ساتھ نماز پڑھنے لگ گئے اور تعلیم میں اکثر ان میں سے شامل ہونے لگے اسی طرح اس جیل کے اندر ہمارے ۱۸ یوم گزر گئے جس دن لیاقت علی خان کی شہادت کی خبر ہندوستان پہنچی اسی دن ہم کو جیل سے رہا کر دیا گیا۔

جیل سے رہا ہو کر ہم ریاست بوڑھیا میں چلے گئے۔ اس جگہ کے حالات بھی بہت خراب تھے جس کی وجہ سے ہمارے ۱۱ ساتھی معہ دونوں جماعتوں کے امیر صاحبان کے چھپ کر نکل گئے باقی گیارہ ساتھی رہ گئے جب ہم کو پتہ چلا کہ گیارہ ساتھی جا چکے ہیں تو باقی ماندہ ساتھیوں کو بڑا دکھ ہوا مگر اللہ پاک نے ہماری مدد کی اور وہ وعدہ جو کہ

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا یاد دلایا جس کی وجہ سے تمام ساتھیوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور کام کرنے کا عہد کیا۔ گیارہ ساتھی جو رہ گئے ان کے نام یہ تھے مولوی فیض الدین بہاری، حافظ غلام رسول پنجابی، محمد سلیمان میواتی، رستم خان، الف خان، ولی خان، روشن خان، محمد اسحاق، یوسف خان، کریم خان اور کنور خان۔

ریاست بوڑھیا میں مولانا عبدالکریم صاحب تھے ہم سب ساتھی مولانا کے پاس گئے اور ان کی خدمت میں عرض کر کے درخواست کی کہ آپ ہماری کارگزاری اپنی معرفت نظام الدین تبلیغی مرکز میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ فرمادیں۔ جس میں ہم نے حضرت جی کی خدمت میں یہ بھی عرض کیا تھا کہ اب ہم کس کو امیر بنائیں؟ اور آئندہ کام کیسے کریں؟ اس پر حضرت جی نے جواب میں فرمایا کہ امیر محمد سلیمان میواتی کو بنایا جائے اور مقامی احباب کو زیادہ تعداد میں ساتھ نہ رکھا جائے اور قیام ہر حال میں مسجد میں رکھا جائے خواہ مسجد آباد ہو یا غیر آباد جماعت کو آگے بڑھایا جائے۔

نظام الدین مرکز سے جب یہ پیغام پہنچا تو ہم نے یہاں سے اپنا سفر شروع کیا دس یوم مختلف مقامات پر کام کرتے ہوئے ہم ''اَروَتی'' پہنچ گئے۔ اس جگہ ایک بہت بڑی مسجد تھی جو ویران پڑی تھی ہم اس میں ٹھہر گئے اس جگہ پر پاکستان سے آئے ہوئے سکھ آباد تھے جب ان کو ہمارا پتہ چلا تو یہ سکھ بندوقیں اور رائفلیں لے کر مسجد میں آگئے اور کہنے لگے کہ تم مسلمانوں نے ہمارے سکھ اور ہندوؤں کو پاکستان میں قتل کیا ہے ان کے بدلہ میں ہم تمہیں قتل کریں گے۔

جب ہم نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ تم ہم کو قتل تو کرو گے ہی ہماری ایک بات مان لو کہ ہمیں قتل سے پہلے نماز پڑھ لینے دو اس پر وہ آمادہ ہو گئے ہم نے نماز پڑھنی شروع کی اور نماز کے اندر ہی رو رہے تھے اور مالک حقیقی سے دُعا مانگ رہے تھے کہ ان

ظالموں نے نماز ہی کی حالت میں بندوقوں سے گولیاں برسانی شروع کر دیں تمام ساتھی لہولہان ہو گئے ہر ساتھی کے جسم میں گولیاں چیر کر پار ہوگئی تھیں اللہ کی شان خود بخود گولیاں چلنی بند ہوگئیں ہمارے ساتھیوں میں سے کچھ بے ہوش اور کچھ ہوش میں تھے۔

جب ان سکھوں نے دیکھا کہ بندوقوں سے فائر بند ہو گئے ہیں تو وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم یہ کیا منتر پڑھ رہے ہو کہ ہماری بندوقیں خود بخود بند ہو گئی ہیں۔ہم فائر کرنا چاہتے ہیں مگر بندوقیں نہیں چلتیں۔ ہم نے کہا ہم نہ کوئی منتر پڑھ رہے ہیں اور نہ ہی ہم منتر جانتے ہیں ہم تو اس مالک کا کلام پڑھ رہے ہیں جس کے قبضہ میں ہماری جان ہے وہی جان کا محافظ ہے موت اور زندگی اسی کے قبضہ میں ہے ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے دُعا مانگتے ہیں وہی ہمارا خالق ہے یہ سن کر وہ سب کے سب چلے گئے۔

ہم سب ساتھیوں نے کپڑے جلا کر اپنے زخموں کو بھرا اور تمام رات اسی حال میں گزار دی۔ صبح دن نکلنے پر وہی سکھ آئے اور اپنے ساتھ ایک ڈاکٹر کو لائے اس نے ہمارے زخموں پر مرہم پٹی کی اور ایک بالٹی بھی لائے جس میں دودھ تھا اور ہم سب کو دودھ پلایا اور کہنے لگے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے اب تم یہاں سے چلے جاؤ ایک سکھ ہماری رہبری کے لئے ہمارے ساتھ چلا جو مسلمانوں کو بلاتا اور ہم سے ملواتا بات کرواتا یہ سکھ پانچ دن ہمارے ساتھ رہا اور پنجابی زبان میں اس نے چھ نمبر لکھے اور یاد بھی کیے کلمہ اور نماز کے متعلق ہم سے پوچھتا رہا اس کے جانے کے بعد ہم اس علاقہ میں پانچ دن کام کرتے رہے۔

یہاں سے ہماری جماعت خضر آباد کی جامع مسجد میں پہنچ گئی اس مسجد کے ایک حصہ میں حکومت نے محکمہ گھر بساؤ گڈمشن قائم کیا ہوا تھا اس محکمہ والوں نے ہمارے نام

لکھ لئے اور پولیس کو اطلاع کر دی ان کی رپورٹ پر پولیس آ گئی اور اس نے ہم سب کو گرفتار کر لیا اور خضر آباد سے باہر ایک حویلی میں رکھا جس کی چہار دیواری تھی اور اس کے اندر ایک کنواں تھا انقلاب کے زمانہ میں یہاں پر مسلمانوں کا ایک قافلہ آ کر ٹھہرا تھا۔ ہندوؤں نے ان پر حملہ کر کے سب کو ختم کر دیا اور ان کی لاشوں کو اس حویلی کے اندر جو کنواں تھا اس میں ڈال دیا۔

چنانچہ ہمیں حویلی کے اندر بند کر کے دروازہ میں قفل لگا دیئے گئے جس وقت ہمیں پیاس نے ستایا تو اس کنوئیں کے اندر ہم نے پانی نکالنے کے لئے بالٹی ڈالی تو بالٹی، میں گلا سڑا بدبودار پانی آیا ہم نے بامر مجبوری اس سے پیاس بجھائی چھ روز کے بعد پولیس والوں نے حویلی کا دروازہ کھولا تو ہم کو زندہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کیونکہ ان کا گمان تھا کہ یہ بھوکے پیاسے مر جائیں گے اور پھر ان کو بھی اسی کنوئیں میں پھینک دیں گے۔

پولیس والوں نے اردگرد کے رہنے والوں سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے حویلی کا دروازہ تو نہیں کھولا؟ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی نے بھی نہیں کھولا اس کے بعد انہوں نے ہم کو حویلی کے اندر سے نکالا اور کہنے لگے کہ حکومت کا حکم ہے اس لئے ہم نے تم کو یہاں بند کر دیا تھا ہم نے تمہارے اندر کوئی شر کی بات نہیں دیکھی لہٰذا اب تم یہاں سے پہاڑی ناہان کے علاقہ میں چلے جاؤ ہم یہاں سے علاقہ ناہان میں آ گئے۔

اس علاقہ میں ہم نے پندرہ دن کام کیا اور مرتدوں کو دوبارہ اسلام میں داخل کیا۔ اس علاقہ کے مرتدوں کی ہماری باتوں سے بڑی حوصلہ افزائی ہوئی اور کافی تعداد میں مسلمان دوبارہ اسلام میں داخل ہو گئے مگر ان میں جو منافق قسم کے لوگ تھے انہوں نے پولیس کو اطلاع کر دی کہ اس قسم کے لوگ علاقہ میں آئے ہوئے ہیں جو مرتد

مسلمانوں کو دوبارہ اسلام میں داخل کر رہے ہیں اس رپورٹ پر پولیس آ گئی اور ہم سب کو گرفتار کر کے دریائے جمنا کے پل مقام تاجے والا پر لے گئے راستہ میں ہمیں بندوقوں کے بٹوں سے مارتے اور گالیاں دیتے رہے۔

جب ہم مقام تاجے والا کے پل پر پہنچ گئے تو پولیس نے ہماری تلاشی لی اور پیسے وغیرہ سب چھین لئے اور ہمارے کپڑے وغیرہ سب اتروا لئے اور ایک ایک کر کے سب کو پل پر سے دریا میں پھینکنا شروع کر دیا۔ اس وقت دریا میں زبردست طغیانی آئی ہوئی تھی دریا کے کنارے پر جو پانچ دیہات آباد تھے مدھا، لیش پور، کڈھی، اروٹی وغیرہ سب بہہ گئے تھے۔ جب ہم کو دریا میں پھینکا جاتا تو پانی میں غوطہ کھا کر اوپر آتے تو سوائے پانی اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا ہمارے سب ساتھی بے ہوش ہو گئے۔ ہم اسی بے ہوشی کی حالت میں بہتے چلے جا رہے تھے کہ اللہ پاک کی شان! دریا کے اندر ایک بہت بڑا کیکر کا درخت مع شاخوں کے پڑا ہوا تھا ہم تمام ساتھی اس درخت میں جا کر الجھ گئے جس وقت ہم درخت میں الجھے ہوئے تھے تو ایک آواز سنائی دی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ ہائے میر ''سبحان خان'' رہ گیا۔

جب یہ آواز کان میں پڑی تو دیکھا کہ تمام درخت میں الجھے پڑے ہیں اور یہ آواز ہمارے ایک ساتھی کی تھی جو بے ہوشی کی حالت میں اپنے بیٹے کے لئے کہہ رہا تھا۔ میں نے (میاں جی سلیمان امیر جماعت سے) کہا کہ یہ وقت اہل و عیال کو یاد کرنے کا نہیں بلکہ اس ذات پاک کو یاد کرنے کا ہے جس نے ہمیں اب تک ان حالات میں بچایا اور زندہ رکھا۔

اب اس بات کی دُعا کرو کہ اللہ پاک موت دے تو ایمان پر دے اور اسلام پر قائم رکھے اور اگر اس پاک ذات نے ہم سے اپنے دین کا کام لینا ہے تو اللہ پاک ہم کو اپنا ذریعہ بنا کر مشرقی پنجاب کے تمام مرتدوں کو دوبارہ اسلام کی دولت سے نواز دے گا

یہ ہمارا ایمان ویقین ہے اللہ پاک ہمارے ساتھ ہے، جس ذات نے اب تک بچایا ہے وہ ہی ہم سے اپنے دین کا کام لے گا۔

اب تم درخت کا سہارا چھوڑ و اور اللہ کے بھروسہ پر دریا کے کنارے کی طرف چلو یہ بات ہو رہی تھی کہ دریا کے اندر زبردست لہر آئی جو ہم سب کو بہا کر لے گئی اور وہ درخت بھی دریا کی لہروں میں بہہ گیا پھر ہمیں کسی کا کوئی پتہ نہیں چلا اللہ پاک بہتر جانتے ہیں کہ اس ذات نے کس طرح بچایا اور ہم سب کو دریا سے نکال کر خشک زمین پر پھینک دیا۔

حالات یہ تھے جس جگہ ہم ریت پر پڑے تھے وہاں سے دریا کا رخ دو طرف کو ہو جاتا ہے یعنی دریا کی ایک شاخ کھدر آباد کی طرف اور دوسری بجنور کی طرف جاتی ہے درمیان میں خشک ریت ہے اس جگہ سے آگے عبداللہ پور کے مقام پر ایک پل ہے اس پل کے نیچے لوہے کی جالیاں لگی ہوئی ہیں اور یہاں پولیس کی چوکی بھی ہے اور ایک ہسپتال بھی ہے اگر کوئی لاش وغیرہ بہہ کر آئے تو ان جالیوں سے اٹک جائے تو اس کو نکال لیا جائے اور اگر کوئی زندہ بچ جائے تو اس کو ہسپتال میں داخل کر دیا جائے۔

چنانچہ جس پولیس نے ہمیں دریا میں پھینکا تھا اس نے عبداللہ پور کے مقام پر پولیس کو اطلاع دے دی تھی کہ ہم نے بارہ مسلمانوں کو دریا برد کر دیا ہے ان کی لاشوں کو مت نکالنا بلکہ آگے دریا میں بہا دیا جائے اللہ کی شان کہ اس نے ہمیں دریا سے نکال کر پہلے ہی ریت پر ڈال دیا تھا دریا کے کنارے مچھلی پکڑنے والے اور دھوبی کپڑے دھونے والے موجود تھے جو کہ ہم کو دیکھ کر دور ہٹ گئے۔

جب سورج کی گرمی سے ہمارے جسم گرم ہوئے تو ہوش آیا دیکھا کہ ہمارے آنکھ، کان، ناک میں مٹی بھری ہوئی تھی اور ہمارے تمام ساتھیوں کے جسم اکثر ننگے تھے ہم نے اپنی انگلیوں سے اپنے کان ناک اور آنکھوں سے مٹی نکالی اور ایک جگہ سب

اکٹھے ہو گئے کیونکہ ہم سب ساتھی ایک مربع زمین کے فاصلے سے جگہ جگہ پڑے ہوئے تھے۔

اس وقت دن کے بارہ بج چکے تھے اور جمعہ کا دن تھا ہمیں دریا میں جمعرات کو بارہ بجے پھینکا گیا تھا گویا چوبیس گھنٹے ہم پانی میں رہے اور ہمارے جسموں پر زخموں کے جو نشان تھے وہ پانی کی وجہ سے سفید ہو گئے تھے اللہ پاک نے غیبی مدد فرمائی کہ ہمارے ایک ساتھی نے اپنے کپڑوں کی گٹھڑی اپنی کمر سے باندھ رکھی تھی خدا کی شان ان کو پولیس والوں نے کپڑوں کی گٹھڑی سمیت دریا میں پھینک دیا تھا اور گٹھڑی بدستور اس کی کمر پر باندھی ہوئی تھی اس میں دو چادریں ایک کرتہ اور ایک پگڑی تھی۔

ہم سب ساتھیوں نے ان کپڑوں کو پھاڑ پھاڑ کر اپنے ستر ڈھانکے اور یہاں سے خضر آباد کی جامع مسجد میں پہنچ گئے۔ جمعہ کا دن تھا اس مسجد میں دیہات کے لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے آئے ہوئے تھے یہ لوگ ہمیں دیکھ کر گھبرا گئے اور مسجد کے اندر داخل نہ ہونے دیا کہنے لگے: تم کون لوگ ہو؟ مگر ہم زبردستی مسجد میں داخل ہو گئے اور مسجد کے اندر ایک کونے میں بیٹھ کر ذکر واذکار میں مشغول ہو گئے۔

ان لوگوں نے اسی پولیس کو اطلاع دی جس نے ہمیں تاجے والے مقام پر پل سے دریا میں پھینکا تھا کہ اس قسم کے گیارہ آدمی ہیں اور جامع مسجد خضر آباد میں موجود ہیں انہوں نے فوراً دو سپاہی بھیج دیئے تاکہ مسجد کے اندر سے کسی کو باہر نہ نکلنے دیں۔

ان دونوں سپاہیوں نے دروازہ پر پہرہ لگا دیا تاکہ کوئی باہر نہ نکل سکے اور حکم دیا کہ مسجد کے اندر جس قدر بھی لوگ ہیں سب مسجد کے اندر رہیں اگر کوئی باہر آئے گا تو ہم اس کو گولی مار دیں گے۔ اس حکم کو سن کر وہ لوگ بہت گھبرائے اور ہمیں برا بھلا کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آگئے انہوں نے اپنے ساتھ ہمیں بھی مصیبت میں پھنسایا ہے نہ

معلوم اب ہمارا کیا حشر ہوگا۔

تھوڑی دیر کے بعد اور پولیس آگئی جن میں انسپکٹر کرتار سنگھ' سب انسپکٹر کرم سنگھ' درگا پرشاد' جیسا لال اور سمیر سنگھ وغیرہ تھے۔ انہوں نے مسجد میں داخل ہو کر تمام مجمع کو ایک جگہ اکٹھا کر لیا ان میں ہم بھی شامل تھے انسپکٹر کرتار سنگھ نے سب کے سامنے تمام حالات بیان کئے کہ جس طرح ہم کو دریا میں ڈالا تھا۔ کہنے لگا کہ ہم نے ان کے ساتھ بڑے ظلم کئے تھے ان سب کو ننگا کر کے دریا میں ڈال دیا تھا کہ یہ ختم ہو جائیں گے اور دریا میں ڈوب کر مر جائیں گے۔ عجیب ماجرا ہے کہ یہ کیسے بچ گئے؟ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی زبردست طاقت ہے جو ان کو ہر حال میں بچا رہی ہے آج ہم بھی اسی غیبی طاقت پر جو اُن کی محافظ ونگہبان ہے ایمان لاتے ہیں اور اسلام میں داخل ہوتے ہیں انہوں نے ہم سے کہا کہ اب تم ہم کو اسلام میں داخل کرو ہم نے اس مذہب کے اندر کھلی غیبی مدد دیکھ لی ہے۔

ہم نے ان سے کہا کہ ہم تو سب ان پڑھ ہیں۔ ہم خود دین سیکھنے کے لئے نکلے ہیں اس مجمع کے اندر عالم اور دین دار لوگ ہیں جن میں پانی پت کے امام مسجد اور علاقہ کے ذمہ دار محمد تقی صاحب تھے انہوں نے ان کو غسل دلا کر کلمہ پڑھایا اور پورے طریقے سے دین اسلام میں داخل کر لیا انہوں نے ہم سے کہا کہ اب تم بالکل آزاد ہو تم پر آج سے کوئی پابندی نہیں ہے۔

ہماری آزادی اور سکھوں کے اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے ہمارے لئے کپڑے منگوائے اور دودھ مٹھائی اور کھانا وغیرہ خوب کھلایا جس وقت ہم کھانے پر بیٹھے اس وقت چھ بج چکے تھے گویا تیس گھنٹے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھانا کھلایا اور اپنی قدرت سے یہ تیس گھنٹے کا وقت اپنی حفاظت میں رکھ کر پورا فرمایا اور ہمارا یہ عشرہ بڑے اعزاز واکرام میں گزرا۔ دور دراز سے مسلم اور غیر مسلم ہماری زیارت کو آتے تھے اور

دُعائیں کراتے تھے بہت سے مرتد خود بخود دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے۔

یہاں سے ہم نے اپنی کارگزاری تبلیغی مرکز کو روانہ کی حضرت مولانا محمد یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ نے میاں جی دین محمد مرچونی صاحب کو رقم وغیرہ دے کر ہمارے پاس بھیجا اور فرمایا کہ میاں جی کے ہمراہ واپس نظام الدین آجائیں۔ چنانچہ ساڑھے پانچ ماہ کا کم وبیش عرصہ گزار کر ہم میاں جی کے ہمراہ مرکز نظام الدین حضرت مولانا محمد یوسف نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے ہماری کارگزاری سنی اور خوب دُعائیں دیں۔

نوٹ:۔(مذکورہ بالا کارگزاری جناب میاں جی محمد سلیمان صاحب سائپنکی والے (ہندوستان) جو اُس وقت اس مجاہد جماعت کے امیر تھے کی بیان فرمودہ ہے اور محترم الحاج لاڈ خان صاحب کی ضبط وتحریر ہے۔)

۱۹۵۱ء میں مشرقی پنجاب میں جانے والی جماعت کی کارگزاری

۱۹۵۱ء میں حضرت جی مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جماعت دہلی سے سہارنپور بھیجی اس جماعت میں بہت سے پرانے حضرات بھی شامل تھے پہلے یہ جماعت رائے پور ہوگئی اور حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خدام اور متوسلین چونکہ مشرقی ومغربی پنجاب میں پھیلے ہوئے تھے اور ان سب پر مشرقی پنجاب کی تباہی کا بڑا اثر تھا اور یہ متاثرین حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں برابر آتے جاتے رہتے تھے۔

اس لئے ہمہ وقت حضرت موصوف کی مجلس میں ایک تباہ شدہ خطہ کا تذکرہ ہوتا

رہتا تھا جب یہ جماعت وہاں پہنچی تو ایک ایسے صاحب سے ملاقات ہوئی جو مشرقی پنجاب کے فساد کے زخم خوردہ تھے اس نے مشرقی پنجاب کا حال سنایا اور بڑے درد سے بولا کہ گوجر اور جاٹ مرتد ہو گئے یہ سن کر پوری جماعت انتہائی متاثر ہوئی اس وقت جماعت میں ۲۷ آدمی شامل تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ جماعت حاضر ہوئی اور مشرقی پنجاب میں جانے کا مشورہ کیا۔

حضرت شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہنے فرمایا! اگر چند شرائط پر عمل کیا جائے تو اللہ کا نام لے کر جایا جا سکتا ہے۔

۱۔ صلوٰۃ الحاجات کا پوری طرح اہتمام کیا جائے۔

۲۔ اجتماعی دُعا کا اہتمام کیا جائے۔

۳۔ رات کے پچھلے پہر نماز تہجد کا اہتمام کیا جائے۔

تو جس خدا نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی مدد کی وہ تمہاری بھی مدد کرے گا۔

جماعت میں مشورہ ہوا۔ ۲۷ آدمیوں میں سے صرف سات آدمیوں نے اس آتش فشاں علاقہ میں داخل ہونے پر ہمت کے ساتھ آمادگی ظاہر کی۔ حالات بہت نازک تھے۔ موت منہ پھیلائے سامنے کھڑی تھی۔ زندہ بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔ اکثر لوگ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَةِ (اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو) پڑھ پڑھ کر جانے سے منع کرتے تھے مگر ان سات آدمیوں نے ہمت کر ہی لی۔ اس کی اطلاع حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب کو دی۔ مولانا نے ان حضرات کی ہمت افزائی کی اور ان کے لئے دُعاؤں خصوصاً سورۂ یٰسین اور اس کے بعد خصوصی دُعاؤں کا خوب اہتمام کیا۔ ایک صاحب جو اس جماعت کے رکن رکین تھے اپنے تاثرات اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔

ہماری جماعت ۱۸ مارچ ۱۹۵۱ء کو جمعہ کی نماز پڑھ کر رائے پور سے روانہ ہوئی۔ رائے پور والوں نے اشک بار آنکھوں اور دُعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ جماعت خدا کا ذکر کرتے ہوئے روانہ ہوئی۔ اور جمنا کے شاہی راستے سے (جہاں بند سا بنا ہوا ہے) مشرقی پنجاب میں داخل ہوگئی اور خضر آباد میں پہلا پڑاؤ کیا۔ سکھوں نے اس عجیب وغریب جماعت کو دیکھا تو حیرت میں پڑ گئے اور مسلمان صورتیں دیکھ کر غیظ وغضب میں آگئے دلوں کے زخم ابھی تازہ تھے جس مسجد میں ہم نے قیام کیا تھا اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور شور و ہنگامہ کرنے لگے اور حملہ کی صورت پیدا ہوگئی۔

اس صورت حال کو دیکھ کر خدا کے نحیف ونزار بندے خدا پر یقین واعتماد کے پیکر بن گئے اور اپنی شہادت کے انتظار میں گھڑیاں گننے لگے۔ امیر جماعت نے خدا کا نام لے کر حملہ آوروں کو مخاطب کر کے تقریر کرنی شروع کر دی۔ جماعت کے بقیہ لوگ صلوٰۃ الحاجات پڑھ کر ذکر و دُعا میں مشغول ہو گئے خدا نے اپنے بے سروسامان بندوں کی دُعا کو سن لیا۔

امیر جماعت کی تقریر جو حقیقت میں درد واثر میں ڈوبی ہوئی اور اخلاص و للّٰہیت سے معمور تھی سننے والوں کے دلوں میں گھر کرنے لگی مقلب القلوب نے دلوں کو پلٹ دیا۔ جو آنکھیں سرخ اور خونی تھیں دیکھتے ہی دیکھتے آنسوؤں سے تر ہوگئیں بلند آوازیں خاموش ہوگئیں۔ اٹھے ہوئے ہاتھ گر گئے جو لوگ مارو مارو کی صدائیں لگا رہے تھے خود اپنی زبانوں سے کہنے لگے کہ یہ مولوی تو بہت اچھی باتیں کرتے ہیں واقعی ہمارے اندر حیوانیت آگئی تھی۔

امیر صاحب نے آدھے گھنٹے کے بعد بات ختم کی تو ایک لحیم شحیم آدمی کھڑا ہوگیا اور اس نے اعلان کیا کہ یہ لوگ دہلی سے آئے ہیں۔ آپس میں امن و صلح کی دعوت دیتے ہیں۔ ظلم وعداوت اور انسان کشی کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں۔ ہر شخص ان

کی بات سنے اگر کسی نے ان کو تکلیف دی تو میں سب سے پہلے ان کے ساتھ مرنے کے لئے تیار ہوں۔

آٹھ روز تک جماعت کا قیام رہا خدا نے ہر شخص کے دل میں محبت و الفت ڈال دی۔ ہر مقام پر پولیس اور اس شخص نے ساتھ دیا۔ مجمع میں سب غیر مسلم ہوتے اور بعد میں خود جماعت کو ان مسلمانوں کے پاس لے جاتے جو مرتد ہو چکے تھے اور کہتے یہ پہلے مسلمان تھے ان کو پھر اپنے جیسا بنا لیجئے۔

جماعت ان لوگوں کو دیو بند سہار نپور اور دہلی لائی۔ سارے اکابر حضرات جن میں حضرت رائے پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ان کا احوال سن کر اور لائے ہوئے مسلمانوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ان کو لپٹا لیا اور دُعائیں دیں۔ مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خوشی تو بیان سے باہر تھی آج ان کو اپنا دیرینہ خواب شرمندہ تعبیر ہوتا ہوا نظر آیا خوشی اور مسرت سے ان کی آنکھیں نم تھیں۔

اس جماعت کے جانے سے مشرقی پنجاب میں کام کی بنیاد پڑ گئی۔ ان اہل عزیمت نے اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈال کر کام کا ایک وسیع میدان پیدا کر لیا۔ دوسروں کی ہمت بندھی اور پہلے جانے والوں کو ''اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'' میں شمار کیا جانے لگا۔

(ماخوذ از سوانح مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ)

پاکستان بننے کے بعد پہلی جماعت جو ہندوستان سے آئی اس کی عبرتناک کارگزاری

اگست ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے فوراً بعد سب سے پہلی تبلیغی جماعت جو

پاکستان گئی اس کی روئیداد سفر بڑی عبرتناک وسبق آموز ہے۔ اس جماعت کے ایک رکن نے لاہور پہنچ کر حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ۲۴ اگست ۱۹۴۷ء کو اپنے عجیب اور خطرناک سفر کے حالات لکھے۔

محترم المقام مخدومنا مولانا محمد یوسف صاحب

''سلام مسنون! ہماری لاہور جانے والی جماعت جو کہ چھ افراد پر مشتمل تھی آپ سے اجازت لے کر جب اسٹیشن پہنچی تو ہمیں مختلف ذرائع سے یہ پتہ چلا کہ براستہ بٹھنڈا جانا انتہائی خطرناک ہے ہم نے امیر جماعت سے اس سلسلے میں مشورہ کیا تو انہوں نے ٹکا سا جواب یوں دیا ''فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ'' اور یوں کہا کہ ہمیں فضاؤں اور ظاہری حالات اور مشاہدہ سے متاثر نہیں ہونا چاہئے بلکہ یہی حق ہے کہ ہم ایسے میں اپنے آپ کو ایک اللہ پر چھوڑ دیں۔ اس سے زیادہ اچھا اور کون سا وقت ہوگا کہ ہم اللہ کے دین کے لئے نکلے ہوئے ہیں۔

غرض یہ کہ ہم نے حکم امیر کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا' وضو کیا نمازیں پڑھیں اور تعلیم میں مشغول ہو گئے۔ اب تک تو چند مسافر ہمارے ڈبے میں ہم سفر تھے لیکن اس کے بعد سوائے ہمارے اور بھٹنڈا اترنے والے قلی کے اور کوئی نہ تھا جیند کے اسٹیشن پر جب ہماری گاڑی پہنچی تو فسادی گروہ درگروہ جو کہ بلموں' خنجروں اور چھریوں سے مسلح تھے جس ڈبے میں ہم سوار تھے چڑھ آئے اور ہمیں دیکھ کر آپس میں کانا پھوسی کرنے لگے۔ جب ان کا دل چاہتا تو گاڑی کو رکوا لیتے یا چلنے دیتے تھے۔

غرض ریل کا تمام اسٹاف من وعن ان ہی کے کہنے میں تھا جب موٹر کا اسٹیشن آیا تو ہم نے چادر میں لپٹی ہوئی خون میں لت پت لاشیں دیکھیں ایک جوان اور دوسری چودہ پندرہ سالہ مسلمان بچے کی تلواروں سے کٹی ہوئی پٹڑی پر پڑی ہوئی تھیں۔ فسادی

بدستور سرگوشیاں کرتے اور ہمیں دیکھ کر مسکراتے رہے۔ بھٹنڈا سے آگے جب گاڑی گیانہ اسٹیشن پر پہنچی تو گاڑی میں لگ بھگ ایک ہزار فسادی جمع ہو گئے اور انہوں نے گاڑی کھڑی کر لی۔

پہلے کچھ دیر انہوں نے مشورہ کیا بعد میں انہوں نے چار گروپ میں تمام فسادیوں کو اس طرح تقسیم کیا کہ ایک گروہ جن کے پاس تلواریں، بلم اور برچھیاں تھیں ۔ڈبے کے آگے کھڑا کیا اور دوسرا مسلح گروہ ڈبہ کے اندر دو حصوں میں تقسیم کر کے بھجوا دیا ایک حصہ کا کام صرف یہ تھا کہ مال و اسباب اور جوان عورتیں اور بچیاں لوٹ کر لے جائیں اور دوسرا گروہ مسلمان مردوں کو ڈبے سے نکال کر باہر کھڑے ہوئے گروہ کے حوالے کرتا جنہیں وہ منٹوں میں کاٹ کاٹ کر ختم کر دیتا تھا۔

تیسرا گروہ گاڑی کے دوسرے رخ پر صرف پستولوں سے مسلح تھا جو مسلمان ادھر ادھر بھاگ نکلنے کی کوشش کرتا اسے گولی ماردی جاتی اور چوتھا گروہ بیلچوں اور زمین کھودنے والے اوزاروں سے مسلح تھا تاکہ لاشوں کو گڑھا کھود کر دبایا جاسکے اب انہوں نے قتال کا کام یوں شروع کیا کہ گاڑی کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلمان مردوں اور عورتوں کو ایک ایک کر کے ڈبے سے نکال کر اگلے گروہ کے حوالے کر دیتے۔

اسی طرح وہ مسلمانوں کو ختم کرتے جاتے اور بھاگ جانے والوں کو گولیوں سے بھونتے جاتے۔ ہم نے ہیبت ناک منظر دیکھا تو اللہ سے دُعائیں مانگنے لگے اور آہستہ آہستہ سیٹوں کے نیچے چھپ گئے اور بھائی رحمت علی صاحب جن کی ڈاڑھی مونچھیں نہیں تھیں انہیں باہر ہی رہنے دیا اتفاق سے ایک ہندو نیم پاگل جیسا بھی ساتھ تھا۔ جس کے سر پر چوٹی گلے میں جنیو اور ہندوانہ وضع قطع بھی صاف دکھائی دے رہی تھی ہم اسے کچھ نہ کچھ کھانے کے لئے دے دیتے تھے جس کی وجہ سے وہ ہمارے ساتھ ہی رہا۔

ایک چودہ سالہ بچہ جو کہ بھائی رحمت کا رشتہ دار تھا اسے بہاولپور جانا تھا وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ایک اصلی ہندو اور دو نقلی ہندو بن کر جن سیٹوں کے نیچے ہم چھپے ہوئے تھے ان کے اوپر بیٹھ گئے (اس دوران فسادی ایک مسلمان کی لاش ہمارے ڈبے میں ڈال گئے تھے) جب وہ قتال کرتے ہوئے ہمارے ڈبے میں آئے تو رحمت علی نے قتال کرنے والوں کو کہا کہ یہاں تو کوئی مسلمان نہیں ہے تم بھی اپنی تسلی کر لو اور پہلے والے یہ ایک لاش ادھر ہی چھوڑ گئے تھے کہ اسے باہر پھینک دینا۔ قتال والے گروہ نے جب ہمارا ڈبہ خالی دیکھا تو دوسرے سرے تک پہنچ گئے۔ ہم نے خیال کیا کہ چلو" رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت"

لیکن اگلے اسٹیشن پر ہو بہو یہی انتظام اسی فعل کے ساتھ پھر عمل میں لایا گیا آنکھوں دیکھے اور کانوں سے سننے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہم جو دیکھ رہے تھے احاطہ امکان سے بہت باہر ہے کہ وہ صفحہ قرطاس پر اپنے احساسات و کیفیات کے ساتھ رقم کر سکیں ان کے قتال کا رنگ ڈھنگ جو اولاً بیان کیا ہے آخر تک یہی رہا اس دوران میں ۳۶ میل کے فاصلے میں گاڑی کو ۱۳ مرتبہ کھڑا کیا گیا اور مذکورہ طے شدہ طریقے سے فسادی خون کی ہولی کھیلتے رہے۔

جب انہیں یہ یقین ہو گیا کہ اب اس گاڑی میں کوئی مسلمان نہیں تو اس وقت قاتلوں کی آمد و رفت کم ہوئی۔ تب جا کر ہم پانچ آدمی سید رسول شاہ، مولوی عبدالوہاب صاحب، مولوی صدیق صاحب، اکرام صاحب، محمود صاحب آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے یکے بعد دیگرے ڈبے کے بیت الخلاء میں گھس گئے جہاں ہمیں ساڑھے چار گھنٹے محصور رہنا پڑا۔ ہمارا اندازہ ہے کہ فسادی اس ڈبے میں تیرہ مرتبہ آئے۔ لیکن حق تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے ہم بال بال بچ گئے۔

لیکن معصوم بچوں کی چیخیں، عورتوں کا واویلا اور مردوں کا کراہنا قتل کے وقت

کے ایسے منظر ہیں کہ جن کے نقوش زندگی بھر کے لئے ہمارے ذہنوں سے نہیں مٹ سکتے۔ مقتولین مسلمانوں کی تعداد کم از کم ۲۰۰ سے زیادہ ہوگی جن میں بوڑھے' بچے اور عورتیں سب ہی شامل ہیں۔ فسادیوں نے ایک لاش بھی گاڑی میں نہیں چھوڑی کہ پاکستان میں کسی کو معلوم ہوا اس طرح ہم صرف چھ ساتھی لاہور کے اسٹیشن پر پہنچ سکے۔

یہ ابتداء کا واقعہ ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں پڑنے اور نکلنے میں جو برکات تھیں وہ ہم نے اس سفر میں بدرجہ اتم دیکھیں اور ہم میں سے ہر کوئی اس وقت یہ کہتا تھا کہ اللہ اگر اس وقت ان ظالموں سے نجات دے دے تو ساری عمر تبلیغ کے کاموں میں صرف کر دیں گے۔ ہم محفوظ و مامون طریقے سے اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں اسی لئے یہ خیریت نامہ تحریر کر رہے ہیں ہم آتے ہی اپنے کام میں لگ گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ساری زندگی لگے رہیں گے۔ ہمارے لئے خصوصی دُعا فرمائیں۔

میری ہدایت کا ذریعہ ایک دکاندار بنا

مجھے جس نے میڈیکل کالج چھوڑنے کی ترغیب دی وہ ایک دکاندار تھا اس نے مجھ سے تعارف حاصل کیا کہ تم کون ہو؟ کیا کرتے ہو؟

میں نے اسے بتایا کہ بھائی میں نے میڈیکل میں جانا ہے باپ زمیندار ہے اور یہ ہمارا علاقہ ہے۔

اس نے کہا: تم کیوں ڈاکٹری پڑھتے ہو؟ تم تو کچھ بھی نہ کرو تب بھی ساری زندگی آسودگی سے روٹی کھا سکتے ہو تم علم دین حاصل کرو۔

میں اسے یہ کہتا: خود تو عالم ہے نہیں مجھے کس بات کی تبلیغ کرتا ہے۔ جو آج کا مفہوم ہے اور آج کے مفہوم کے مطابق اس نے بہت بڑا گناہ کیا کہ خود تو عالم ہے نہیں مجھے کہتا ہے علم دین پڑھو۔ اور اب بھی وہ دکاندار ہے یونیورسٹی گراؤنڈ پشاور میں اور اس

کا نام کوثر ہے۔

میں نے کالج چھوڑا آٹھ مہینے ماں باپ کی مار کھائی' پٹائی کھائی' رشتہ داروں کی' بڑوں کی' چھوٹوں کی لعن طعن' اوئے تو مولوی بنتا اے' تو مولوی بنتا اے' تو مولوی بنتا ایں' تینوں کون پچھے' تینوں کون پچھے' دال کھانی اے ''چھولیاں دی دال ہونی اے تے توں ہوناں اے'' ہور کوئی ہوناں ای نئیں اور ہمارے زمینداروں میں تو مولوی کم ہی ہوتے ہیں شام کو وہ چنگیر اُٹھاتا ہے گھر گھر سے روٹی مانگتا ہے پھر لا کر بچوں کو بھی کھلاتا ہے اور خود بھی کھاتا ہے تو سارے مجھے کہتے:

توں راتیں چنگیر چاونی اے
گھر گھر توں روٹی لیاونی ہے
تے بچیاں نوں وی کھواونی اے
تے آپ وی کھاونی اے
توں ایہو زندگی گزارنی اے۔

''یعنی تو نے رات کو چنگیر اٹھانی ہے اور گھر گھر سے روٹی مانگ کر لانی ہے بچوں کو بھی کھلانی ہے اور خود بھی کھانی ہے اور اسی طرح ساری زندگی گزارنی ہے۔''

کتنی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی وہ دیکھ رہے تھے کہ یہ ایک آسودہ حال گھر کا بچہ ہے اگر یہ کچھ بھی نہ کرے تو بھی وراثت میں اتنی زمین ہے کہ یہ باعزت روٹی کھا سکتا ہے پھر مجھے کہہ رہے ہیں: توں مولوی بنتا اے توں بھکیاں مرنا ہے تینوں کائیں پچھنا اے۔ یہ آٹھ مہینے کی جنگ میرے اوپر چلی' آٹھ مہینے میں ہر تیر جو تیز سے تیز تھا اسے زہر آلود کر کے میرے سینے پر مارا گیا' ذلیل کرنے کا جو آخری حربہ ہے وہ اپنے استعمال کر رہے ہیں یہ مولوی بن جائے گا۔

۱۹۷۰ء Ninteen Seventy (ستر) میں مولوی بننے کا تصور۔ جبکہ پیچھے محرک ایک لڑکا ہے جو آج بھی ایک جنرل اسٹور کا مالک ہے میں اگر اسے کہتا (جا اپنا کم کر آپ مولوی بنیا نئیں مینوں آ کھدا اے مولوی بن) جا کے اپنا کام کرو خود مولوی بنے نہیں اور مجھے کہتے ہیں عالم بن جاؤ۔ تو کیا یہ میری بات معقول تھی اور اگر میں نے اس کی بات مان لی اور اللہ نے مجھے توفیق دے دی تو پھر آخری اسٹیج کیا آئی۔

۲۳ نومبر ۱۹۷۲ء میں صبح ناشتہ کر رہا تھا میرے والد نے مجھے فرمایا اگر تو مولوی بننا اے تاں میرا گھر چھڈ دے۔

نکل جا میرے گھر وچوں جے توں مولوی بننا ہے۔

یہ الفاظ تھے ان کے' نکل جا میرے گھر سے اگر توں مولوی بننا ہے۔

میں رائے ونڈ آ گیا میں نے کہا والد نے نکال دیا ہے اب آپ داخل بھی نہ کرو تو میں کہیں کا نہیں۔ ۲۶ نومبر ۱۹۷۲ء کو میں رائے ونڈ میں داخل ہو گیا آٹھ سال پڑھا اس کے بعد تبلیغ میں چھ براعظم میں اللہ نے سفر کروایا میرے پندرہ سال سے ہر سال میں دو سفر تین سفر بیرون ملک کے ہو رہے ہیں۔

اور یہ سارا ثواب میرا عند اللہ قبول نہ بھی ہو کہ میں ریا کار بھی ہو سکتا ہوں میں متکبر بھی ہو سکتا ہے میرے اندر عجب بھی آ سکتا ہے بڑائی بھی آ سکتی ہے سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن جو کچھ بھی مجھ سے عمل ہو رہا ہے ان سب کا ثواب اس دکاندار کو جا رہا ہے جس کا نام کوثر ہے۔

اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ٥

''رہبری کرنے والے کو کرنے والے کا ثواب ہوتا ہے۔''

میرے دوستو اور بزرگو! اس امت کو اللہ نے چنا ہے دنیا میں اپنا پیغام پہنچانے کے لئے اور آواز لگانے کے لئے اگر ہم اللہ کی آواز نہیں لگائیں گے تو شیطان کی لگانا

اور سننا پڑے گی۔ گھروں میں بیٹھ کر اس کی آواز اور ناچ دیکھنا پڑے گا۔ ان کی فحاشی کے نظام میں اپنی اولاد کو زہر نگلتے ہوئے دیکھ کر بھی آپ چوں نہ کر سکیں۔ اگر اللہ کی طرف نہ بلایا تو یہ سب کچھ ہوگا۔ آپ کی اولادیں وہ نہ کریں گی جو آپ چاہتے ہیں بلکہ وہ کریں گی جو یہودی اور عیسائی چاہتے ہیں۔

ہماری بیٹیاں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے نہیں چلیں گی۔ ہماری بیٹیاں فاحشہ عورتوں اور اداکاروں کے پیچھے چلیں گی۔

ہمارے نوجوان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سامنے نہیں رکھیں گے وہ فاسقوں بدمعاشوں' فاجروں کو سامنے رکھیں گے یہ حقیقت کوئی جھٹلا سکتا ہے۔ جس کے لئے رات کی نیندیں خراب کیں۔ جس کے پیشاب و پاخانہ دھوتے رہے لیکن جب جوان ہوئے تو والدین کو آنکھیں نکالتے ہیں۔ ان نافرمان اولاد کے لئے ہم اپنے اللہ کی نافرمانی کیوں کریں؟

ہم اپنی اولاد کی خیر خواہی چاہتے ہیں کہ یہ بھی جنت میں جانے والے بنیں اور پوری دنیا کے انسان تائب ہو کر اللہ سے جڑ جائیں تو تبلیغ تو کوئی تبلیغی جماعت کا کام نہیں ہے یہ اللہ کا امر ہے' امر حکم ہے۔ یہ ہماری محرومی ہے کہ زمانہ ہوا ہم اس بات کو بھول گئے۔

پنجرے میں رہتے رہتے ایسی طاقت ختم ہوئی کہ اُڑنے کی طاقت نہ رہی۔ اُڑے بھی تو پتہ نہیں کہ یہ کس چمن کا پنچھی ہے۔ یہ جماعتی کام نہیں ہے۔ یہ اسلام ہے۔ اسلام دین ہے۔ اور سب سے بڑا حکم ہے دین کا تم کھڑے ہو جاؤ:

"فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○"

بھائی اس کے لئے نکلو چار مہینے چالیس دن یہ سیکھنے کا زمانہ ہے کام ساری زندگی ہے' ڈاکٹر بنا ۲۰ سال میں اگر ۱۰۰ سال زندگی رہی تو ڈاکٹری ہی کروں گا۔ چار ماہ

صرف سیکھنے کیلئے ہیں باقی ساری زندگی تیرا بن کے چلوں گا اور لوگوں کو ماننے والا بناؤں گا۔

تبلیغ کوئی جماعت نہیں ہے کہ ہمارے لوگوں کو تبلیغی جماعت میں شامل کرنا چاہتے ہیں یہ بھولا سبق ہے ایک نسل تیار کرو جو اللہ پہ فدا اور قربان ہونا ان کی زندگی کا کام بن جائے۔ یہ بھی کوئی نسل ہے جنہیں پیٹ اور شہوت کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ ہم نے تو بس خزاں ہی دیکھی ہے اور معلوم نہیں بہار دیکھنا مقدر بھی ہے یا نہیں اللہ ہی جانے بہر حال تمنا تو ہر کوئی کرتا ہی ہے۔

اجڑے چمن کے ہم پنچھی ہیں جنہوں نے بہار دیکھی ہی نہیں، انسانی شکلیں دیکھی ہیں انسان نہیں دیکھے۔

ہم تبلیغ کے ذریعے اپنی مسلمان بہنوں میں وہ چھپی ہوئی مسلمان ماں زندہ کرنا چاہتے ہیں، وہ چھپی ہوئی مسلمان ماں جسے مرے ہوئے صدیاں گزر گئیں، ہم وہ مائیں زندہ کرنا چاہتے ہیں جو ایک نسل تیار کر کے دیں اور اگلی نسل کو ایمان والا بنا کر اخلاق والا اور محبتوں والا بنا کر مریں۔

یہ تبلیغ کی محنت ہے صرف درس نہیں کہ ہم نے درس سن لیا۔ سننے اور پڑھنے سے آتا تو مجھے کیا تکلیف تھی تبلیغ میں دھکے کھانے کی، میں کوئی فخر سے نہیں کہتا، میں نے اپنے شوق سے دنیا چھوڑی میڈیکل چھوڑا پھر پڑھتا ہی رہا پڑھتا ہی رہا میرے دماغ کی رگ رگ میں اللہ کا شکر ہے کتابیں گھسی ہوئی ہیں دنیا گھسی ہی نہیں۔ یہ نہیں کہ میں کوئی اپنے آپ کو بزرگ بنا رہا ہوں میں بھی دنیا کا کتا ہوں لیکن میرے دماغ نے نہ کبھی دنیا کا سوچا نہ اس کے لئے منصوبے بنائے نہ اس کے لئے پلاننگ کی اس کے باوجود میں کہہ رہا ہوں کہ تبلیغ میں پھرے بغیر زندگی کا رُخ نہیں بدلتا۔

گھر چھوڑ اگر اللہ سے جی لگانا ہے، یہ سودا کرو۔ عورتوں سے بھی ہم کہتے ہیں

نکلو...... مردوں سے بھی ہم کہتے ہیں نکلو...... چونکہ زندگی کا رُخ بنتا ہی اسی سے ہے۔ آپ لوگ چار مہینے کے ارادے کریں۔ عورتوں کے دل نرم ہوتے ہیں اس لئے انہیں تین دن ہی کافی ہوتے ہیں سال میں تین دفعہ تین دن لگالیں تو انشاء اللہ سارے گھر کا نقشہ تبدیل ہو جائے گا۔

میرے والد کی بات

ایک وقت وہ تھا کہ میرے والد کہتے تھے کہ اگر تو تبلیغ میں نکلا تو میں تیری ٹانگیں توڑ دوں گا یہ سب میرے کانوں میں الفاظ گونج رہے ہیں ''میں تیری ٹانگیں توڑ دوں گا'' اور اسی والد پہ دوسرا وقت آیا میرے چھوٹے بھائی نے کہا یہ ہر وقت خرچ کرتا ہے کام کرتا نہیں۔ تو والد صاحب نے فرمایا: ابھی تو میں زندہ ہوں تیرا حق نہیں بنتا یہ بول بولنے کا۔ یہ تو پیسے خرچ کرتا ہے میری بوٹیاں مانگے تو اتار کے دے دوں گا۔

یہ وہی باپ ہے جو کہہ رہا تھا اگر تو گیا تو میں تیری ٹانگیں توڑ دوں گا۔ اس وقت اس کو پتہ نہیں تھا جب اسے سمجھ میں آیا تو کہا میں بوٹیاں دینے کو تیار ہوں۔

میرے والد کا رونا

میرے والد صاحب کبھی کبھی رویا کرتے تھے کہ ہم نے تمہیں جنا تو ہمارے کس کام آیا؟ ایک بیٹی فیصل آباد ہے' ایک لاہور ہے تو ہر وقت تبلیغ میں رہتا ہے اور چوتھا ڈاکٹر ہے۔ تو کبھی کہیں کبھی کہیں رہتا ہے ہم دونوں اکیلے کے اکیلے رہ گئے ہیں۔ مجھے بھی کبھی رونا آجاتا تھا' میں ان سے کہتا ابا جان! بس چند دنوں کی بات ہے پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا اکٹھا کرے گا جس کے بعد کوئی جدائی نہیں ہوگی۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ہمارے ساتھی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک گنبد نما بارہ دری ہے جس

میں وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا میاں صاحب آپ کہاں چلے گئے۔ انہوں نے اچانک انتقال فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا ہم تو بہشت کے تختوں پر ہیں' آمنے سامنے بیٹھے ہیں' انہوں نے کہا' آپ ہمیں چھوڑ کے چلے گئے' کہنے لگے نہیں' نہیں' عنقریب ہم سب اکٹھے ہو جائیں گے' اکٹھے ہونے کی جگہ اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی ہے۔ دنیا تو دنیا کے کاروبار میں بھی جدا کر دیتی ہے۔ اگر دین کے لئے جدائی ہوگئی تو کون سی بڑی بات ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اکٹھا کر دے گا۔

نعیم بنگالی کی نماز نے میرے دل کی دنیا بدل دی

میں نے کبھی نعیم بنگالی کی بات نہیں سنی تھی۔ ایک دن اس کو نماز پڑھتے دیکھا۔ نماز کھا گئی۔ اس کی کوئی بات سمجھ نہ آئی ہم ہاسٹل کینٹین پر چند دوست عزیز اللہ' اکرام اور محمد علی بلوچ بیٹھے ہوئے تھے۔ نعیم بنگالی کا حادثہ ہوا تھا وہ ہاسٹل کی سیڑھیوں سے گھسٹتا ہوا نیچے آرہا تھا۔ قدرتی میرا منہ سیڑھیوں کی طرف تھا۔ وہ دو منزلوں کی سیڑھیاں اترتے ہوئے گھسٹتا ہوا برآمدے میں آیا اس طرح گھسٹتا ہوا مسجد میں گیا۔ مجھے کھانا بھول گیا پھر اس طرح گھسٹتا ہوا نماز پڑھ کر واپس چڑھا بس اس کے اس مجاہدے نے دل کی دنیا بدل ڈالی۔ میں نے جنرل امیر حمزہ کو دیکھا کہتے تھے یا اللہ! جس طرح تیرے نیک بندوں نے نماز پڑھی میں ویسے پڑھتا ہوں پھر بعد میں کہتے نہیں پڑھی گئی افسوس ہے۔

تین چلے کے دوران تکالیف اور مجاہدے

مولانا طارق جمیل صاحب نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں چار ماہ شروع کئے اور

فروری ۱۹۷۲ء میں چار ماہ ختم کیئے۔ کہنے لگے اس دن سے میرا معدہ خراب ہوا حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن ذریعہ باسی اور ٹھنڈا کھانا ہے دودھ نہیں ملتا تھا۔ سیالکوٹ کے دیہاتوں میں ہماری تشکیل تھی۔ کوئی دودھ نہیں دیتا تھا' کبھی پیاز' نمک سے اور مرچ کو پانی میں گھول کر کھانا کھاتے تھے۔ گاؤں کا کوئی شخص دودھ دینے کو تیار نہیں تھا۔ بار بار مسجدوں سے نکالا جاتا' سخت سردی' غذا کا نہ ملنا' بہت سخت مجاہدہ کا ذریعہ بن گیا۔

اسی سفر میں سب سے پہلی تشکیل حجرہ شاہ مقیم میں ہوئی تھی۔

مولانا طارق جمیل صاحب کا انداز تبلیغ

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم نے دارالعلوم کورنگی کراچی کی ایک مجلس میں یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ ایک گاؤں میں میری تشکیل ہوئی میں متکلم تھا۔ ہم ایک دوکاندار کے پاس گئے میں نے اس سے کہا بھائی ذرا بات سنو گے؟ کہنے لگا کہ نہیں سننی۔

میں نے کہا! چچا ہم سے کیا غلطی ہوگئی! کہنے لگا ''تہاڈا مذہب اور ہے ساڈا مذہب اور ہے'' یعنی تمہارا مذہب اور ہے اور ہمارا مذہب اور ہے۔ میں نے اس سے کہا! چچا اذان ہوگئی ہے ہمارے ساتھ نماز کے لئے چلو! کہنے لگا اے مولوی! کمانا بھی تو فرض ہے' میں نے کہا اس سے بڑا فرض نماز ہے کہنے لگا مولوی! سر نہ کھا مولانا نے اس سے کہا آج تو سر کھانا ہی پڑے گا۔

مولانا نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ لئے کہ تُو میری بات سن لے اس نے بھی ہاتھ جوڑ کر کہا اللہ کے واسطے سر نہ کھا' اللہ کے واسطے نہ سنا' مولانا نے کہا کہ میں نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا اللہ کے واسطے میری بات سن لے اس نے میرے ہاتھوں کو جھٹکا دیا اور اُٹھ کر کھڑا ہوگیا اور باہر نکل گیا مولانا کہنے لگے میں نے دل میں کہا اب تو اسے سنا

کر ہی دم لوں گا۔

اتنے میں ایک اور آدمی بھی کھڑا ہو گیا کہنے لگا یہ تمہیں کیا کہتے ہیں سن لو اس کی بات تو اس کا دل تھوڑا نرم ہو گیا کہنے لگا ارے مولوی بول کیا بولتا ہے؟ میں نے اس کو تھوڑی دعوت دی جو گشت میں دیتے ہیں میں نے اس سے کہا کہ چلو مسجد میں، اسی طرح اس وقت بھی اس نے منع کیا خیر اس کو اس طرح پکڑ دھکڑ کر مسجد میں لائے پھر مولانا نے کہا اتفاق سے نماز کے بعد بیان بھی میرا ہی تھا۔

جب تشکیل کا وقت آیا تو سب سے پہلے اس نے کھڑے ہو کر چار مہینے لکھائے بعد میں معافی بھی مانگی تو میرے ایسے ہزاروں نمونے اس دنیا میں پھر رہے ہیں پھر اپنے بارے میں فرمایا کہ ہم بھی خود ان میں سے تھے کہ ایک سال تک تبلیغ والے میرے کمرے کے دھکے کھاتے رہے۔

ایک ہی ملاقات میں کایا پلٹ گئی

جام ساقی حیدر آباد میں ملنے آیا۔ سوشلزم، کیپٹلزم، سرمایہ کاری کے علاوہ نہ بات کرتا تھا نہ سنتا تھا۔ بیان سننے کے لئے آیا تو کایا پلٹ گئی اور حالت بدل گئی کہنے لگا زندگی میں آج تک کسی عالم کو نہیں سنا کسی مولوی کے بارے میں سوچا تک نہیں تھا لیکن آج پتہ چلا کہ واقعی ہم سب کو دین کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی دعوت

لاہور میں ایک ڈاکٹر صاحب کی دعوت پر مولانا سعید احمد خان صاحب اور مولانا عبدالرحمن اشرفی جامعہ اشرفیہ والے بھی تھے ڈاکٹر صاحب کی مسجد کے قاری صاحب بھی تھے ڈاکٹر صاحب نے اشرفی صاحب سے عرض کیا کہ قاری صاحب کو

سمجھائیں ان کی تنخواہ ۱۵۰۰ ہے کہتے ہیں بڑھا دیں اشرفی صاحب نے فوراً کہا کہیں قاری صاحب کو آپ کے گھر کے اخراجات کا پتہ تو نہیں چل گیا کہ ان کا روزانہ 1500 روپے سے زیادہ بل ہوتا ہے۔

مولانا کی طلبا کو نصیحت

ایک دفعہ طالب علموں کو مولانا طارق جمیل صاحب نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حدیث کو عربی میں سند کے ساتھ یاد کریں۔ یہ ایک عجیب رواج ہوگیا ہے طلباء حدیثیں یاد نہیں کرتے بلکہ مجمع کو وقتی طور پر گرمانے کے لئے لفظ اور اشعار یاد کرتے ہیں مقرر کی تقریر میں مضمون اور پیغام نہیں۔ وہ صرف الفاظ و اشعار کی دنیا میں پھرا کر مجمع سے اپنی بات کا لوہا منوانا چاہتے ہیں الا ماشاء اللہ ورنہ اکثریت کا یہی حال ہے تبلیغ کا مزاج سادہ اور عام فہم ہے۔

میں اکثر بچوں کو کہتا ہوں کہ میرا درد اور مضمون بیان کرو میرا لہجہ اختیار نہ کرو یہ نقل معلوم ہوتی ہے اپنے فطری لہجے میں پڑھو جو اپنے فطری لہجے سے باہر جاتا ہے وہ فطرت سے باہر چلا جاتا ہے۔

اپنے مقصد کے حصول میں ناکامی

میں جب لاہور میں پڑھتا تھا تو میرا ایک روم میٹ تھا میٹرک کے بعد گورنمنٹ کالج میں چلا گیا ۲۲ سال بعد پتہ چلا کہ میرا دوست بڑا میوزیکل انسٹرومنٹ کا تاجر بن گیا ہے۔ ایک دن اس سے ملنے گیا بڑی محبت سے ملا کہنے لگا اس مقام تک پہنچنے کے لئے بہت کوشش کی میرا مقصد دولت' عزت' شہرت تھا میں نے پالیا لیکن ۲۲ سال کے بعد آپ کا بیان سننے کے بعد پتہ چلا کہ میں مقصد کے انتخاب میں غلطی کر گیا۔

۲۲ سال کے بعد طارق جمیل کہاں اور میں کہاں؟

سابق صدر پاکستان فاروق لغاری کے قریبی عزیز کی خوبصورت موت

سابق صدر فاروق لغاری کے قریبی عزیز جناب طہور لغاری صاحب دعوت الی اللہ کے بڑے شیدائی تھے اور اس کی اشاعت و تبلیغ کے لئے اللہ کے راستے میں بھی نکلتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر خصوصی فضل فرمایا۔ زندگی کی ایک آخری شام وہ اللہ کے راستے سے واپس لوٹے۔ سنت ہے کہ سفر سے جب واپسی ہو تو پہلے آدمی مسجد میں آئے پھر گھر جائے اس نیت سے وہ سیدھے مسجد آئے محلے والے اصحاب دعوت کا گشت کا دن تھا یہ بھی اپنا سامان مسجد میں رکھ کر گشت میں شامل ہو گئے۔

احباب نے نماز کے بعد مسجد میں بیان بھی انہی کا طے فرمادیا چنانچہ طہور لغاری صاحب نماز کے بعد بیان کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا بھائیو! جنت حق ہے، جہنم حق ہے، آخرت حق ہے اس وقت دل کا عارضہ ہوا نیچے بیٹھے اور اپنے اس خالق حقیقی سے جا ملے۔ جس کی طرف بلانے کا حسین عمل انہوں نے زندگی بھر کیا تھا۔ ان کی اس قابل رشک موت پر اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے فضل سے حسن خاتمہ کی دولت مرحمت فرمائے۔ آمین

دین کے لئے قربانی دینے والی مثالی بیوی

ایک آدمی کی سال بھر کی تشکیل ہوئی وہ تیار ہو گیا۔ بیوی سے جا کر مشورہ کیا' بیوی بڑی دیندار تھی۔ اس نے کہا تم اللہ کے راستہ میں جاؤ بچوں کی تربیت اور ان کی

دیکھ بھال میں کرتی رہوں گی۔ اس طریقے سے اللہ کے راستے میں جانا میرے لئے تو مشکل ہے، تم اللہ کے راستے میں جاؤ۔ تم اللہ کے دین کا کام کرو گے تو اللہ پاک مجھے بھی ثواب دے گا۔

شوہر اللہ کے راستے میں چلے گئے اور بیوی اپنے بچوں کی خیر خبر لیتی رہی۔ عید کا دن آیا تو محلے کے بچے اس مبلغ کے بچے کو چڑانے لگے اور کہنے لگے، کہ تمہارے ابا تو جماعت میں گئے۔ اور ہمارے ابا ہمارے پاس ہیں ہماری تو عید ہے۔ اور دیکھو کیسے اچھے اچھے کپڑے اور دیکھو کیسا اچھا اچھا کھانا ہم تو گھومنے پھرنے جائیں گے تمہیں کون لے جائے گا؟

یہ چھوٹے بچے تھے رونے لگے۔ ہچکیاں مار مار کر روتے روتے ماں کے پاس آئے۔ زندگی میں یہ پہلی عید تھی کہ بچوں کے ابا جماعت میں چلے گئے۔ اب یہ بچے ماں کو لپٹ گئے اور لپٹ کر خوب روئے ماں بھی روئی۔

جب رونے سے فارغ ہو گئے تو ماں نے بچوں کو بٹھایا یوں کہا دیکھو بچو! محلے کے بچوں کی عید آج ہے اور کل باسی، پرسوں ختم۔ اور ہماری عید جو جنت میں آئے گی وہ ہمیشہ تازی رہے گی اور بڑھتی رہے گی۔ اور جنت میں جا کر کیا کیا ملے گا وہ ساریں آیتیں پڑھ کر سنائیں، جنت کے انگور کیسے؟ جنت کی کھجور کیسی؟ جنت کا دودھ کیسا؟ وہاں کا شہد کیسا؟ یہ ساری باتیں سن کر بچے ہنس پڑے اور بچوں نے کہا بس اماں ہمارا تو کام بن گیا ہماری تو ایسی عید ہے جو کبھی باسی ہوگی ہی نہیں۔

یہ بچے باہر گئے پھر وہ بچے آئے انہوں نے چڑایا۔ ان بچوں نے کہا بیٹھو! سارے بچے بیٹھ گئے بچے بھی دین کے داعی انہوں نے یوں کہا کہ دیکھو تمہاری عید تو کل باسی اور پرسوں ختم اور ہم نے اپنی ماں سے سنا ہے کہ ہم کو جنت کی عید ملے گی وہ باسی نہیں ہوگی ہمیشہ تازہ رہے گی اور بھی جنت کی ساری نعمتیں ان بچوں نے گنانی

شروع کیں تو وہ سارے بچے خاموشی سے بیٹھ کر سنتے رہے۔

ایک طرف ابا عید کے دن داعی' یہ بیوی بھی داعیہ اور بچے بھی دعوت دے رہے' یہ منظر ہمیں پورے عالم کے اندر قائم کرنا ہے' کرنے والے اللہ ہیں ہمیں ہاتھ پیر مارنے ہیں' کوشش کرنی ہے۔

ایک ڈاکو کی توبہ اور چرس سے نجات

ایک دوست نے بتایا کہ میں لاہور کی ایک مسجد میں نماز کے لئے گیا وہاں جماعت آئی ہوئی تھی نماز کے بعد انہوں نے تعلیم کروائی۔ تعلیم کے بعد میں نے سب ساتھیوں سے ملاقات کی۔ ایک بھائی کے چہرے پر زخم کا نشان تھا۔ بہت اصرار کے بعد انہوں نے بتایا کہ میں گوجرانوالہ کا ڈاکو تھا مقابلے کے دوران چاقو لگا تھا۔

کس طرح ان کا اندھیروں سے اجالوں کی طرف سفر کا آغاز ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ میں ڈاکے مارتا' جگہ جگہ ٹیکس لیتا' وہاں ایک ڈاڑھی والا آدمی تھا جو مجھے دعوت الی اللہ دیتا اور چائے بھی پلاتا اور بسکٹ بھی کھلاتا۔ پہلے میں اس کا مذاق اڑاتا تھا بعد میں اس کی باتیں مجھ پر اثر کرنے لگ گئیں اور میں اس کے پاس اکثر جاتا۔ یہ بات اس کے والد صاحب کو پسند نہ آئی اور اس نے مجھے وہاں آنے سے روک دیا لیکن اس نے مجھے چار ماہ اللہ پاک کے راستے میں لگانے کی دعوت دی اور مشورہ دیا کہ حلال مال سے چار ماہ لگاؤ۔

میرے پاس اسی (۸۰) روپے ڈاکو بننے سے پہلے مزدوری کے پڑے تھے۔ وہ روپے اور کچھ سامان لے کر اپنی ماں سے اجازت مانگی تو وہ رونے لگی۔ میں نے کہا جب سال دو سال کے لئے جیل جاتا تھا تو اس وقت تم روتی نہیں تھی اب کیوں رو رہی ہو' اجازت کے بعد میں گوجرانوالہ مرکز چلا گیا جب میں مسجد میں داخل ہونے لگا تو

خیال آیا یہ اللہ پاک کا گھر ہے اس میں چرس نہیں لے جانا چاہئے لہٰذا میں نے اسے پھینک دیا۔ میں دو ہزار روپے ادھار لے کر رائے ونڈ چلا گیا پہلی تشکیل میں مجھے چرس کی طلب ہوئی میں نے امیر صاحب کو ساری بات بتائی اور واپس جانے کی اجازت چاہی۔

لیکن امیر صاحب نے فرمایا بیٹا گرمی ہے غسل کرلو۔ امیر صاحب نے ساری جماعت سے کہا کہ بھائی کے لئے دُعا کرو۔ ایک ساتھی کو ۲۴ گھنٹے ذکر کے لئے بٹھا دیا۔ میں تقریباً ہر گھنٹے بعد نہاتا کچھ دن کے بعد اللہ پاک نے مجھے صحت دے دی اور چرس چھوٹ گئی۔ دہ ماہ کے بعد رائے ونڈ مرکز میں میری خدمت لگی۔ میں جھاڑو دے رہا تھا کہ ایک بھائی آیا اس نے مجھے کہا کہ تم نے ڈاڑھی کیوں نہیں رکھی۔ میں نے اس کو نامناسب باتیں کہیں جس پر اس بھائی کو غصہ آیا کہ تم نے ڈاڑھی کی توہین کی ہے اس نے مجھے مارا اس پر میں نے بھی اسے مارا لوگوں نے ہمیں چھڑا دیا۔

میں ایک ستون کے ساتھ سو گیا اور وہ دوسرے ستون کے ساتھ سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک میدان میں چل رہا ہوں۔ چلتے چلتے اندھیرا بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ میرا ہاتھ نظر نہیں آتا تھا۔ اچانک ایک روشنی نمودار ہوئی ادھر دیکھتا ہوں کہ ایک موتی کا محل ہے اور اس میں حسین وجمیل لڑکی نظر آتی ہے اتنی خوبصورت کہ زندگی بھر نہ دیکھی۔ اٹھ کر میں نے ساتھ والے کو بتایا ہم دونوں مولانا جمشید صاحب کے پاس چلے گئے انہوں نے بتایا کہ غلط راستے سے صحیح راستے پر آنے کا انعام اللہ پاک نے دکھایا ہے۔ اس کے بعد میں نے ڈاڑھی رکھ لی۔

چار ماہ لگا کر واپس آیا تو میرے ڈاکو ساتھی خود ہی دور ہو گئے اور ماں مجھے کہنے لگی تم نے یہ کیا کیا؟ میں نے مزدوری شروع کر دی لیکن میری ماں کہتی رہی اس سے کیا ہوتا ہے ایک دن میں نے شب جمعہ میں مرکز کے امیر صاحب سے کہا میری ماں

یہ کہتی ہے انہوں نے فرمایا کہ آج میں دُعا کروں گا تم بھی اللہ سے مانگو۔

صبح کے بیان کے بعد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ آئے اور کہنے لگے آج میری بیٹی کے ساتھ تمہاری شادی ہے۔ سنت کے مطابق میری شادی ہوگئی۔ میں نے یونیفارم کی دکان کھول لی۔ اب الحمد للہ میری والدہ نمازی ہے اور اپنی پہلی زندگی پر نادم ہے۔ میرے لئے اور اپنے لئے روزانہ توبہ کرتی ہے۔ ہمارا گھرانہ دیندار ہے میرا ایک بیٹا بھی ہے۔ میری دوکان پر آج بارہ ملازم کام کرتے ہیں۔ الحمد للہ یہ سب دعوت الی اللہ کی برکت سے ہوا۔ اللہ پاک ساری امت کو اپنا مقصد دعوت الی اللہ بنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں نصرت کا حکم دیا

ہمارے ایک دوست جنہوں نے ابھی ابھی اندرون ملک پیدل جماعت کے ساتھ ایک سال کا سفر کیا۔ محترم بڑے ذمہ دار فعال اور نیک سیرت ساتھی ہیں مہمان جماعتوں کی نصرت اور مقامی طور پر لوگوں کو تبلیغ کے لئے تیار کرنا یہ ان کا مشن ہے۔ وہ اپنے سفر کی کارگزاری سناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت دس ساتھیوں پر مشتمل تھی جو کہ ایک ہی علاقہ کے ساتھی تھے۔ رائے ونڈ مرکز سے ہمیں جورخ ملا وہ ضلع قلات کی تحصیل سراب سے شروع ہو کر مغرب کی جانب ایرانی بارڈر تک ہم نے جانا تھا اور پھر ماشکیل سے ہماری واپسی ہوئی۔

تقریباً چھ سو میل کے اس پیدل سفر سے تقریباً ۶۵۰ افراد الحمد للہ! اللہ کے راستے میں دعوت الی اللہ کے لئے نکلے۔ اس سفر کا وہ اپنا ایک عجیب اور سچا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری جماعت ایک جگہ ٹھہری ہوئی تھی اور وہاں کے چند مقامی حضرات ہماری نصرت کے لئے آئے ہوئے تھے ان میں سے ایک ساتھی نے ہمارا خصوصی اکرام

کیا کہ مجھے عالم خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے علاقے میں میری جماعت کے ساتھی آئے ہوئے ہیں اور تم نے ابھی تک ان کی نصرت نہیں کی اور ان کا اکرام نہیں کیا اس کے بعد کہنے لگے کہ مجھے تین دن بعد آپ کی جماعت ملی ہے اور آپ کی جماعت کے سارے ساتھیوں کو میں نے عالم خواب میں دیکھا ہے اس کے بعد وہ شخص ہمیں دوبارہ گاڑی میں بٹھا کر اپنے مقام پر چھوڑ کر چلا گیا انہوں نے کہا کہ ہماری اندرون ملک ایک سال پیدل جماعت کے ساتھ ہونے والا یہ عجیب اور سچا واقعہ ہے۔

اس واقعہ کے سننے کے بعد ہمیں پختہ اور مکمل واکمل یقین تھا کہ جو شخص دعوت الی اللہ میں لگ جاتا ہے تو رب کریم اس کی غیب کے خزانوں سے مدد و نصرت فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد کا واقعہ

کچھ لوگ دعوت الی اللہ کے سلسلے میں ایک سال کے لئے اللہ کے راستہ میں گلگت کے پہاڑوں میں بستی بستی قریہ قریہ لوگوں کو ملتے ہوئے انہیں دین اور جہد دین کی طرف متوجہ کر رہے تھے کہ ایک عجیب بات پیش آئی۔ وہ حضرات ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی پر جا رہے تھے پہاڑی راستہ انتہائی دشوار گزار تھا۔ نیچے بہت تیز دریا بہہ رہا تھا جس کی خوفناک تند و تیز لہروں میں گر کر کسی کا زندہ بچنا انتہائی مشکل ہے چلتے چلتے اچانک ایک ساتھی کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے دریا میں جا گرا۔

ساتھی اتنی گہرائی میں گرتے ہوئے اور لہروں میں بہتے ہوئے اپنے ساتھی کو بے بسی سے دیکھتے رہ گئے اور وہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔ آگے اس کے ساتھ کیا بیتی؟ وہ بہتے بہتے ایک بڑی چٹان کے ساتھ چمٹ کر اٹک گیا اور حیران و پریشان ہوگیا کہ کیا کروں اور کیسے نکلوں؟ اسی اثناء میں اس نے دیکھا ایک بہت بڑا اژدھا

(سانپ) منہ کھولے اس کے سامنے آ گیا اور اس کا منہ اتنا بڑا کہ پوری گائے بھی نگل سکے اب تو اس نے موت کا یقین کر لیا اور خوف کے مارے آنکھیں بھینچ لیں اور کلمہ پڑھ لیا لیکن وہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ اژدھا اس کے قریب پیٹھ سامنے کر کے کھڑا ہو گیا اور زبان حال سے اپنے اوپر سوار ہونے کی دعوت دینے لگا۔

اس کے دل میں بھی اللہ نے ڈال دیا اور یہ کود کر اس پر سوار ہو گیا۔ وہ تو بہت نرم و ملائم تھا۔ اژدھے نے باہر کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ رینگتے رینگتے اسے وہ ایک چٹیل میدان میں لے آیا۔ یہاں لا کر اس نے اسے اتار دیا اور وہاں سے چلا گیا۔ اللہ کا یہ پیارا بندہ اسی عجیب و غریب کشمکش میں تھا کہ اس نے دیکھا ایک جیپ وہاں آئی جیپ میں سوار لوگوں نے اسے بھی اپنے ساتھ سوار کیا اور شہر کے تبلیغی مرکز میں چھوڑ کر چلے گئے جہاں پر اس کے پہاڑ سے گر کر اللہ کو پیارے ہو جانے کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ جب انہوں نے اسے زندہ سلامت دیکھا تو بہت حیران ہوئے۔

یہ واقعہ عجیب و غریب تو ضرور ہے لیکن ناقابل یقین نہیں ہے اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب واقعات اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں اور آتے رہتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ لیکن ایسے واقعات کے بعد مطمئن ہو جانا چاہئے یا نہیں؟ ہرگز نہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تو اس سے بھی بڑے بڑے اللہ کی مدد کے واقعات پیش آئے۔ وہ پھر بھی اللہ سے ڈرتے رہے اور نیکیوں میں آگے بڑھتے رہے۔

جہاں کھانے کی ضرورت پیش آئی اللہ کی طرف سے لگے لگائے دستر خوان اتر آنا' سواری کی ضرورت پیش آئی غیبی سواری کا مہیا ہو جانا' کھانا کم ہوا برکت پیدا ہو جانا 'جماعت راستہ بھول گئی پرندوں کے غول کا آگے آنا اور پھر ان کا انسان بن کر راستہ کی نشاندہی کر کے غائب ہو جانا اس قسم کے سینکڑوں واقعات یہ سب اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کا فضل و احسان ہے لیکن یہ ہمیں مطلوب نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ہمارا مطلوب تو

اللہ کی مدد کا وہ درجہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطلوب تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بایں الفاظ میں فرمایا ہے۔

''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔''

ترجمہ: (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جب اللہ کی مدد اور (مکہ کی) فتح (مع اپنے آثار کے) آپہنچے (یعنی واقع ہو جائے) اور (آثار جو اس پر متفرع ہونے والے یہ ہیں کہ) آپ لوگوں کو اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں۔

جی ہاں یہ ہے اللہ تعالیٰ کی مدد کا اعلیٰ درجہ کہ اللہ کے بندے اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہونے لگیں۔ ملکوں کے ملک، قوموں کی قومیں مذہب اسلام اختیار کرنے لگیں۔ آج فلاں امیر مسلمان ہوگیا' اخبار میں خبر چھپے آج چین، جاپان والے اللہ کی بندگی میں داخل ہوگئے۔ اے کاش! جلد وہ وقت آجائے کہ جن آنکھوں سے دین مٹتے دیکھا انہی آنکھوں سے مرنے سے پہلے پہلے دین کو چمکتے بھی دیکھ لیں دین کی توہین اور استہزاء تو دیکھی' یا اللہ! تو اپنی قوت قدرت اور طاقت سے دین اسلام کا بول بالا دکھادے حق کو پورے عالم میں غالب کردے۔

تبلیغ کی برکت سے چوری چھوڑ دی

ایک تبلیغی ساتھی نے یہ واقعہ سنایا کہ جب میں سروس میں تھا تو ایک سرکاری میٹنگ کوئٹہ میں ہوئی جس میں میں شریک ہوا' کوئٹہ میں واپڈا کے چیف سے ملے تو اس نے دین کی محنت کی برکات بتائیں اس نے بتایا کہ اس کے پاس پاکستان کا سب سے بڑا تیل کا ذخیرہ ہے جس کا وہ انچارج ہے۔ چوکیدار اس کی رکھوالی کرتے ہیں اور رات کو چوروں کے

ساتھ مل کر تیل چوری کرواتے ہیں اس نے پولیس کی مدد لی مگر چوری کنٹرول نہ ہوئی۔

چوکیداروں میں سے ایک نے چار ماہ کی چھٹی لی اور جماعت میں چلا گیا جب وہ وقت پورا کر کے آیا تو مجھے اطلاع ملی کہ یہ چوکیدار اب چوروں سے نہیں ملتا اور چوتھائی چوری ختم ہوگئی ہے چنانچہ میں نے اسی چوکیدار کو جو چار ماہ لگا کر آیا تھا اپنے دفتر میں بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم نے ان تین چلوں میں کیا کیا؟ اس نے بتایا کہ چار ماہ تک ہم اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات سنتے اور سناتے رہے جس سے ہمارا اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین مضبوط ہوا اور حضور اقدس ﷺ کے نورانی طریقوں پر چل کر دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین آیا۔ اب اللہ کا خوف ہر وقت دل میں رہتا ہے اس لئے چوروں کی بات نہیں مانتا بلکہ ان کو دعوت دیتا ہوں چنانچہ واپڈا کے اس آفیسر نے اس چوکیدار کو کہا کہ باری باری تمام چوکیداروں کو اللہ کے راستے میں نکالو۔

اب چاروں چوکیدار وقت لگا چکے ہیں اور چوری بھی ختم ہے جو برسوں سے ہمارے لئے مسئلہ بنی ہوئی تھی' اس کی وجہ ماحول ہے کیونکہ ان چوکیداروں نے اس ماحول میں جان مال اور وقت لگا کر قربانی کر کے وقت لگایا تو ان کے ایمان و یقین میں ترقی ہوگئی اور چوری جیسی بری عادت سے نجات پائی۔

کالج کے سٹوڈنٹ نے ڈاکے مارنے سے توبہ کرلی

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن ایک کالج کے ہوسٹل میں گشت کر رہے تھے ہم نے ایک دروازہ کھٹکھٹایا ایک نوجوان لڑکا نکلا ہم نے کہا ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے ملنے آئے ہیں تھوڑی دین کی بات کرنی ہے اس نے کہا

کہئے ہم نے اس سے آدھا گھنٹہ بات کی اس نے رونا شروع کر دیا پھر کہنے لگا: آپ کیا چاہتے ہیں میں نے کہا صرف آپ چار ماہ لگا کر ایمانی زندگی سیکھ لیں اس نے فوراً حامی بھر لی اور کہا میں تیار ہوں یہ کہہ کر بستر باندھا اور ۴۰ دن جماعت میں لگائے۔

بعد میں اس سے میری ملاقات ہوئی کہنے لگا آپ جانتے ہیں اللہ نے آپ کے ذریعے مجھے کس زندگی سے نکالا پھر کہنے لگا ہمارا لڑکوں کا پورا گینگ ہے جو کہ ڈاکہ ڈالتا ہے اور ہم نے بہاولپور میں فلاں فلاں جگہ چوری کی اور ڈاکے ڈالے جب آپ لوگ آئے اس وقت بھی ہم ایک جگہ ڈاکہ ڈالنے جا رہے تھے آپ نے مجھ پر بہت احسان کیا کہ تبلیغ کے کام سے مجھے جوڑا اور میری زندگی بدل ڈالی۔

مولانا نے فرمایا: جس وقت میری اس سے ملاقات ہوئی اس کی ڈاڑھی تھی اور سر پر پگڑی اور کرتا پہنے ہوئے تھا وہ تبلیغ کی بدولت کہاں سے کہاں پہنچ گیا اور لاکھوں کے لئے نمونہ بن گیا۔

ڈاکو سردار کی توبہ

بھائی عبد الجبار صاحب سے یہ واقعہ منقول ہے کہ مسعودی قبیلے کے ڈاکو بڑے مشہور ہیں اور ان میں ڈاکوؤں کا بہت بڑا گینگ ہے وہاں ایک بڑا ڈاکو جس کی دادا گیری وہاں کافی چلتی تھی سب اس سے ڈرتے تھے اس نے کئی ڈاکے ڈالے اور کئی قتل کئے تبلیغی جماعت کے ساتھیوں کو فکر ہوئی کہ کس طرح ان ڈاکوؤں کو دعوت دی جائے۔ ساتھی ڈاکوؤں کے علاقے میں پہنچے وہاں ڈاکوؤں کو گلے لگایا اور ان سے اچھے اخلاق سے پیش آئے۔

ڈاکو پریشان ہو گئے کہ لوگ ہم سے دور بھاگتے ہیں اور یہ ہمیں گلے لگا رہے ہیں ایک بڑے ڈاکو نے آنے کا مقصد پوچھا جماعت والوں نے دعوت دی وہ تین دن

کے لئے تیار ہو گیا جب تین دن جماعت میں لگائے تو مزید تین چلے کے لئے اللہ کے راستے میں نکل گیا کراچی تشکیل ہوئی زندگی بھی بدلی لوگوں کے حقوق کا لین دین بھی سمجھ میں آیا اور چہرے پر سنت رسول ﷺ سجا کر اپنے علاقے میں واپس پہنچا۔

اور جن جن پر ظلم کئے تھے اور ان کے مال پر ڈاکہ ڈالا تھا ان سے معافی مانگی اور سارا مال ان کو واپس کیا اور جن لوگوں کو قتل کیا تھا وہاں گیا اور کہا کہ میں نے فلاں فلاں کو قتل کیا اب میری زندگی تبلیغی جماعت والوں کی صحبت سے بدل گئی ہے میری جان حاضر ہے آپ جو چاہیں سزا دیں وہ مجھے منظور ہے لیکن اس ڈاکو کو لوگوں نے معاف کر دیا اور بعد میں گاؤں کے کئی لوگ اور دوسرے ڈاکو تبلیغ کے کام سے جڑ گئے اور وہ بھی اسلام کے داعی اور محمد ﷺ کے عاشق بن گئے۔

میڈیکل کالج کی ہندو سٹوڈنٹ کا قبول اسلام

لاہور میں میڈیکل کالج کے ساتھ ہوسٹل بھی ہے وہاں ایک لڑکے نے چار مہینے لگائے پھر وہ ہر روز کمروں میں جا کر دعوت دیتا تو ایک دن ایک لڑکی کی باری آئی جو کالج کی خوبصورت لڑکیوں میں سے تھی اور ہندو تھی اس لڑکے نے لڑکی کو جا کر ایک گھنٹہ دعوت دی بات کی اور پھر کہا تم مسلمان ہو جاؤ وہ لڑکی کہنے لگی میں تمہاری دعوت پر مسلمان نہیں ہوں گی لیکن تم نے جو ایک گھنٹہ مجھ سے بات کی ہے اور نظر اُٹھا کر میری طرف دیکھا نہیں میں اس بات پر مسلمان ہوتی ہوں۔

لاہور یونیورسٹی میں غیر مسلم لڑکی کا قبول اسلام

لاہور یونیورسٹی کے ایک بڑے خوبصورت نوجوان نے رائے ونڈ میں چار مہینے لگائے پھر وہ یونیورسٹی میں تبلیغ کی محنت کرتا در در پھرتا۔ ایک دن اس نے اپنے زمانہ جاہلیت کی دوست سے (جو کہ غیر مسلم تھی) نظریں جھکا کر فکر آخرت، تعلق مع اللہ، تبلیغ اور اسلام کی حقانیت کی بات کی اور کافی دیر تک نظریں جھکا کر بات کرتا رہا حتیٰ کہ وہ مسلمان ہوگئی اور کہنے لگی میں تمہاری دعوت سے مسلمان نہیں ہوئی بلکہ تمہارے نظریں جھکا کر بات کرنے سے میرے دل پر بڑا اثر پڑا ہے میں اس وجہ سے مسلمان ہوئی ہوں۔

تبلیغی جماعت کی برکت سے کراچی کے قمر ٹیڈی بدمعاش کا سفر ہدایت

قمر ٹیڈی لالوکھیت کا بہت بڑا بدمعاش تھا آج سے ۲۲ سال پہلے اس پر ۲۱ کے قریب کیس تھے لوگ اس کے نام سے کانپتے تھے اس کے اپنے ساتھیوں کا بڑا گروہ تھا اس نے زندگی میں کافی بدمعاشی کی لیکن جسے اللہ ہدایت دے اس کو ساری دنیا بھر کی خرافات نہیں روک سکتیں۔

یہ قمر ٹیڈی کسی طرح تبلیغ والوں کے ساتھ جڑ گیا اور تبلیغ میں ۴۰ دن لگائے واپس گھر پہنچا تو پولیس پہنچ گئی پولیس سے مقابلہ ہوا اس کو ۶ گولیاں لگیں یہ وہاں سے

بھاگ نکلا اور کسی طرح سعودی عرب فرار ہو گیا ۲ سال سعودی عرب میں رہا مکہ میں طواف کے دوران پاکستان کے صدر ضیاء الحق سے ملاقات ہوئی اپنے حالات بتائے اور گناہوں پر نادم ہوا صدر صاحب نے قمر ٹیڈی کو ایک کارڈ دیا اور کہا کہ اسلام آباد آؤ مجھ سے ملنا۔

یہ سعودیہ میں اس وقت ویلڈنگ کا کام کرتا تھا پاکستان آیا صدر سے ملاقات ہوئی اس کے کیس نکلوائے گئے اور گنے تو کم نکلے صدر صاحب نے ترغیب دی کہ ہمارا کام آدمی کو گناہ سے بچانا ہے گناہ میں دھکیلنا نہیں اور سارے کیس معاف کر دیئے آج دس سال سے یہ کراچی میں موجود ہے اور کئی بدمعاشوں کا اللہ سے تعلق جوڑ چکا ہے اور اپنی باقی زندگی دعوت و تبلیغ کے لئے وقف کر چکا ہے۔

گونگوں کی ایک جماعت کا قصہ

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے تلنبہ میں گونگوں کی ایک جماعت آئی ایک گونگا دوسرے گونگے کو تیار کر رہا تھا میں اس کو دیکھ رہا تھا وہ کہتا تو چل، وہ تھا چرسی، وہ کہتا نہیں میں نہیں جاتا، اب جب سارے حربے بے کار ہو گئے تو اس نے اس کو کہا کہ تو مر جائے گا اس نے کندھے کا اشارہ کیا پھر کہا تیری قبر کھود رہے ہیں اب وہ اس کو دیکھ رہا تھا پھر کہا تجھے قبر میں ڈال رہے ہیں پھر اوپر مٹی آ گئی پھر سانپ کا اشارہ کیا، تبلیغ ہو رہی ہے، قربان جایئے اللہ کے رسول ﷺ پر۔

اب وہ سانپ کی آواز نکال رہا تھا اپنے ہاتھ کے اشارے سے اس کو ایک ڈنگ ادھر مارا ایک ادھر مارا پھر اس نے تیلی جلائی پھر کہا آگ تیری قبر میں جل رہی ہے اب اس کا رنگ ایک آ رہا ہے ایک جا رہا ہے پھر کہنے لگا تو نے بستر اُٹھایا اور ہمارے ساتھ چلا تو اس نے کوئی اشارہ کیا جنت کا وہ تو مجھے یاد نہیں رہا لیکن اگلا اشارہ

یاد رہا' حور کا اشارہ کیا' مطلب حور اور بڑی خوبصورت حور' کہا تجھے ملے گی میرے سامنے وہ تین دن کے لئے تیار ہو گیا۔

اور پھر اس نے ایسی توبہ کی کہ اس نے چرس بھی چھوڑی ہر چیز چھوڑی پھر وہاں مدرسے میں پڑا رہتا تھا اور نماز سیکھی مسائل سیکھے طہارت سیکھی سب کچھ سیکھا اور نو مہینے بعد اللہ کو راضی کرتا ہوا مر کے چلا گیا ساری زندگی کے گناہ نو مہینے میں دھلوا کر وہ جنت میں گیا سستا سودا کر گیا جس کو کوئی عالم نہ تیار کر سکا کوئی مقرر نہ تیار کر سکا اس کو ایک گونگے نے تیار کر کے اُٹھا دیا۔

بہاولنگر کے حوالدار کا عجیب واقعہ

ایک تبلیغی ساتھی نے بتایا کہ ایک حولدار مجھے بہاولنگر میں ملا تبلیغ میں وقت لگایا حلال پہ آ گیا' جینا دوبھر ہو گیا اور بڑی تنگی ہو گئی' کہنے لگا ایک دن افسر مجھ سے کہنے لگے تم اب گزارہ کیسے کرتے ہو؟ میں نے کہا جب آدمی طے کر لے تو گزارے ہو جاتے ہیں نہ طے کرے تو نہیں ہوتے۔

کہا بتاؤ تو سہی گزارہ کیسے کرتے ہو؟ کہا بات یہ ہے کہ ایک سال گزر گیا ہے میرے گھر میں سالن نہیں پکا' ہم چٹنی سے روٹی کھاتے ہیں ایک سال پورا ہو چکا ہے گھر میں سالن نہیں پکا۔

ایک زمیندار دنیاداری سے دین داری تک

بڑی پرانی بات ہے ہمارے دو ساتھی ایک زمیندار کو ملنے گئے' صبح یہ گشت پر تھے تو وہ اپنی بارہ سالہ لڑکی کو نہر میں تیرنا سکھا رہا تھا ہمارے ساتھیوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا کر رہا ہے' شام کو وہ اس سے ملنے گئے اس کے ڈیرے پر اس نے دیکھا کہ یہ ڈاڑھی والے ہیں

شاید کوئی چندہ مانگنے والے ہیں اس نے منشی کو کہا کہ ان کو چندہ دو' منشی اُٹھا اور دس روپے نکال کر دیئے کہا مولوی صاحب یہ لو۔ ان میں سے ایک قاضی مسعود صاحب تھے مرحوم انہوں نے کہا کہ ہم نے تو میاں صاحب سے ملنا ہے اس نے کہا وہ فارغ ہوں تو پھر ملنا۔

یہ بیٹھ گئے جب میاں صاحب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا ہاں جی کیا کام ہے انہوں نے کہا کہ مسجد میں چلیں' تو یہ سب مسجد میں آ گئے وہاں تھوڑی دیر بیٹھے بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ کچھ وقت دے دو تو اس نے کہا کہ دو گھنٹے لے لو انہوں نے کہا ٹھیک ہے تو قاضی صاحب نے کہا ہم جہاں جائیں آپ ہمارے ساتھ چلیں اس نے کہا ٹھیک ہے۔

یہ کہہ کر بستر اُٹھایا اور ساری جماعت سمیت اگلے گاؤں چل پڑے اس کو دو گھنٹے پیدل چلایا گرمیوں کا مہینہ تھا جب وہاں پہنچا تو برا حال تھا قاضی صاحب نے کہا کہ آپ کے دو گھنٹے پورے ہو گئے ہیں اب آپ جائیں اس نے کہا میں چل چل کر تھک گیا ہوں مجھے آرام تو کرنے دیں انہوں نے کہا ٹھیک ہے آرام کرو ساری جماعت آرام کے لئے لیٹ گئی تو ان میاں صاحب کی جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ قاضی مسعود صاحب سب کو پنکھا جھل رہے ہیں بجلی تو تھی نہیں وہ اتنا متاثر ہوا کہ دو گھنٹے کے بجائے دو دن جماعت کے ساتھ گزار کر گیا۔

جب کئی برس گزر گئے تو رائے ونڈ کے حوض پر ایک آدمی نے قاضی صاحب کو پیچھے سے پکڑا انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک آدمی کھڑا تھا کہنے لگا مجھے پہچانا کہ نہیں؟ کہا نہیں کہنے لگا میں وہی زمیندار ہوں' تو وہ پہچان گئے' کہنے لگا میرا بیٹا امریکہ میں پڑھتا ہے میں چار مہینے لگا چکا ہوں اور بیٹے کو امریکہ سے بلوا کر حافظ قرآن بنا رہا ہوں یہ ہمارے تبلیغی ساتھیوں کی برکت ہے کہ ایک خاندان سیدھے راستے پر چلنے لگا ہے۔

زمیندار کی ناچ گانے سے توبہ

پنجاب کے ایک زمیندار کا تیس ایکڑ کا باغ تھا جس میں انہوں نے ایک گھر بنایا ہوا تھا ہر ہفتے اس میں ناچ گانا ہوتا اور شراب پی جاتی ہم نے ان کی منت سماجت کر کے دس دن کے لئے تبلیغ میں نکالا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دی اور اس کی زندگی بدل گئی وہ ساری پرانی راہیں چھوڑ گئے اور سارے غلط طور طریقے چھوڑ گئے۔

ایک دفعہ وہ طوائفوں کے بازار سے گزر رہے تھے تو تین چار طوائفیں ان کے آگے آ کر کھڑی ہو گئیں گاڑی پکڑ لی اور کہنے لگیں خان صاحب آپ اب ہماری راہیں بھول گئے ہیں تو وہ کہنے لگے: اب ہم نے جنت کی حوروں کی راہیں دیکھ لی ہیں اب ہم تمہارے چکر میں نہیں آ سکتے۔

اندھے اور لنگڑے نے ایک سال لگایا

بھائی اللہ دتہ صاحب نے ایک لنگڑے اور ایک نابینا شخص کا واقعہ بتایا دونوں کو تبلیغ کے کام سے محبت تھی دونوں نے تقاضے پر ایک سال لکھوایا دونوں کی ایک سال کی تشکیل ہوئی اور ان دونوں کی دعوت سے کئی لوگ گمراہی سے ہدایت پر آئے۔ راستے میں سفر کے دوران جب یہ چلتے تو لوگ حیرانگی سے دیکھتے لنگڑے کی گاڑی اندھا چلاتا اور لنگڑا گاڑی میں بیٹھا رہتا اور راستہ بتلاتا دونوں نے ایک سال پورا اللہ کے راستے میں لگایا۔

اللہ کے راستے میں غیبی مدد ملی

ڈاکٹر نور احمد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم پہاڑوں میں سفر کر رہے تھے کہ گاڑی

خراب ہو گئی۔ افطاری کا وقت قریب ہو رہا تھا اور ہمارے پاس پانی کا قطرہ بھی نہ تھا سب گھبرا گئے کیونکہ جنگل اور پہاڑوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے سورۂ یٰسین پڑھنے کو کہا بھوک' پیاس اور ڈر نے ہمیں کافی پریشان کر رکھا تھا سب دوستوں نے سورۂ یٰسین پڑھنے میں حصہ لیا ابھی چند منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک خالی گاڑی آ کر ہمارے قریب رُک گئی اور ہمیں گاڑی میں سوار ہونے کے لئے کہا گیا۔

ہم سب حیران تھے کہ جنگل بیابان میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کیسے آسانی پیدا کر دی گاڑی کے ڈرائیور سے دریافت کیا تو اس نے عجیب بات بتائی کہ وہ کسی اور طرف جا رہا تھا مگر راستہ بھول کر اس طرف آ گیا ہے چنانچہ سارے دوست اللہ کے فضل سے بخیریت منزل پر پہنچ گئے۔

سندھ کے ایک گاؤں میں مُردوں کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے

حضرت مولانا محمد ولی رازی کہتے ہیں کہ ہمارے عزیز کے حوالے سے یہ واقعہ مجھے بتایا گیا کہ تبلیغی جماعت کے لوگ کچھ عرصہ پہلے سندھ کے ایک گاؤں میں پہنچے وہاں ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کی نماز جنازہ کے لئے ان سے کہا گیا امیر جماعت امامت کے لئے آگے بڑھے تو انہوں نے دیکھا کہ مُردے کے بائیں جانب کفن پر خون لگا ہوا ہے اور تازہ خون نظر آیا۔

انہوں نے پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے کہا: مولوی صاحب گھبراؤ نہیں ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ جب ہمارے یہاں کوئی مرتا ہے تو ہم اس کا بایاں ہاتھ

کاٹ دیتے ہیں تا کہ جب وہ حشر کے دن اُٹھے تو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے نہ بایاں ہاتھ ہوگا نہ بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال آئے گا۔ یہ علم کی کمی ہے یا جہالت کی زیادتی اللہ ہی معاف فرمائے۔

موت سے پہلے نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست

سندھ کے ایک گاؤں میں جماعت گئی جہاں کئی لوگوں کو بغیر نماز جنازہ اب تک دفن کیا جا چکا تھا وہاں کسی کو نماز جنازہ پڑھانی نہیں آتی تھی تو ایک بوڑھے نے کہا کہ میرا آپ نماز جنازہ پڑھا دیں میں تھوڑے ہی عرصے میں مرنے والا ہوں یہاں کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہیں اگر میں مر گیا تو یہ لوگ مجھے بغیر نماز جنازہ پڑھائے دفن کر دیں گے۔ اس کے علاوہ سندھ میں کئی جگہوں پر مُردوں کو قبر سے باہر نکال کر نماز جنازہ پڑھائی گئی۔

۲۰ ہزار کے بدلے دو لاکھ ملے یعنی ایک کے بدلے دس

فیصل آباد سے ایک سال کی جماعت تیار ہوئی بیرون سفر کے لئے۔ اس میں چک جمرہ کا ایک گوالا (دودھ بیچنے والا) نے بھی نام دے دیا۔ دو لاکھ روپے چاہئے تھا ایک لاکھ روپیہ گھر دینے کے لئے ایک لاکھ روپیہ جماعت کے لئے اس کی کل جائیداد ایک پرانا موٹر سائیکل تھا جس میں وہ گاؤں سے دودھ جمع کر کے منڈی میں بیچا کرتا تھا۔

جب جماعت اکٹھی ہوئی تو سب سے پہلا شخص جس نے لاکھ روپیہ دیا وہ یہی گوالا تھا۔ اس سے پوچھا تو نے یہ لاکھ روپیہ کہاں سے اکٹھا کیا تو کہنے لگا سال کے لئے ایک لاکھ روپیہ گھر دینا تھا ایک لاکھ روپیہ ساتھ لے کر جانا تھا میرے پاس صرف ایک موٹر سائیکل تھا' میں نے اس کو بیچ دیا' وہ بیس ہزار کا بکا۔

اب میں نے سوچا بیس ہزار اور دو لاکھ میں بڑا فرق ہے اس بیس ہزار سے دو لاکھ کیسے پورے ہوں گے؟ پھر میں غریب آدمی ہوں مجھے قرضہ کون دے گا میرے جی میں آیا کہ اللہ کے نام پر ایک دو تو اللہ دس گنا زیادہ دیتا ہے میں نے بیس ہزار روپیہ صدقہ کر دیا' آدھے ایک مدرسے میں دے دیئے اور آدھے دوسرے مدرسہ میں اور خود خالی ہو کر بیٹھ گیا۔

پھر مجھے پتہ نہیں کہ کہاں سے انتظام ہوا۔ فیصل آباد مرکز کے مولوی صاحب نے پوچھا کہ کہاں سے انتظام ہوا مجھے تو بتا' کہنے لگا آپ کا بیان سن کر تو میں نے سال دیا ہے اور آپ ہی پوچھتے ہو کہاں سے ہوا؟ پھر وہ ایک سال کے لئے روانہ بھی ہو گیا۔

جو اللہ پر بھروسہ کرے گا قرآن کہتا ہے اللہ اس کے روپیہ کو بڑھا دے گا مَانَقَصَ مَا لٌامْرًا مِنْ صَدَقَةٍ جو اللہ کے نام پر خرچ کرے اللہ اسے بڑھا کر دے گا۔

تین ارب روپے کہاں سے آئے؟

رائے ونڈ اجتماع پر تین سو جماعتیں باہر ملکوں میں جانے کے لئے تیار ہوئی ہیں۔ تین سو جماعتوں کا مطلب ہے کہ تقریباً تین ہزار آدمی اور ہر جماعت والے کچھ زیادہ خرچ کرتے ہیں کچھ کم خرچ کرتے ہیں مگر ایک آدمی کا ایک لاکھ روپیہ آسانی سے خرچ ہوتا ہے تو تین سو جماعتوں کا خرچہ تقریباً تین ارب روپیہ بن جاتا ہے۔

رائے ونڈ سے ان کو تین پیسے بھی نہیں ملے یہ سارے کیوں خرچ کر کے جا

رہے ہیں؟ وہ تبلیغ کورائے ونڈ سے نہیں جوڑ رہے، تبلیغی جماعت سے نہیں جوڑ رہے، وہ تبلیغ کے کام کو ایمان سے جوڑتے ہیں، ہم ختم نبوت سے جوڑتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں پھر اس کام کیلئے عالم ہونا شرط نہیں ایک بات بھی آتی ہے تو اس کی تبلیغ کرنی شروع کروا تنا تو پتہ ہے کہ اللہ کو ماننے میں نجات ہے تو اس کی دعوت دو۔

سیکھے بغیر گاڑی آگے نہیں چلتی تو سیکھنے کے لئے کہتے ہیں! نکلو تو سہی سیکھو تو سہی، کہو بھی اور سکھاؤ بھی اور پہنچاؤ بھی، تو سارے کام ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں، یہ نہیں کہ سیکھ لو پھر کرو جو آدمی تیرنا سیکھتا ہے کیا وہ کبھی یہ کہتا ہے پہلے تیرنا سیکھ لوں پھر تیروں گا وہ تیرنا اور سیکھنا ایک ہی وقت میں کرتا ہے۔

پہلے مرد اور پہلی عورت کا اللہ کے راستے میں انتقال

پاکستان کا سب سے پہلا آدمی جو باہر مرا وہ فیصل آباد کا بھائی اللہ بخش مرحوم ہے پاکستان کے سب سے پہلے آدمی جو اللہ کے راستے میں مرے ہیں وہ فیصل آباد کے تھے اور ابھی ایک خاتون کا بھی اللہ کے راستے میں انتقال ہوا۔ پہلی عورت جو پاکستان سے اللہ کے راستے میں گئی اردن میں اس کا انتقال ہوا وہ بہاولپور کے مولانا اشرف صاحب کی اہلیہ تھیں۔ جو بہاولپور کے امیر ہیں۔ وہ اپنے داماد اور بیٹی کے ساتھ گئی ہوئی تھیں۔

خاوند کو تیار کرتی رہیں وہ بیمار تھے جا نہیں سکے پھر انہوں نے داماد کو تیار کیا۔ عمان میں گھر سے اُتر کر دین میں بیٹھے دوسرے گھر میں منتقل ہونے کے لئے تو دیکھا تو

پہنچی ہوئی ہیں اللہ کے پاس۔ پاس بیٹھنے والوں کو بھی پتہ نہیں چلا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور جب دیکھا تو نہ کوئی حرکت نہ بول چال، ختم۔

عمان میں ان کا ایک بڑا عظیم الشان جنازہ ہوا۔ وہاں اس طرح جو مر جائے تو اس کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے لیکن انہوں نے ان کے اعزاز میں پوسٹ مارٹم بھی نہیں کیا اور مدینۃ الحجاج جو اردن کا مرکز ہے اس میں ان کا جنازہ ہوا۔ مرکز میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی اتنا بڑا ان کا جنازہ اُٹھا اور وہیں قریب ہی ایک قبرستان ہے وہاں انہیں دفن کیا گیا۔

آج کے لوگ کماتے کماتے جب بال سفید ہو جاتے ہیں تو اونچے اونچے بنگلے کھڑے کر کے اپنی ساری دولت کو برباد کر کے دکھاتے ہیں کہ ہم بڑے بن گئے۔ اللہ تعالیٰ جس کے مال کو برباد کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور جس کے مال کو مردود کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے مال سے بنگلے بنواتا ہے بڑے بڑے محل بنواتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ جس کے مال کو ٹھکراتا ہے اسے گارے مٹی میں لگا کر محلات بنواتا ہے۔

مولانا سعید احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کا نصیحت بھرا خط

۱۹۸۴ء میں ہم انگلستان گئے میں وہاں بیمار ہو گیا جماعت واپس آ گئی میں دو مہینے وہاں رہا بہت سی چیزیں سامنے آئیں پھر واپسی پہ ہمیں اجازت تھی عمرے کی تو میرے ساتھی عمرہ کرتے ہوئے واپس آئے۔ میں اکیلا گیا مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی بڑی شفقت فرماتے تھے بڑی محبت فرماتے تھے زندگی کے میرے بڑے قیمتی دن ہیں وہ جوان کے ساتھ گزرے ہیں۔

میں نے کہا: میں انگلستان کی آپ کو کارگزاری سنانا چاہتا ہوں وہاں کام بہت

خراب ہو رہا ہے۔

فرمانے لگے: میں نہیں سنا کرتا میں نہیں سنا کرتا۔

میرے ذرا لاڈلے تھے میں نے کہا: نہیں میں نے آپ کو ضرور سنانا ہے۔

فرمایا: بیٹا میں نہیں سنا کرتا تجھے سنانے کا شوق ہی ہے تو حضرت جی کو خط لکھ دے میں نہیں سنا کرتا۔

خیر! ہم نے تو کبھی یہ رُخ دیکھا ہی نہیں تھا کہ یہ ہو رہا ہے جا کے فوراً بتایا۔ یہ ذہن میں ہوتا تھا کہ کام کا نقصان ہو رہا ہے۔ تو جب میں پاکستان پہنچ گیا تو مجھے خط لکھا جو حرف بحرف سنانے لگا ہوں۔

''بندہ برسہا برس کی ٹھوکریں کھانے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ اپنے ساتھیوں کی کمیاں اپنے بڑوں کو مت سنائی جائیں آج کل کے بڑے اتنے بڑے نہیں ہیں کہ کسی ساتھی کی کمی کو سننے کے بعد بھی اس سے وہی سلوک رکھیں جو اس سے پہلے رکھا کرتے تھے اس لئے میں نے ساتھیوں کا نقصان ہوتے دیکھا ہے نفع اس رُخ پہ نہیں دیکھا میری تمہیں نصیحت ہے کہ ہونٹ سی لے۔''

۱۹۸۴ء سے ۲۰۰۲ء تک کتنے سال ہو گئے' اٹھارہ برس ہو گئے ہیں میرے ہونٹ بند ہیں میں نے کبھی اپنے ساتھیوں کی برائیوں کو نہیں اُچھالا کبھی کسی بڑے کو جا کے نہیں بتایا کبھی اپنا دفاع نہیں کیا اور اس میں بڑی حلاوت پائی ہے۔

آہ نہ کر' لبوں کو سی — عشق ہے دل لگی نہیں
سینے پہ تیر کھائے جا — آگے قدم بڑھائے جا
یعنی زبان حال سے — کہہ دے کہ' ہاں ستائے جا

غریبوں میں محنت کرتے رہو

اللہ مدد کرے گا

ایک دفعہ سیالکوٹ ہماری جماعت گئی۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا ایک نیک آدمی تھا اس نے ہماری افطار کی دعوت کر دی۔ اس کے گھر کے دو لان تھے ایک طرف شہر کے تاجر وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے اور دوسری طرف ہم مسکینوں کی طرح بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمیں دیکھ دیکھ کر مذاق اُڑائیں اور ہنسیں۔ یہ ۱۹۷۲ء کی بات ہے۔

اب مجھے غصہ بھی چڑھے کہ انہوں نے کیا سمجھا ہے؟ ہمیں فقیر سمجھتے ہیں اور ہمت بھی نہ ہو کہ ان سے بات کر سکوں تو میں نے اپنے امیر سے کہا: امیر صاحب! کبھی ایسا دن آئے گا کہ ان لوگوں کو بھی ہم دعوت دے سکیں گے؟

امیر صاحب مجھ سے کہنے لگے: بیٹا! غریبوں میں کام کرتے رہو یہیں سے آواز اللہ تعالیٰ ہر گھر میں پہنچا دے گا۔

اللہ کے فضل و کرم سے آج ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک کو اللہ نے اس محنت پہ اُٹھا دیا ہے۔

ٹورنٹو' انگلینڈ اور فیصل آباد میں

عورتوں میں بیان

میں ٹورنٹو میں بیان کرنے گیا عورتوں میں' جب میں پہنچا تھوڑا سا لیٹ پہنچا تو مستورات کی آمد شروع ہو چکی تھی تین سو عورتیں ہونگی مجھے ایک عورت بھی بغیر برقع کے

نظر نہیں آئی۔

تین سو میں کسی ایک عورت کو میں نے بے پردہ نہیں دیکھا وہاں سے واپس آئے فیصل آباد ایک جگہ مستورات کی جماعت گئی میرا بیان طے کیا مرکز والوں نے' میں بیان کے لئے تھوڑا لیٹ پہنچا تو مستورات کی آمد شروع ہو چکی تھی میرا دل کٹ گیا کہ سو میں سے دس پر برقعہ تھا نوے بے پردہ جا رہی تھیں۔

کیا ہوا اپنی متاع ہی لٹا بیٹھے پھر احساس بھی ختم ہو گیا سارا آشیاں ہی جل گیا تو میں نے عورتوں کو سنایا میں نے کہا: میں انگلینڈ میں یہ دیکھ کر آیا ہوں فیصل آباد میں یہ دیکھ رہا ہوں پتہ نہیں تم کب جاگو گی کب بیدار ہو گی؟

ظلم کا انجام اور تبلیغ کی برکات

چنگیز خان کے قاصد پر علاؤ الدین خوارزم کے ایک گورنر نے ظلم کیا۔ اس قاصد کا نام تھا اینل جک۔ گورنر نے ان کو لوٹ لیا مال بھی لوٹ لیا اور بندے بھی قید کر لئے۔ چنگیز خان نے علاؤ الدین کے پاس آدمی بھیجا کہ یہ تیرے گورنر نے ظلم کیا ہے اس کی تلافی کرو۔

اس بے وقوف نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور پورے وفد کو ہی قتل کروا دیا ایک آدمی چھوڑا اس کی آدھی داڑھی کاٹ دی۔ آدھی مونچیں کاٹ دیں آدھی بھنویں کاٹ دیں اور کہا جا کر چنگیز خان کو میرا پیغام دے دو۔ وہ بہکال جبل (پہاڑ) جو روس میں ہے وہاں شکار کھیل رہا تھا جب یہ آدمی پہنچا تو اس نے کہا کہ یہ میرے ساتھ ظلم ہوا ہے وہ ٹیلے پر چڑھ گیا اور کہنے لگا: کہ اے مسلمانو کے خدا! مجھ پر ظلم ہوا ہے تو میری مدد کر ان ظالموں کے خلاف۔

جب وہ ایران میں داخل ہوا اور مسلمانوں کا لشکر آمنے سامنے ہوا تو اہل اللہ

میں سے ایک آدمی نکلے جہاد کے لئے تاتاریوں کے خلاف تو دیکھا کہ فرشتے چنگیز خان کے لشکر کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔

اَیُّھَا الْکُفْرُ اُقْتُلُ الْفَجْرِ○

''اے کافروں کی جماعت ان ظالموں کی جماعت کو قتل کرو۔''

چنگیز وہ عذاب بن کر اترا مسلمانوں پر کہ بڑے بڑے شہر جن کی آبادی بیس لاکھ سے متجاوز تھی اس نے برابر کردیئے آگ لگا دی سب کو۔

افغانستان میں بامیان شہر ہے یہاں لڑائی میں چنگیز خان کا پوتا قتل ہوگیا' چغتائی جو تیسرے نمبر کا بیٹا تھا وہ اس کا بیٹا تھا۔ جب شہر فتح ہوا تو چنگیز خان نے کہا کہ اس شہر کے کتے اور بلے بھی ذبح کردیئے جائیں کوئی زندہ نہ چھوڑو۔ معصوم بچے بھی ذبح ہو گئے مرد، عورت، بوڑھے سب ذبح ہو گئے۔ پہلے جب شہر فتح ہوتا تھا تو نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کو الگ الگ کر کے غلام بناتے تھے بوڑھوں کو قتل کر دیتے تھے مال لوٹ لیتے تھے۔

اس شہر میں کیا کیا؟ سب پر تلوار چلا دی کتے اور بلے بھی ذبح کر دیئے تو وہ قہر اللہ کی طرف سے نازل ہوا حکومتیں ٹوٹ گئیں۔ بنوعباس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ ایران کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ ترکستان کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بج گئی وہ دریائے سندھ تک آیا۔ دریائے سندھ کے قریب آخری لڑائی جلال الدین سے ہوئی اس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مشہور ہو گیا کہ تاتاریوں کے بارے میں کوئی کہے کہ ان کو شکست ہوگئی تو یہ کبھی نہ ماننا کیونکہ ان کو شکست ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ اتنی بڑی طاقت بن گئے تھے ان کو سیاسی طور پر اور مادی طور پر توڑنا ناممکن ہوگیا تھا۔

پھر اللہ نے تبلیغ کی طاقت کو ظاہر فرمایا اس دعوت کی طاقت کو اللہ تعالیٰ نے

ظاہر فرمایا چنگیز خان مر گیا۔ اس نے اپنے پہلے بیٹے جو.جی کو روس کی سلطنت دی۔ دوسرے بیٹے افدائین کو اپنا دارالخلافہ قراقرم اور صحرائے گوبھی دیا۔ تیسرا لڑکا چغتائی تھا جس کو ترکستان کی سلطنت دی اور چوتھا لڑکا طولائی تھا اس کو اس نے ایران سے عراق تک کا سارا علاقہ اور افغانستان دیا۔

ہلاکو خان کا زمانہ تھا ہلاکو خان چنگیز خان کا پوتا تھا۔ جس نے بغداد کو تباہ کیا اور اب مصر پر حملہ کرنے جارہا تھا۔ مصر آخری ملک رہ گیا تھا مسلمانوں کے پاس باقی سب ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ کہنے لگا کہ بس یہ ختم ہو گئے ان میں لڑنے کی طاقت ہی نہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کا ایک نظام چلا کچھ لوگوں نے اور ایک کتاب میں لکھا تھا کہ رکن الدین بیبرس جو مصر کا بادشاہ تھا اس نے کچھ علماء کو تاجروں کے بھیس میں تاتاریوں میں بھیج دیا کہ ذرا جا کر ان کو دعوت دو تبلیغ کرو کوئی ان میں مسلمان ہو جائے ہم میں کوئی طاقت نہیں ان سے ٹکر لینے کی۔

چنگیز کا بڑا بیٹا جو.جی تھا اس کا پڑپوتا برکا خان جو عبا کا بیٹا تھا اس وقت روس کا حکمران تھا۔ یہ ترکی تاجر ساتھ سودا بیچتے اور ساتھ تبلیغ کرتے اب تاتاری خال خال مسلمان ہونے لگے۔ ان میں ایک وزیر تھا جو بڑا آدمی تھا برکا خان کا ہم نشین تھا وہ مسلمان ہوگیا۔ اس نے برکا خان کو اسلام کی باتیں بتائیں۔ اچھا یہ باتیں تمہیں کس نے بتائیں؟ کہا یہ جو مسلمان تاجر آئے ہیں انہوں نے بتائیں کہا اچھا! اب آئیں تو مجھے بتانا۔

ایک قافلہ آیا وہ اس کو لے کر گیا۔ کہا: کہ تمہارا اسلام کیا ہے؟ انہوں نے قرآن سنایا تو وہ مسلمان ہو گیا اس کے اسلام لانے پر جو پوری روسی شاخ تھی ایک دن میں ساری کی ساری مسلمان ہوگئی وہ سارے مسلمان ہو گئے ادھر ہلاکو خان نے مصر پر چڑھائی کی پیغام بھیجا کہ دیواریں گرا دو۔ دروازے کھول دو زمین پر دو خاقان نہیں رہ

سکتے یہ سب کچھ کرو گے تو تمہاری جان بخش جائے گی ورنہ نیل تمہارے خون سے سرخ کردیا جائے گا۔

ادھر وہ لشکر لے کر نکلا اور ادھر ان کو اللہ نے ہدایت دے دی تو جب مصر والوں کو پتہ چلا کہ وہ آرہا ہے پیرس کو تو انہوں نے فوراً برکا خان کو خط لکھا تو برکا نے اسی وقت اسے پیغام بھیجا کہ مصر پر حملہ سے پہلے تمہیں مجھ سے نمٹنا پڑے گا۔ وہ حیران ہوگیا اس نے کہا کہ تجھ سے کیوں؟ تو نے قانون نہیں پڑھا چنگیز خان کا کہ کبھی دو تاتاری آپس میں مت لڑیں۔

برکا خان نے پیغام بھیجا تو بھی کافر ہے وہ بھی کافر تھا میں مسلمان ہوں۔ اب میرا تمہارا رشتہ نہیں اب اگر تم نے مصر پر حملہ کیا تو پہلے مجھ سے ٹکر لینی ہوگی۔

لیکن وہ نکل پڑا جب وہ باز نہیں آیا تو برکا خان اپنے لشکروں کو لے کر نکلا اور ہلاکو بھی نکلا۔ پچاس برس کے بعد پہلی دفعہ تاتاری تلواریں آپس میں ٹکرائیں۔ ان کے پیچھے کام کیا تھا؟ چند تبلیغ والوں کا۔

بغیر طاقت کے انقلاب آگیا۔ کہتے ہیں کہ تمہارے پاس حکومت تو ہے نہیں تم انقلاب کیسے لاؤ گے؟ انقلاب کے لفظ پر غور کریں یہ انقلاب ہے قلب سے، قلبِ دل کا معنی ہے دل کا پلٹ جانا یہ ہے اصل معنی انقلاب کا پھر اس کو مجازی طور پر استعمال کرتے ہیں۔

تختہ الٹ دیا، حکومت لے لی، سیاست پر آگئے۔

حقیقی انقلاب ہے دل کا بدل جانا' دل کا پلٹ جانا۔ یہ اصل انقلاب ہے جب دل اللہ کی طرف پھر جاتا ہے تو خود بخود انقلاب آجاتا ہے اور جب دعوت چلتی ہے اور تبلیغ کا کام چلتا ہے تو اس طرح اللہ تعالیٰ دلوں کی زمین کو نرم کرتا ہے بغیر کسی طاقت کے اللہ تعالیٰ نے پوری اس قوم کو آپس میں ٹکرا دیا اب دو ہاتھی نہ وہ مرے نہ وہ مرے

لیکن اس لڑائی میں ہلاکو زخمی ہوا' لڑائی سے تو نہیں زخمی ہوا بلکہ خود زخمی ہوا۔

تیمور خاں ہلاکو خان کے خاندان اور نسل میں سے تھا۔ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دعوت دی اس نے کہا کہ ابھی تو میں ولی عہد ہوں۔ جب بادشاہ بنوں تو آ جانا۔ یہ چغتائی نسل میں سے تھا تو جب جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ مرنے لگے تو ابھی تیمور بادشاہ نہیں بنا تھا۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹا میں دنیا سے جا رہا ہوں تو تیمور تغلق جب بادشاہ بنے تو اس کو میرا پیغام پہنچانا۔

جب یہ تیمور تغلق بادشاہ بنا تو یہ وہاں سے چلے۔ اس کا دارالخلافہ منگولیا کے قریب تھا وہاں بادشاہ کے پاس اس نے پہنچنے کی کوشش کی لیکن راستہ نہ ملا تو ایک رات اس نے فجر سے پہلے زور سے اذان دی' اذان جو دی تو بادشاہ کی آنکھ کھلی اس نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ کون ہے جو اتنی زور سے شور مچا رہا ہے؟ پکڑ کر لاؤ۔

پکڑ کر لائے تو پوچھا کون ہو؟

کہا کہ میں رشید الدین ہوں جلال الدین کا بیٹا ہوں۔

کیسے آئے ہو؟

کہا کہ آپ نے کہا تھا میرے باپ سے کہ جب میں بادشاہ ہو جاؤں تو مجھ سے مل لینا۔

ہاں ہاں بتاؤ اسلام کیا ہے؟

اس کو دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا۔

مسلمان ہوتے ہی ایک وزیر کو بلایا اور بلا کر کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو کیا کہتا ہے؟

اس نے کہا میں تو پہلے سے مسلمان ہو چکا ہوں تیرے ڈر سے نہیں بتایا۔

اس کے چار وزیر تھے ایک مسلمان ہوا پڑا ہے تین اور تھے ان کو بلایا دعوت دی

تو وہ تینوں مسلمان ہو گئے چاروں مسلمان ہو گئے۔

پھر اپنے سالار کو بلایا کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تم کیا کہتے ہو؟

اس نے کہا کہ میں زبان کا بول نہیں سمجھتا تلوار کا بول سمجھتا ہوں۔ یہ مجھ سے لڑے جو آپ کو اسلام کی دعوت دینے آیا تھا۔ مجھے یہ زیر کر لے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا نہیں کرتا تو پھر نہیں ہوتا۔

اس نے کہا یہ عقلمندی نہیں تم ایک عقلی چیز کو تلوار سے سمجھنا چاہتے ہو۔

کہا بس میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں سمجھنے کا۔

رشید الدین نے کہا کہ میں اس سے لڑوں گا۔

کہا کہ مارا جائے گا یہ تو جن ہے ساری زندگی لڑائیوں میں گزری تو کہاں لڑے گا۔

اس نے کہا میں اس سے لڑوں گا۔

اگلا دن طے ہو گیا شہر میں منادی ہو گئی اس نے رات کو اللہ سے دُعا کی اللہ تیرے کام کو آیا ہوں۔ مروانا ہے تو مروا دے کروانا ہے تو کروا دے۔ اگلے دن شہر اکٹھا ہوا وہ لوہے کی دو زریں پہن کر آیا اور دونوں ہاتھ میں تلوار۔ ان کے ہاتھ میں خنجر بھی نہیں تھا خالی ہاتھ۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں تلوار۔

جب مقابلے میں آیا تو کہا یہ لو میری تلوار۔

انہوں نے الٹے ہاتھ میں تلوار لی اور سیدھے ہاتھ سے اس کے سینے پر یوں مکا مارا جب اس کو مکا لگا ہلکا سا تو تین قلابازیاں کھا کر زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ مجھے ایک ہی مکے سے اسلام سمجھ میں آ گیا کافی ہے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

تیمور کے ہاتھ پر دس لاکھ تاتاری مسلمان ہوئے۔ منگولیا میں اس کی قبر اب

بھی موجود ہے اس کی قبر پر اب بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ

بادشاہ شاہ تاتار جس کے ہاتھ پر دس لاکھ تاتاری مسلمان ہوئے۔

وہ چند لوگ کتنا بڑا احسان کر گئے مسلمان اُمت پر جو تبلیغ کرتے تھے۔ اگر وہ تاتاری مسلمان نہ ہوتے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو زیر نہیں کر سکتی تھی یہ تین تین دن بغیر کھائے گھوڑے کی پشت پر دوڑے چلے جاتے تھے زیادہ پیاس لگتی تو گھوڑے کی پشت پر خنجر مارتے تھے اس میں سے جو خون نکلتا وہی پی لیتے یہ ان کا پانی تھا ایسی قوم سے کون ٹکر لے سکتا تھا اللہ نے انہیں مسلمان کر دیا۔ تاتارستان میں اب کوئی کافر نہیں۔ روس میں جو ریاست ہے تاتارستان اب اس میں کوئی کافر نہیں سارے مسلمان ہیں۔

ہم تبلیغ کے کام کی گہرائی کو سمجھیں اللہ نے اس امت کو بڑا عظیم الشان کام دیا ہے اپنی گزار کر ہر کوئی تو چلا ہی جائے گا کیوں نہ ایسے گزرے کہ آنے والی نسلوں پر ہم احسان کر کے جائیں اور ہمارے لئے ثواب کے سلسلے چلتے رہیں اس میں اپنے ایمان کی بھی حفاظت ہے۔

بھائی گزارش ہے کہ آپ خود اپنے طور پر مسجد میں آئے یہ ٹھیک ہے اگر ختم نبوت سے مناسبت ہے تو یہ سوچیں کہ اور کتنوں کو مسجد میں لانا ہے اپنی گلی میں سوچیں کہ کتنے لوگ ہیں کہ جو مسجد میں آتے ہیں کتنے نہیں آتے جو نہیں آتے تو ان کو سلام کرنا۔ اپنی اپنی گلی میں آپ دیکھیں اپنے گھر میں دیکھیں ہمارے گھر میں کتنے نماز پڑھتے ہیں کتنے نہیں پڑھتے ان کو نماز پر لاؤ؟ میری گلی میں کتنے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے یہ نہیں کہ پہلے اپنے گھر والوں پر بعد میں اور پر۔ یہ ضروری نہیں اپنے گھروں پر بھی ہو۔ ساتھ والوں پر بھی ہو۔ برابر والوں پر بھی ہو۔ یہی سنت ہے۔ اس وقت پوری دنیا کے مسلمان قابل رحم ہیں۔ باطل محنت کر رہا ہے کہ ان کی نسل کو خراب کر دو۔

رائے ونڈ کا ایک سبق آموز واقعہ

ایک کویتی نوجوان امریکہ میں پڑھتا تھا وہاں سے سیدھا یہاں رائے ونڈ آ گیا وقت لگانے۔ مجھ سے کہنے لگا اگر میرے ابا کو پتہ چل گیا کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں تو وہ یہاں پہنچ جائے گا مجھے لے جانے کے لئے۔ تم دُعا کرو کہ انہیں پتہ نہ چلے۔ اللہ کی شان! اس کے ابا کو پتہ چل گیا اور وہ پہنچ گیا۔ پہلے اسلام آباد گیا وہاں سے کویت ایمبیسی سے آدمی لیا اور رائے ونڈ پہنچ گیا اور آ کے چڑھائی کر دی کہ میرے بیٹے کو اغواء کر لیا۔ تم لوگ راہب ہو۔ درویش ہو میرے بیٹے کو درویش بنانا چاہتے ہو میں نے امریکہ بھیجا ہے پڑھائی کے لئے تم نے یہاں بلا لیا یہ کیا کر دیا تم نے۔

عین اس وقت ہم نے اس نوجوان کی جماعت بنائی۔ کوئٹہ کے لئے نکل رہا تھا میں نے کہا اگر تیرا ابا ہو گیا راضی تو تجھے چلائیں گے آگے بھیجیں گے جماعت میں اور اگر وہ ناراض ہو گیا تو تجھے واپس اپنے باپ کے ساتھ جانا پڑے گا اس طرح باپ کو ناراض کر کے جانا ٹھیک نہیں اس کو ہم نے ایک طرف چھپا دیا۔

جب وہ اپنا غصہ نکال چکا تو ہم نے کہا آپ مرکز تو دیکھ لیں آپ اتنی دور سے آئے ہیں اب اس کو لے کر ساری مسجد پھرائی باہر مہمان، اندر مہمان، عرب مہمان مسجد میں تعلیم، ذکر کوئی آدمی بغیر داڑھی کے نہیں کوئی آدمی ننگے سر نہیں مسجد میں ہر طرف ذکر تلاوت دعوت کی فضاء پیچھے مطبخ میں روٹی پک رہی ہے وہاں بھی پٹھان سبزی بھی کاٹ رہا ہے اور سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کہہ رہا ہے۔

گا جر کاٹ رہا ہے تو سبحان اللہ کا نعرہ بھی لگا رہا ہے کہا: یہ تو چکر ہی اور ہے بھئی وہ سارا مرکز دیکھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اگر میرا بیٹا یہاں آیا ہے تو ضائع نہیں ہوا۔ میں مطمئن ہوں میری طرف سے اجازت ہے بے شک وقت لگالے۔

پھر ہم نے ان کے بیٹے کو بلایا اور کہا بھائی مبارک ہو کام بن گیا۔ تو یہ ایک ایسی فضاء ہے جہاں دل جا کر بدلتا ہے کچھ وقت کے لئے وہاں تشریف لے جائیں اگر ہر مہینے آپ تین دن لگاتے رہیں گے تو انشاء اللہ العزیز زندگی کو ایک رخ مل جائے گا۔

اسلام میں خواتین کا کردار

دنیا میں عورتیں زیادہ ہیں مرد تھوڑے ہیں اور عورتوں کا کام تو مردوں سے بھی زیادہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ۱/۴ حصہ اسلام کا امت کو عطا فرمایا ہے سارے اسلام کے چار حصے کرو تو تین حصے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملے اور ایک چوتھائی حصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملا ہے۔

ہمارے چار خلفائے راشدین میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی پھوپھی سودا بنت قریظہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان کیا۔ قرآن اٹھا کے دیکھا۔ کلمہ پڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مسلمان ہوئے۔ سودا بنت قریظہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ انہوں نے دعوت دی۔ بھتیجے سچا دین ہے مسلمان ہو جا۔ ان کی دعوت پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو چار خلفاء میں سے دو عورتوں کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔

ساری دنیا کے انسان اللہ کے حکموں پر آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر

آئیں۔ دنیامیں عورتیں زیادہ ہیں مرد کم ہیں۔ اس لئے عورتوں میں زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔

ایک کتاب میں میں نے ایک بزرگ کا قول پڑھا کہ جب حالات بگڑتے ہیں تو ایک بڑا طبقہ یوں کہتا ہے کہ بھئی اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ جیسے حالات چل رہے ہیں اسی دھارے میں تم بھی چلو ایک چھوٹا سا طبقہ کہتا ہے کہ بھئی کچھ ٹکر تو مارو نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے۔ تو یہ چھوٹا طبقہ دیوانگی میں اور پاگل پن میں مجنون بن کے حالات سے ٹکر لیتا ہے تو آگے چل کر بڑے بڑے انقلابات کو وجود دیتا ہے۔

اصلاح کا آسان نسخہ

ایک ساتھی نے تبلیغ میں تین دن لگائے تو داڑھی رکھنے کا جذبہ پیدا ہو گیا بیوی پیچھے پڑ گئی وہ بڑا پریشان کہ کیا کروں اس نے ایک ترکیب سوچی اور بیوی سے کہنے لگا کہ سوچ رہا ہوں دوسری شادی کرنے کی آپ میرے حقوق ادا نہیں کر رہی ہیں۔ اس نے کہا آپ داڑھی رکھ لیں۔ شادی چھوڑ دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد کو اپنا مقصد بنا لو تو دنیا کی کوئی رکاوٹ نہ رہے گی

ایک دفعہ ہم کوئٹہ سے واپس آرہے تھے دسمبر کا مہینہ اور درجہ حرارت صفر سے بھی نیچے تھا۔ چار پانچ ڈگری نیچے تھا برف جمی ہوئی تھی سارے پہاڑوں پر۔ زیارت کے قریب سے ہم گزر رہے تھے وہاں کوئٹہ سے بھی زیادہ ٹھنڈک تھی اور گاڑی کا میٹر کام

نہیں کر رہا تھا۔ انجن بالکل ٹھنڈا ہوا پڑا تھا۔ میری نظر اوپر پہاڑ پر پڑی تو پہاڑ کی چوٹی پر ایک جماعت پیدل چل رہی تھی۔ ہمیں موٹر میں بیٹھ کے سردی لگ رہی تھی اور وہ اس شدید سردی میں پہاڑ کے اوپر چل رہے تھے کون ان کو چلا سکتا ہے اندر کا ایمان ہے اور ختم نبوت کا یقین ہے کہ میرا آخری نبی ہے اور کوئی نبی نہیں آئے گا مجھے جانا ہے۔

اجتماع رائیونڈ کے موقع پر ایک عرب عالم کے تاثرات

ایک عرب عالم بہت بڑے جدہ سے رائیونڈ آئے ہوئے تھے کہنے لگے جانتے ہو میں کیوں آیا ہوں؟

میں نے کہا: فرمایئے۔

کہنے لگے: میں جدہ میں ہوں اور ہمارے نوجوان سعودی عرب سے امریکہ جاتے تھے پڑھنے کے لئے ان کے بڑے گندے عزائم ہوتے تھے اور شراب میں ڈوبے رہتے تھے لیکن کچھ عرصے سے میں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں بہت سے لڑکے آتے ہیں ان کی داڑھیاں رکھی ہوتی ہے پگڑیاں باندھی ہوتی ہیں اور اللہ و رسول (ﷺ) کی باتیں کرتے ہیں رات کو کھڑے ہو کر روتے ہیں۔ میں حیران ہوں یہ جب حجاز میں تھے تو بے دین تھے امریکہ میں گئے تو اور بے دین ہونا تھا لیکن وہاں سے نبی (ﷺ) کی سنت کو لے کر آرہے ہیں یہ کیا بات ہے؟ تو میں نے پوچھا: یہ کیا چکر ہے؟

تو (ان نوجوانوں) نے کہا بھائی! پاکستان میں ایک محنت ہو رہی ہے حضور ﷺ کے دین کو زندہ کرنے کی وہاں سے جماعتیں آتی ہیں ہم ان کے ساتھ وقت لگاتے ہیں لہٰذا میں بھی وقت لگانے آیا ہوں۔ میری اور اس کی اکٹھی تشکیل ہوئی اوپر سے

اجتماع آ گیا۔ وہ بہت بڑا شاعر تھا اس نے جو مجمع کو دیکھا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تو کھڑا ہو گیا اور فی البدیہہ سوچے سمجھے بغیر یہ اشعار پڑھے۔

اللّٰہ اکبر شآء نور محمد
وبدلت لواء ہ بہذا المشھد

ولیمن خیم فی جوانیہ التی
اودنت عض بکل خبر مرشد

افی المنام وضعت اوقاتہ
بین الاحبۃ فی زوائع المسجد

ھجر النازل والدیار واھلھا
وصالبھم عن والدین ومولد

دحا بوارث دوحۃ تشدوابھا
سرب البلاد فی حباب مورد

وبذات خلخال کریمۃ فاضل
تفریظ واعظھا کمعدن اجرد

تو رنج ای بالبیان وتارۃ
یدنین وصحتہ لکل موحد

یفزوا العوالم فی مطیۃ فکرہ
لتکون میدانا لجھد محمد

ترجمہ: اللہ اکبر! محمد (ﷺ) کا نور روشن ہو رہا ہے اور اس جگہ پر اس کے نور کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ اور اللہ کی طرف سے رحمت اور برکت ان لوگوں پر آ رہی ہے۔ جن لوگوں نے

زمین کو تنگ کر دیا ہے اتنی کثرت سے آئے ہیں کہ زمین تنگ ہوگئی ہے۔ اور گھروں کو چھوڑ کر آرہے ہیں اور راتوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور ایسی بیوی کو چھوڑ کر آرہے ہیں جس کے پاؤں کی پازیب کی آواز بھی ان کے کانوں میں گونج رہی ہے۔ اس کے پاؤں کی پازیب کی آواز بھی سن رہے ہیں لیکن پھر بھی سینے پہ پتھر رکھ کر آئے پڑے ہیں اور گھر چھوڑا' وطن چھوڑا اور بیوی بچے چھوڑے۔ اور اولاد کو چھوڑا اور والدین کی جدائی کو برداشت کیا۔ اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے' اور محمد (ﷺ) کے نور کو بلند کرنے کے لئے چل رہا ہے۔ کبھی بیان ہو رہا ہے۔ کبھی تعلیم ہو رہی ہے۔ کبھی ہدایات ہو رہی ہے اور ان کی فکر کی سواریوں میں یہ بات ہے کہ ساری دنیا محمد (ﷺ) کی محنت کا میدان بن جائے۔

ہمارا ایک اجتماع چھوٹا ہوتا ہے پرانوں کا اس میں وہ عرب پھر آیا اس کا نام احمد الوحاشی حمیری تھا۔ میں نے کہا شیخ احمد زدنا کچھ اور بھی اس پر کہو! شیخ احمد زِدنا کچھ اور بھی اس پر کہو! وہ قصیدہ تیرا عمدہ تھا۔ اس پر کچھ شعر اور بڑھاؤ تو یہ چار شعر پھر اس نے کہے۔

الحال قد بلغت به اوجل علی
فوق السماد و فوق هادم فرقد

والمرء يسود بالجهود الی الدری
لا بالدراهم ولا بالاسجد

واللّٰه ینصر من یناصر دینه
ویلوح طالح بسعد الاسعد

وغدا یکون مع النبی وصحبه

فی ظل عیش بالنعیم السرمد

ترجمہ: آج میں دیکھ رہا ہوں کہ کام یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ ثریا ستارے سے بھی اونچا۔ اور فرقد ستارے کی کھوپڑی سے بھی اونچا۔

(کہتا ہے سماء سے بھی تبلیغ کا کام اونچا چلا گیا اور فرقد ستارے کی کھوپڑی سے بھی اونچا چلا گیا یہ دونوں ستارے ہیں آسمان کے)۔

ترجمہ: اور انسان جو ترقی کرتا ہے اونچائی کی طرف وہ محنت سے کرتا ہے۔ نہ پیسوں سے اور نہ سونے سے جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا اللہ اس کی مدد کرے گا اور اللہ اس کے بخت کو چمکا کے رکھے گا اور کل کو وہ حضور ﷺ کے ساتھ اور اس کے صحابہ کے ساتھ ہوگا عیش کی زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتوں کے ساتھ۔

میں نے کہا بھائی! عرب عرب ہی ہوتے ہیں۔

بالنعیم السرمد ابدالآباد ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتوں میں۔

دنیا کے لیے وقت ہے دین کے لیے نہیں

ڈاکٹر طالب حسین میرا کلاس فیلو تھا اس نے مجھ سے سوال کیا کہ چار ماہ گھر بار چھوڑ کر جانا کہاں لکھا ہے؟

میں نے کہا کہ یہ چھ سال آٹھ سال جو میڈیکل تعلیم کے لئے باہر جاتے ہیں وہاں بیوی کے حقوق کا کیا بنتا ہے۔

لاہور میں میرا ایک کلاس فیلو FRCS کرنے کے لئے یورپ گیا پیچھے باپ پاگل ہو کر مر گیا مجھے ملا کہنے لگا کہ تو انتہاء پسند ہے۔

میں نے کہا: انتہاء پسند تو تو ہے کہ ۷ سال باہر لگائے اور باپ کا خیال تک نہ

کیا میں تو انصاف پسند ہوں ۱۵ دن گھر اور ۱۵ دن تبلیغ میں ہوتا ہوں۔

اردن سے ایک انجینئر آیا جب ۴ ماہ کے لئے بیوی سے بات کی تو کہا مجھے طلاق دے دو اور بچے ساتھ لے جاؤ ماں باپ نے کہا کہ ہماری خدمت بڑا جہاد ہے ہم کہاں جائیں گے؟

بڑا پریشان ہوا کیا کروں اسی دوران کویت کی تعمیر نو کے لئے ۳ سال کے لئے بہت بڑی آفر ہوئی سوچ میں پڑ گیا کہ وہاں تو ۴ ماہ تھے اور یہاں ۳ سال چھوٹے چھوٹے بچے جوان بیوی اور بوڑھے والدین آخر ان کا کیا بنے گا جب گھر والوں نے اس آفر کو سنا تو بیوی کہنے لگی کہ بچوں کو میں سنبھال لوں گی ماں باپ کہنے لگے کہ بیٹا ہمارا اللہ وارث ہے تو چلا جا۔ جس چیز کے نفع کھلے ہوتے ہیں اس چیز کے لئے نکلنا آسان ہوتا ہے۔

دعوت دینے میں موقع شناسی کی اہمیت!

میں آپ کو ایک اور واقعہ سناؤں ہم ایک جگہ تبلیغ کے لئے گئے تو ایک زمیندار گھوڑی کی بچی کو مکھن کا پیڑا کھلا رہا تھا ہم لوگ اس کے پاس گئے وہ اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو سننے سے انکار نہیں کرسکتا تھا مگر ہم بات کرتے تو کبھی ادھر متوجہ ہوتا کبھی ادھر، اسے نہ حدیث سمجھ میں آرہی تھی نہ قرآن۔

میرے ایک سینئر ساتھی جو بیس سال سے تبلیغ کا تجربہ رکھتے تھے اب انہوں نے بات شروع کی کہنے لگے اب حضور ﷺ کی امت کو سمجھانا پڑ رہا ہے کہ تبلیغ تمہارا کام ہے۔ تبلیغی جماعت کسی ایک کی جماعت نہیں بلکہ ہر مسلمان مبلغ ہے (یہ بات وہ فوراً سمجھ گیا)۔

مسجد میں پہلی مرتبہ آئے ہیں

فیصل آباد میں گشت کر کے ہم دو آدمیوں کو مسجد میں لائے وہ ہماری دعوت سے بڑے متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم زندگی میں پہلی بار مسجد میں آئے ہیں۔

ہم نے کہا: اس مسجد میں پہلی دفعہ آئے ہیں۔

انہوں نے کہا: نہیں نہیں مسجد میں ہی پہلی دفعہ آئے ہیں۔

ہم نے کہا: پہلے کبھی نماز نہیں پڑھی؟

انہوں نے کہا: نہیں پڑھی۔

چالیس سال کے درمیان ان کی عمریں تھیں جمعہ کی نماز اور عید کی نماز؟

انہوں نے کہا: نہ جمعہ کی نہ عید کی !!! آج تک مسجد ہی نہیں آئے۔

میرے بھائیو! یہ جو اُمت ٹوٹی پڑی ہے اس حالت پر مر گئے تو کہاں جائیں گے؟ کوئی اس پر بھی تو ہائے کرنے والا ہو؟

یہ ایک دوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں ایک
دوسرے کے گریبان نوچ رہے ہیں

کیا اسی لئے اللہ کا نبی آیا تھا؟ یہی سبق سکھانے آیا تھا؟ کیا یہ کلمہ اتنا ہے؟ کیا یہ دین اتنا سستا ہے کہ صرف اپنے مسلک کے اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کے احترام اور عزت کو پامال کر دیں۔ اس چمن کو آگ لگ گئی کہ پچھلے پچاس سال سے کوئی ایک جھونکا بھی بہار کا نظر نہیں آتا۔ کوئی پھول کھلتا نظر نہیں آتا اُجڑے چمن کے مالی سے جا کر پوچھو کہ اس کے دل پہ کیا گزرتی ہے؟ جس زمیندار کی فصل کو آگ لگ جائے یا موسم کھا جائے اس سے جا کے پوچھو کہ اس پر کیا بیتی ہے؟

سابقہ چور کی تہجد میں حالت سجدہ میں موت

نارووال میں ایک چور رہتا تھا جو میواتی قوم کا تھا ایک اللہ والے وہاں جماعت میں گئے اس چور کی منت سماجت کر کے اس کو تین دن کے لئے تیار کیا وہ تین دن کے لئے تیار ہو گیا لیکن شیطان تو بڑا ظالم ہے اس نے سوچا اگر یہ تبلیغ میں لگ گیا اور اللہ والا بن گیا تو میری تو برسوں کی محنت بیکار ہو جائے گی چنانچہ شیطان نے اسے ورغلانے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔

جب یہ اس چور کو لے کر اللہ کے راستے میں گئے تو جماعت کی تشکیل قریب ہی ایک مسجد میں ہوئی پتہ چلا کہ وہ چور واپس چلا گیا ہے خیر اس کو دوبارہ ڈھونڈ کر واپس جماعت والوں کے پاس لائے اس طرح اس نے تین دن لگائے پھر وہ جماعت میں وقت لگا تا رہا اس طرح اس کے دل میں ہدایت کی شمع روشن ہوتی چلی گئی' اس کے یہ ثمرات ہوئے کہ اس چور نے لوگوں سے معافی بھی مانگ لی جس کا مال واپس کر سکتا تھا اس کا مال بھی واپس کر دیا پھر اس چور کو اللہ نے کئی لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنایا حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ جب اس کا انتقال ہوا تو وہ اس وقت تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا اور سجدہ کی حالت میں تھا (سبحان اللہ)۔

کراچی کے بڑے سرجن

ڈاکٹر امجد صاحب کی دعوت دین

پیراگون ایک ملک ہے وہاں ایک سال کی جماعت کی پیدل تشکیل ہوئی جو سال کے لئے جاتے ہیں ان کے گھر میں مشقت آتی ہے اور یقیناً تقاضے ٹوٹتے ہیں

کوئی مرتا ہے کوئی بیمار ہوتا ہے لیکن اس قربانی پر اللہ ہدایت کے دروازے کھولتا ہے۔

پیراگون میں ۲۰۰ گھرانے مسلمان تھے دعوت و تبلیغ کی محنت نہ ہونے کی وجہ سے سب کے سب عیسائی ہو گئے تھے وہاں صرف ایک مسلمان لڑکی تھی اس کا نام لیلیٰ تھا اس سے فون پر بات ہوئی کہ اپنے خاوند کے ساتھ ہمارے پاس آؤ چنانچہ اس سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ یہاں مسلمان گھرانے عیسائی ہو چکے ہیں۔ لیلیٰ سے کہا ان سے ہماری ملاقات کرواؤ اس لڑکی نے ان مسلمانوں کو جمع کیا تو ۲۰ یا ۲۵ آدمی جمع ہو گئے۔

ڈاکٹر امجد بھی اسی جماعت میں تھے اور ڈاکٹر صاحب کا شمار کراچی کے بڑے سرجنوں میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب چار مہینے ہر سال تبلیغ میں لگاتے ہیں اور ہر دو سال کے بعد ایک سال بیرون ملک تبلیغی سفر میں جاتے ہیں۔ ڈاکٹر امجد صاحب نے ان سے اسپینش زبان میں ۲۰ منٹ بات کی وہ لوگ کہنے لگے کہ اسلام ایسا مذہب ہے اس میں یہ یہ خامی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کے اشکالات کو دور کیا اس کے بعد پھر دوبارہ بات کی اور اسلام کی حقانیت کو ان کے دل میں بٹھایا پھر بھی نہ مانے۔ پھر بات شروع کی حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے تین دن کے لئے نام لکھایا۔

یہ لوگ جب تین دن لگا کر آئے تو ان کے دل میں اُمت کا درد و غم پیدا ہو چکا تھا چنانچہ انہوں نے اپنے محلے میں مزید محنت کی یہاں تک کہ ایک سال کی نقل و حرکت کے بعد وہاں مسجد قائم ہو گئی اور ۲۰۰ گھرانے بھی دوبارہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ میرے دوستو! ایک سال کی نقل و حرکت کی برکت سے ۲۰۰ گھرانے اگر مسلمان ہو جائیں تو اس پر ۵۰ سال لگانا بھی سستا سودا ہے۔

ثمراتِ تبلیغ

سعودی شہزادے شاہ فیصل نے فرانس کے صدر سے کہا کہ ہمیں پیرس (کوئی خاص جگہ کا نام لیا تھا وہ بندہ کے ذہن سے نکل گیا) میں مسجد بنانے دو۔ صدر ''متراں'' نے کہا تم ہمیں مکہ اور مدینہ کے سامنے گرجا گھر بنانے دو ہم تمہیں اس کی اجازت دے دیں گے خیر معاملہ رفع دفع ہو گیا لیکن پھر اس تبلیغ کی محنت کی وجہ سے آج لندن اور پیرس میں ہزاروں مسجدیں بن چکی ہیں۔

ایک یورپین جو کہ عیسائی تھا مسلمان ہونے کے بعد وقت لگانے رائے ونڈ آیا اس سے پوچھا کہ کیسے مسلمان ہوئے؟ کہنے لگا میں آج سے ۲۰ سال پہلے مسلمان ہو جاتا ۲۰ سال پہلے میں نے قرآن کا مطالعہ کیا اس وقت سے اسلام میرے دل پر چھا گیا تھا مگر یورپ کی بے دینی میرے مسلمان ہونے میں رکاوٹ بنی رہی۔

ابھی حال ہی میں میں نے ایک عربوں کی جماعت کو دیکھا جو کہ تین دن کے لئے آئی ہوئی تھی پھر میں ان کے ساتھ اپنے شہر کے تبلیغی مرکز میں گیا وہاں میں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی جماعتیں بیرون ممالک سے آ بھی رہی ہیں اور جا بھی رہی ہیں اس منظر کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت میرے دل و دماغ میں بس گئی (اور میں مسلمان ہو گیا)۔

۱۵۰ ملکوں میں تبلیغی مراکز

یہاں ایک بات ضمناً عرض کروں کہ دنیا کے تقریباً ۲۵۰ ملکوں میں سے ۱۵۰ کے قریب ممالک میں الحمدللہ تبلیغی مراکز ہیں اور وہاں سے اللہ کے راستے میں جماعتیں نکلتی رہتی ہیں اور بقیہ ملکوں میں بھی محنت ہوتی ہے اور جماعتیں جاتی ہیں مگر وہاں فی

الحال کچھ کمی ہے۔

کالج کے ڈاکو طالب علم کی توبہ

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا کہ ہم ایک کالج میں گشت کررہے تھے ہم نے ایک کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا ایک لڑکا نکلا اس سے آدھا گھنٹہ بات ہوئی تو اس نے رونا شروع کر دیا اور پھر پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ چار ماہ اللہ کے راستے میں لگا کر ایمانی زندگی سیکھ لو اس نے کہا اچھا میں تیار ہوں۔

ٹھیک چالیس دن بعد میری اس سے ملاقات ہوئی' کہنے لگا ارے مولانا آپ جانتے نہیں کہ آپ نے مجھے کس زندگی سے نکالا ہے ہمارا پورا گینگ ڈاکوؤں کا تھا بہاولپور میں۔ میں نے فلاں فلاں جگہ چوری کی ڈاکے ڈالے۔ جب آپ لوگ مجھے دعوت دینے آئے تو اس وقت ہم فلاں جگہ ڈاکہ ڈالنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ مولانا فرمانے لگے پھر ایک وقت اس پر ایسا آیا کہ میں نے اس کو دیکھا کہ لمبی ڈاڑھی کرتا عمامہ اس نے پہنا ہوا تھا۔

میرے دوستو! ایسے لاکھوں نمونے اس دنیا میں موجود ہیں زمین تیار ہے لیکن ہل چلانے والا کوئی نہیں۔

ایک یونیورسٹی کے ایک جرمن پروفیسر نے اپنے دورہ میں یہ اعتراف کیا کہ گزشتہ سال کے دوران دس ہزار جرمن عورتوں نے اسلام قبول کیا۔

آج سے ۱۲ سال پہلے جرمنی کی مساجد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھیں اور اب الحمد للہ دعوت وتبلیغ کی برکت سے ۱۲ سو سے زائد مساجد ہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر سال فرانس میں ۱۰ تا ۱۲ ہزار لوگ اسلام قبول کررہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو بشارتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حاصل تھیں ویسی ہی بشارتیں تبلیغ میں بھی موجود ہیں۔

میاں موجومیواتی کا واقعہ

ایک آدمی مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اس کا نام موجومیواتی تھا۔ مولانا الیاس کو کہنے لگا مولوی گلاس (اس کی تعلیم کا تو آپ خود ہی اندازہ لگالیں) کہا مولوی گلاس میں کیا تبلیغ کروں مجھے تو کلمہ بھی نہیں آوے ستر سال میری عمر ہوگئی۔ انہوں نے فرمایا تو تین چلے لگا۔ لوگوں کو جا کر کہے لوگو میں نے کلمہ بھی نہیں سیکھا ستر سال گزر گئے تم یہ غلطی نہ کرنا کلمہ سیکھ لو اس کے چار مہینے لگوائے اس میاں جی موجو ان پڑھ کے ہاتھ پر پندرہ ہزار لوگ نمازی بنے اور تائب ہوئے آپ تو سارے پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگ ہیں آپ کریں گے کام تو کل کو نہ جانے کتنے لوگ آپ کے نامہ اعمال میں ہوں گے۔

بلوچستان کی بستی میں سوسال کے بعد اذان

رائے ونڈ میں ایک جماعت نے بلوچستان سے خط لکھا کہ جب انہوں نے اذان دی تو بستی کے لوگوں نے کہا کہ آج یہاں کوئی سو سال کے بعد اذان دی گئی ہے بات یورپ کی نہیں بتا رہا پاکستان کی بتا رہا ہوں بلوچستان میں جو پاکستان کا حصہ ہے ساتھ پاک لگا ہے لیکن ساری ناپاکیاں ہو رہی ہیں۔ نام غلام رسول رکھنے سے کوئی غلام رسول نہیں بنتا غلامی سے غلام رسول بنتا ہے نام رکھنے سے غلام رسول نہیں بنتا غلام محمد سے غلام نہیں بنتا وجود کو غلامی میں ڈالنے سے غلام محمد بنتا ہے۔

میرے ایک تبلیغی دوست کا واقعہ

حافظ غلام سرور میرا دوست ہے جو تبلیغی جماعت میں وقت لگاتا رہتا ہے کہنے لگا میں نے نئی شادی کی میرا گھر شہر کے قریب ہے ایک بوڑھی اماں اور ایک چھوٹی بہن گھر میں ہیں گھر سے تبلیغ کی نیت سے نکلا تو کہا:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اَھْلِیْ وَ رَفِیْقِیْ فِیْ سَفَرِیْ o"

اے اللہ میرے گھر کا وارث بھی تو' میرے گھر میں میرے پیچھے کا محافظ بھی تو' میرے سفر کا ساتھی بھی تو' میرے ساتھ بھی تو۔

یہ دُعا آپ ﷺ نے سکھائی ہے کہنے لگا میں نے آیت الکرسی پڑھی اور کہا یا اللہ! یہ گھر اب تیرے حوالے نوجوان بیوی تیرے حوالے میری عزت بھی تیرے ہاتھ میں ہے:

"وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ o"

"اور تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔"

دُعا کر کے چلا گیا۔

کئی دنوں کے بعد ایک غنڈہ جو بڑا مشہور تھا وہ رات کو مسلح ہو کر آیا اس نے کہا کہ بڑھیا کا گلا گھونٹ دوں گا لڑکی نوجوان ہے اس کو اغواء کروں گا۔

اسے یہ پتہ نہیں تھا کہ کوئی اور قوت بھی موجود ہے "فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا" بھی موجود ہے۔ میرے مصطفیٰ کو بچانے والا کون؟ (اللہ) ہماری حفاظت کرنے والا کون؟ (اللہ) ہماری نگرانی کرنے والا کون؟ (اللہ)۔

اس غنڈے نے منصوبہ بنایا کہ اندر جا کر بوڑھی کے منہ میں کپڑا ٹھونسوں گا۔ابھی دیوار ہی چھلانگی کہ دونوں گھٹنوں سے ٹانگیں ٹوٹ گئیں اتنا چیخا ہائے ہائے۔ لوگ اکٹھے ہوئے تو دیکھا کہ شہر کا غنڈہ ہے جو بہت بڑا بہادر تھا۔ لوگوں نے دیکھ کر

پوچھا کہ کیا ہوا؟ کہنے لگا دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں ہیں اور یہ سمجھ لو کہ یہ میری چھلانگ سے نہیں ٹوٹی ہیں یہ خدائے قہار کے عذاب سے ٹوٹی ہیں۔

اللہ نے توڑ دی ہیں مجھے لے جاؤ میں برے ارادے سے آیا تھا میں سمجھ گیا ہوں کہ جن کو خدا بچائے اس کی بے عزتی کوئی نہیں کر سکتا۔ ہسپتال میں لے گئے کوشش کی پلستر چڑھائے لیکن اب تک ٹانگیں صحیح نہیں ہوئیں جوانی گئی سب کچھ گیا اور اس طرح ٹوٹ گئیں کہ جڑ نہ سکیں۔

ایک نابینا ساتھی کا عرب شہزادے سے سلوک

مولانا طارق جمیل صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہماری جماعت گئی ایک گاؤں میں، پٹھانوں کا گاؤں تھا ایک شہزادہ میرے ساتھ تھا وہاں ایک نابینا نوجوان بیٹھا تھا اس کے چار مہینے جماعت میں لگے ہوئے تھے اس کے کپڑے کافی پھٹے ہوئے اور میلے تھے۔ عرب شہزادہ مجھ سے کہنے لگا: یہ بڑا غریب لگتا ہے میں اس کو پیسے دے دوں؟ میں نے کہا دے دو اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو جتنے بھی تھے شائد پانچ چھ سو تھے یہ ۱۹۸۴ء کی بات ہے ۶۰۰ روپیہ تھا اس نے نکالا اور اس کو رول کر کے السلام علیکم کر کے اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

اس نے لے لیا نابینا تھا اس نے دیکھا اور پرکھا تو پیسے نظر آئے نوٹ معلوم ہوئے تو اس نے ویسے اس کے سیدھے منہ پر مارے وہ تو شہزادہ تھا اس کی شہزادگی تو اسی میں ہوا ہو گئی میں نے کہا کہ بول یہ شہزادہ ہے یا تو شہزادہ ہے؟ ایمان پیسے کی پوجا سے نکال لیتا ہے۔

جماعت میں جانے والے کے گھر کی حفاظت کیسے ہوئی

ایک بزرگ نے اپنی ایمان افروز کارگزاری سنائی کہ میں نے چلے کے لئے جانا تھا گھر میں کوئی آدمی بھی نہیں تھا جو گھر کی دیکھ بھال کر سکتا۔ میں نے اپنے بیوی بچوں کو اللہ کے سپرد کیا اور اپنے دوست سے بات کی کہ گھر کے لئے سودا سلف لا دیا کرنا۔ اس نے حامی بھر لی۔ لہٰذا میں پہلی فرصت میں رائے ونڈ آیا اور تشکیل کروالی۔ اللہ پاک نے خیر و عافیت سے وقت پورا کر دیا۔

میں گھر آیا اور تھوڑی دیر بعد دوست سے ملنے گیا وہ کچھ الجھا الجھا سا تھا تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھا پھر گھر واپس آ گیا۔ اگلے دن پھر اس سے ملاقات ہوئی تو وہ مجھ سے کہنے لگا تم چوکیدار رکھ کر گئے اور مجھے اطلاع بھی نہ کی۔ میں نے کہا میں تو کوئی چوکیدار نہیں رکھ کر گیا۔ وہ کچھ پریشان سا ہو گیا میں نے کہا کیا بات ہے؟ تم کچھ پریشان سے ہو گئے ہو؟ تو وہ مجھے ٹال گیا۔

میں نے تھوڑا سا اصرار کیا تو وہ کہنے لگا مجھے اپنے کئے پر شرم آتی ہے کس منہ سے بات کروں۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی تم بتاؤ تو سہی؟ ہچکچاتے ہوئے کہنے لگا تمہارے جانے کے بعد میری نیت خراب ہو گئی اور میں چوری کے ارادے سے تمہارے گھر گیا دروازے کے سوراخ میں سے دیکھا کہ کوئی جاگ تو نہیں رہا میں کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے کے ساتھ ہی کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا ہے اور اس کے کندھے سے گن لٹکی ہوئی ہے وہ دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا میں واپس آ گیا۔

تھوڑے دن کے بعد میں پھر گیا تو پھر وہی ماجرا تمہارے آنے تک میں اسی طرح

جاتا رہا وہ نوجوان اسی طرح بیٹھا ہوتا اور دروازے کی طرف دیکھ رہا ہوتا تم کہتے ہو کہ میں نے کوئی چوکیدار نہیں رکھا میں نے اس سے کہا کہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو آدمی اللہ کے راستے میں جاتا ہے تو اللہ اپنے فرشتوں کو اس بندہ کے گھر کی حفاظت پر مامور فرما دیتا ہے میں نے جاتے ہوئے اپنے بیوی بچوں کو اللہ کی حفاظت میں دے کر گیا تھا۔ اللہ پاک نے میرے گھر کی حفاظت کی۔ (سبحان اللہ)

اللہ کے راستے میں نقصان صحابہ کے نقصان کے مشابہ ہے

ایک ساتھی روس کی جماعت میں گیا پیچھے اس کو سولہ لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ وہ واپس آئے تو اس کے سارے رشتہ داروں نے اس کا جینا حرام کر دیا' تبلیغ کرتا رہا اور سارا گھر لٹا دیا اسی کا نام اسلام ہے کہ اپنے بچے در در بھیک مانگتے رہیں' وہ نیم پاگل ہو گیا۔ ایک دفعہ ہم گشت کر رہے تھے منڈی میں تو وہاں وہ بھی بیٹھا ہوا تھا اور جو منڈی کا تاجر تھا وہ کہنے لگا کہ مولوی صاحب یہ کوئی تبلیغ ہے اس بے چارے کا سارا گھر لٹ گیا سولہ لاکھ کا نقصان ہوا۔

میں نے اس ساتھی سے کہا کہ تجھے مبارک ہو وہ حیران ہو گئے انہوں نے کہا: مولوی صاحب! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: اجمالی بات تو یہ ہے کہ یہ نقصان اس کے مقدر میں تھا:

مَا اَصَابَتْ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَا اَخْطَئَتَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ٥

''نبی ﷺ کا فرمان ہے جو تکلیف آنے والی ہے اسے کوئی ہٹا

نہیں سکتا اور جو راحت آنے والی ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ قلم اٹھا لئے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔''

یہ تکلیف آنی تھی کاروبار میں گھاٹا آنا تھا تمہاری اس منڈی میں روزانہ گھاٹے پڑتے ہیں لاکھوں کے گھاٹے پڑتے ہیں تم نے کبھی شور مچایا؟ تم نے کبھی کہا کہ اس کے بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ سودی کاروبار کرتے کرتے جب وقت آتا ہے دیوالیے نکل جاتے ہیں۔ یہ تبلیغ میں گیا تھا اس کا نقصان ہوا' اس لئے شور مچا رہے ہیں اس کا نقصان ہونا تھا لیکن یہ مبارک شخص ہے کہ اس کا نقصان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقصان سے مشابہ ہو گیا۔

لاہور کا نیا مرکز کیسے بنا؟

لاہور میں دو تاجروں نے سہ روزہ لگایا۔ انہوں نے بیان کے دوران یہ بات سنی کہ جب تک اپنی قیمتی چیز وقف نہیں کرو گے۔ جنت نہیں ملے گی۔ ان کا تین کروڑ روپے کا فارم اور بنگلہ تھا۔ جس میں ہرن اور گھوڑے اور دوسرے خوبصورت جانور رکھے ہوئے تھے۔ تین دن کے بعد رائے ونڈ والوں کو دے دیا کہ لاہور کا مرکز بلال مسجد چھوٹا ہو گیا ہے اور مرکز کے لئے جگہ کی ضرورت ہے۔ آپ قبول کر لیں اور مزید کروڑوں روپیہ اوپر لگا دیا مولانا طارق جمیل صاحب فرمانے لگے مرکز بنانے والے وہ صاحب مجھے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ نے لگانے سے دس گناہ زیادہ میرے منہ پر مار دیا۔

مولانا صاحب کی وزیر اعلیٰ سرحد کو نصیحت

ہم مولانا طارق جمیل صاحب کے ساتھ بنوں میں تھے۔ وزیر اعلیٰ سرحد اکرم درانی مولانا کی زیارت کرنے آیا اس نے نئی نئی داڑھی رکھی ہوئی تھی مولانا کا بیان

شروع ہوا تو بارش شروع ہوگئی۔ سردی تھی حتیٰ کہ بارش تیز ہوگئی ایک شخص مولانا پر چھتری تان کر کھڑا ہوگیا مولانا نے اسے منع کر دیا فرمایا جو بیٹھنا چاہے وہ بیٹھا رہے۔ جو برداشت نہ کر سکے وہ اٹھ جائے لیکن عالم حیرت کہ ہزاروں کا مجمع پل کے لئے بھی نہ ہلا اور مکمل بیان سنا۔ بیان کے بعد مولانا نے وزیراعلیٰ سرحد سے باتیں کیں اور فرمایا ایک دنیا کا اقتدار ہے اور ایک آخرت کا اقتدار ہے آپ کوشش کریں کہ نماز کو عام کریں ۔ دفاتر اور اور پارلیمنٹ میں بھی نماز کی ترغیب دیں اپنے دیگر عہدہ داروں کو ایمان اور نماز پر لے آئیں اگر یہ کوشش کرتے رہیں گے تو دنیا کا اقتدار تو فانی ہے مگر آخرت کا دائمی اقتدار نصیب ہوگا۔

ہر سال حج کی منظوری

میں ایک دفعہ اپنے خاندان کے ساتھ حج پر گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت جھنگ کی بولی بول رہی تھی اور رو رہی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ راستہ کھو چکی ہے۔ اس سے اس کا پتہ پوچھا گاڑی میں اپنی بیوی کو رہائش پر چھوڑا اس کو گاڑی میں بٹھایا اور پوچھتے پوچھتے اس کو لے کر حسن بلڈنگ میں ان کا قیام تھا وہاں چھوڑا جب وہاں چھوڑ کر آیا تو اس عورت کے دل سے دُعائیں نکلیں کہ بیٹا اللہ جل شانہ تمہیں ہر سال حج کرائے، کرائے جائے، کرائے جائے فرمایا وہ دن اور آج کا دن کہ اللہ تعالیٰ ہر سال حج کی منظوری کر دیتے ہیں۔

امت میں دین کی طلب

ایک دفعہ کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں ظہر کے بعد بیان ہوا۔ مستورات کا بیان تھا۔ مغرب کے بعد مستورات کی ایک بس پہنچی کہ ہم دیر سے پہنچے ہیں مجھے سخت تکلیف

ہوئی کہنے لگے کہ بیان پھر سنائیں میں نے معذرت کی انہوں نے کہا کہ پہلے سننے والے نہیں تھے اب سننے والے ہیں تو سنانے والا کوئی نہیں بات دل کو لگ گئی اور عشاء تک بیان کیا۔

دنیا کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار

آغا حسن عابدی حبیب بینک میں ملازم تھا۔ اس نے یونائیٹڈ بینک بنایا دن رات محنت کی آخر بیوی نے کورٹ میں دعویٰ کر دیا کہ چھ چھ ماہ شکل نہیں دکھاتا۔ اس نے کہا اپنا کام نہیں چھوڑ سکتا۔ بیوی کو طلاق دے سکتا ہوں۔ وہ سود پھیلانے کے لئے بیوی چھوڑنے کو تیار تھا ہم دین کے لئے بیوی تو بیوی گھر ہی نہیں چھوڑ سکتے۔

کمزوروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے

ایک لڑکا رشید احمد چارسدہ کا جس کے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے تھے رائے ونڈ کے مدرسے میں داخلے کے لئے آیا اس کو داخلہ نہیں دے رہے تھے مولانا احسان صاحب نے فرمایا اس کو رکھ لیں اس کی وجہ سے سارے مدرسے میں برکت ہوگی وہ چڑھ نہیں سکتا تھا۔ آواز میں لکنت تھی۔ عالم بننے کے لئے آیا اور آخری سال میں انتقال کر گیا۔ کمزوروں اور معذوروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔

سہ روزہ کی برکت

سکھر کے ایک نوجوان نے سہ روزہ کا ارادہ کیا لیکن سہ روزہ پر نہ جا سکا

میرے پاس آیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ہے فرشتے جہنم میں گھسٹتے ہوئے لے جارہے ہیں لیکن اسی اثناء میں ایک ہاتھ آیا جس پر تین لکھا ہوا تھا ساتھ ۴۹ کروڑ تین کو ۴۹ کروڑ سے ضرب ہوئی فرشتوں نے کہا یہ کامیاب ہے اور مجھے جنت کی اجازت دے دی گئی۔

قبر میں کالے بچھو بھر گئے

میرے قریبی گاؤں کا واقعہ ہے وہاں ایک زمیندار مر گیا' اس کے لئے قبر کھودی گئی تو قبر کالے بچھوؤں سے بھر گئی اسے بند کر کے دوسری قبر کھودی گئی اور لحد بنائی گئی وہ بھی کالے بچھوؤں سے بھر گئی اسی طرح تین قبریں بنیں تو تینوں قبروں کا یہی حال ہوا یہ زمین کے بچھو نہیں تھے بلکہ یہ اس کی بداعمالیوں کے بچھو تھے اللہ تعالیٰ کبھی کبھی پردہ اٹھا کر دکھلاتا ہے۔ہم سب سے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ذرا سنبھل کے چل۔

رستم ہند کی قبر

میں میانی شریف قبرستان لاہور میں ایک ساتھی کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے گیا تو ایک قبر نے مجھے روک لیا ایسی شکستہ اور ایسے برے حال میں کہ میں نے کہا' شاید اس کو سب نے ہی بھلا دیا کوئی یہاں آتا ہی نہیں حالانکہ میرا اس سے کیا واسطہ؟ لیکن ایمانی رشتہ ہے جو ہر مسلمان کا دوسرے سے ہے تو میرے قدم رک گئے اور میں قبر کو دیکھنے لگا کہ یا اللہ اس طرح بھی انسان مٹ جاتے ہیں پھر میں نے قریب ہو کر اس کے کتبے کو پڑا تو لکھا ہوا تھا ''رستم ہند'' میرے آنسو نکل پڑے کہ یہ رستم ہند کی قبر ہے تاریخ پیدائش 1844ء اور 1908ء تاریخ وفات لکھی تھی مجھے اپنے ساتھی کی فاتحہ بھول گئی اور میں نے اس کی قبر پر فاتحہ شروع کر دی کہ اس کی قبر پر کوئی آتا ہی نہیں ہوگا یہ

بے چارا کس حال میں پڑا ہوگا۔

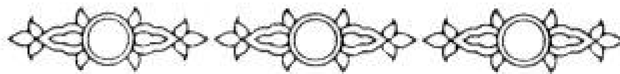
گودو پہلوان کی کہانی

گودو پہلوان مرحوم رائے ونڈ آیا ہے اس وقت میں رائے ونڈ میں پڑھتا تھا یہ وہ شخص تھا جس نے سارے عالم کو چیلنج کیا اور کوئی اسے گرا نہ سکا۔ بعد میں میں نے جب اسے دیکھا تو نہ یہ خود بخود کھڑا ہوسکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا اسے سہارے سے اٹھایا جاتا سہارے سے بٹھایا جاتا۔ اس کائنات نے اکھاڑے میں آکے اعلان کیا جسے کوئی نہ ہرا سکا اسے وقت کے بے رحم پہیئے نے لیل ونہار کی گردش نے ایسا چت کیا کہ اٹھنے کے قابل نہیں رہا۔

یہاں موت کا رقص جاری رہا' یہاں ہر قدم پر زندگی شکست کھا رہی ہے اور مسلسل شکست کھا رہی ہے' ہر قدم پر موت جیت رہی ہے۔

فَلَوْ لَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ. وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ. وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ. فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝

جب موت پنجے گاڑتی ہے تو وہ سکندر تھا یا چنگیز خان تھا' وہ دارا تھا یا ہلاکو تھا' تیمور تھا یا محمود تھا' ذوالقرنین تھا یا دانیال تھا سب اس کے ہاتھوں شکست کھا گئے خاک میں خاک ہو گئے۔



حصہ دوم:

بیرون ممالک کی کارگزاریاں

اذان سن کر گورا مسلمان ہوگیا

نعیم بھائی اپنے امریکہ کے سات ماہ کے سفر میں ایک دن شام کے وقت کی کارگزاری سناتے ہیں کہ نماز کا وقت قریب تھا۔ امیر صاحب نے مجھے اذان دینے کے لئے کہا میں نے اذان دی' اذان سن کر ایک گورا جو میرے بالکل سامنے ایک ٹرک میں بیٹھا تھا اتر کر دوران اذان میرے سامنے آ کر کھڑا ہوگیا اور اذان کے بعد کہنے لگا مسٹر تم نے بہت اچھا گانا گایا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ گانا نہیں بلکہ اذان ہے جو ہم نماز کے وقت اپنے بھائیوں کو بلانے کے لئے دیتے ہیں۔ کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے آئیں سب کام چھوڑ کر اپنے پیدا کرنے والے کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں یہ سن کر اس نے کہا کہ میں بھی مسلمان ہونا چاہتا ہوں مجھے کلمہ پڑھا دیں میں نے اسے کلمہ پڑھایا۔

میرے نبی کے شہر کے نوجوان بنکار نے حرام کے لاکھوں ریال ٹھکرا دیئے

مدینہ منورہ کا ایک عرب نوجوان ۱۹۸۸ء میں رائے ونڈ آیا ایک لاکھ ریال تنخواہ لیتا تھا' بینک العربی میں کام کرتا تھا' یہاں بیس دن جماعت میں لگائے چلہ بھی پورا نہ لگایا واپس گیا جاتے ہی استعفیٰ دے دیا کہ سود حرام ہے میں نوکری نہیں کروں گا۔ اگر ہم

اس کو گستاخ بناتے تو پہلے سے زیادہ سود میں پھنساتے جب اس نے اچانک استعفیٰ دیا تو بینک نے اس پر ہرجانہ کا دعویٰ دائر کر دیا کہ اتنے لاکھ ریال ہمیں ہرجانہ کے دے دو تب تیرا استعفیٰ قبول ہے یا اتنی سروس دو تب تجھے چھوڑیں گے اس نے کہا مجھ سے ہرجانہ لے لو میں نوکری نہیں کرتا۔

ہرجانہ دینے میں کیا قربانی دینی پڑی۔ گھر بک گیا جائیداد بک گئی جو بنایا تھا سب بک گیا مدینہ سے باہر ایک کچے سے گھر میں گزر بسر کرنے لگا' اس گھر میں اس نے مجھے روٹی کھلائی' میں اس کچے گھر کا چشم دید گواہ ہوں' نوکری چھوڑی صحرا میں گیا بدوؤں سے بکریاں خرید کے لایا مدینہ کی منڈی میں وہی شخص اب تجارت کر رہا ہے جو کل تک قیمتی گاڑیوں میں گھومتا تھا۔ آگے پیچھے نوکروں کی قطار تھی آج وہ بدوؤں میں دھکے کھا رہا ہے۔

مدینہ کی منڈی میں بکریاں بیچیں ۵۰۰ ریال اسے نفع ہوا گھر لے کر آیا خوشی سے پھوٹ کر رو پڑا' بیوی بھی رو رہی ہے میاں بھی رو رہا ہے کہ آج پہلا دن ہے حلال پیسہ گھر میں آیا ہے' یہ جگ (دنیا) بھی عجیب جگ ہے یہاں خوشی میں بھی لوگ روتے ہیں غم میں بھی روتے ہیں' جس جہاں کی خوشی بھی رو کر ہو وہ خوشیوں کا جہاں کیسے کہلا سکتا ہے۔

مجھے بتاؤ! کیا یہ گستاخ رسول بنا؟ یہ پہلے بھی تو جانتا تھا سود حرام ہے۔ یہ تو مدینہ ہی میں رہتا تھا۔ مسجد نبوی ہی میں نماز پڑھتا تھا اسی مدینے والے نے کہا تھا! سود حرام ہے' یہ کیوں سود کھاتا تھا پھر اللہ کی راہ میں نکلا پھر تبلیغ میں آیا پھر اس نے سود چھوڑا اگر تبلیغ والے اسے گستاخ رسول بناتے پہلے سے زیادہ اسے سود میں پھنساتے! اتنی بڑی قربانی پر وہ کیسے آیا؟ کہاں ایک لاکھ ریال اور کہاں پانچ سو ریال پوچھو تو سہی؟

قرآن پاک کا عجیب معجزہ

گوجرانوالہ کے تبلیغی مرکز کے ایک بیان میں ایک عالم نے یہ واقعہ بتایا کہ میں امریکہ میں جماعت میں گیا ہوا تھا تو کراچی کے ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی وہ مجھے ایک یونیورسٹی میں لے گیا جو بہت بڑی ہے۔ وہاں ایک سیمینار تھا عیسائیت کا' ان کا ایک بڑا پروفیسر عیسائیت پر تقریر کر رہا تھا بڑے بڑے پی ایچ ڈی ڈاکٹر اس میں مدعو تھے یہ لڑکا بھی پی ایچ ڈی ڈاکٹر تھا ان عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تین ہیں ایک اللہ' ایک عیسیٰ اور ایک جبرائیل۔ یہ ان تینوں کو خدا مانتے ہیں۔

انہوں نے سوال کیا کہ کتنے خدا ہیں؟

تو یہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اللہ ایک ہے تین نہیں ہو سکتے۔

پوچھا: آپ کی دلیل؟

کہا: ہمارا قرآن کہتا ہے۔

پوچھا: قرآن کے آسمانی کتاب ہونے کی دلیل؟

کہا: آپ کا یہ سپر کمپیوٹر ہے اس قرآن کو ڈالو اپنے کمپیوٹر میں یہ سارا قرآن ۱۹ کے ہندسے کے ساتھ سفر کرتا ہے۔

کہا: میں یہ قرآن دے رہا ہوں اس کو ڈالو کمپیوٹر میں اور اس کو گھماؤ ساری آیات کو کہیں بھی اگر ۱۹ کا ہندسہ چھوٹ گیا تو پھر یہ قرآن وہ نہیں جو ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم لایا تھا یا تو اس میں زیادتی ہو چکی ہے یا اس میں کمی ہو چکی ہے یا پھر تبدیلی ہو چکی ہے یا اس میں آگے کا پیچھے کر دیا ہے یا پیچھے کا آگے کر دیا ہے اور اگر ۱۹ ہر جگہ چمکتا چلا جائے تو پھر یہ بات طے شدہ ہے کہ اتنی بڑی کتاب کو کوئی انسانی دماغ ایک ہندسے پر کبھی نہیں گھما سکتا اور اب تم اپنی بائبل بھی ڈالو اور

اس کو بھی دیکھو وہ ہر جگہ ٹوٹے گی ہمارا قرآن ڈالو کہیں نہیں ٹوٹے گا۔

انہوں نے قرآن لے لیا اور ایک ہفتے کی مہلت مانگی پھر انہوں نے ایک ہفتہ قرآن کو سپر کمپیوٹر میں گھمایا ایک ہفتے بعد جب دوبارہ سیمینار ہوا تو انہوں نے کہا بھئی ہم نے یہ چیک کیا ہے ہماری بائبل ٹوٹ گئی تمہارا قرآن کہیں نہیں ٹوٹا ہم مان گئے کہ یہ کتاب ناقابل تبدیل ہے اسے کوئی تبدیل نہیں کر سکا' نہ گھٹا سکا نہ کوئی بڑھا سکا' نہ آگے کر سکا نہ پیچھے کر سکا' ستر آدمی بمع اس عیسائیت کا پرچار کرنے والے پروفیسرز کے مسلمان ہو گئے۔

سنت طریقے پر کھاتا دیکھ کر امریکن حبشی مسلمان ہو گیا

ملتان کی ایک جماعت کافی عرصہ پہلے امریکہ گئی تھی ساتھیوں نے کام سے فارغ ہو کر کھانا کھانے کے لئے دستر خوان لگایا اسی وقت ایک امریکن حبشی آیا اس نے انگریزی میں کہا کہ میں آپ سے چند سوالات کرنے آیا ہوں۔ جماعت کے ساتھیوں نے اسے کھانے میں شریک کیا اور کافی اکرام کیا' میٹھا کھلایا' جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو کہنے لگا مجھے مسلمان بنا دیں۔ جماعت کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ سوالات پوچھنے آئے تھے۔اس نے جواب دیا کہ جس سادگی اور محبت سے آپ نے مجھے کھانا کھلایا ہے آج تک میری ماں نے بھی نہیں کھلایا۔ میرے گھر میں ہر ایک کی علیحدہ پیٹ' علیحدہ چمچہ' کانٹا اور گلاس ہے جس کو میں ہی ہاتھ لگاتا ہوں اور اس میں صرف میں ہی کھاتا ہوں گھر کے تمام افراد حتیٰ کہ والدین بھی میری چیزوں سے دور رہتے ہیں یہاں تو ہم سب نے ایک ہی پلیٹ میں کھایا اور ایک ہی گلاس سے پانی پیا' اگر اسلام یہی ہے

تو مجھے قبول ہے۔

چنانچہ اس نے مسلمان ہو کر جماعت کے ساتھ کچھ وقت لگایا اور بہت خوش تھا کہ اللہ کی ذات نے نبی ﷺ کی مل بیٹھ کر کھانے کی سنت کی برکت سے ایمان کی دولت سے نوازا۔

شرعی لباس کی عظمت

تبلیغی جماعت کے کچھ لوگ لندن گئے وہ اپنے لمبے کرتے اونچے پائنچے اور گول ٹوپی میں بظاہر وہاں عجیب معلوم ہو رہے تھے مگر اس کے باوجود انگریز ان کا بہت ادب کرتے تھے۔ ایک بار ان لوگوں نے کسی پارک میں نماز پڑھی وہ نماز پڑھ کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انگریز آیا اور ان کی پیٹھ پر اپنے دونوں ہاتھ پھیر کر اپنے ہاتھوں کو چوم لیا۔

ایک شخص نے پوچھا: تم ان لوگوں کا اتنا احترام کیوں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: یہ لوگ اپنے اس حلیئے میں ہم کو عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔

جبوتی میں دین کا ذوق وشوق

۱۹۷۷ء میں جبوتی فرانس سے آزاد ہوا تو پہلی جماعت وہاں پہنچی پانچ فیصد بھی نمازی نہیں تھے اور غریب لوگ تھے۔ تبلیغ کا کام اندر گیا تو اس وقت چالیس فیصد لوگ نمازی ہیں۔ زنا کا اڈا پورے ملک میں نہیں۔ اذان سے پہلے مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوتی ہیں۔ عربی کا ذوق وشوق ہے، عورتوں میں عربی میں بیان کیا گیا میں نے کہا یہ کیا سمجھتی ہیں انہوں نے کہا یہ ساری عربی سمجھتی ہیں۔ اپنے شوق سے لوگ پڑھتے

ہیں۔

جتنا تمہارا مرکز ہے اتنا ہی جبوتی کا مرکز ہے باہر کا رقبہ ملا کر اس سے بڑا ہوگا۔ وہ تہائی بھرا ہوتا تھا سب بیٹھتے ہیں میں نے کہا یہ سمجھتے ہیں؟ بتایا جو نہیں سمجھتے وہ بھی شوق سے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن عربی کی شد بد سب کو ہے اور ہمارے مرکز میں اتنے آدمی نہیں جڑتے جتنے ان کے محلے کی مسجد میں جڑتے ہیں۔ ہماری بڑی سے بڑی مسجد میں عمومی گشت ایک نکلتا ہے ان کی عام مسجد میں عمومی گشت کی چار چار جماعتیں سات سات جماعتیں بلکہ آٹھ تک جماعتیں نکلتیں ہیں۔ دوسرا گشت کرنے کے لئے مسجد کوئی نہیں۔

جبوتی شہر کی ڈھائی سو مسجدیں ہیں ہر مسجد میں گشت ہو رہا ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں گشت لے کر ساحل پر چلے جاتے ہیں۔ دوسرا گشت لے کر منڈی میں چلے جاتے ہیں۔ چٹائیاں بچھا کر لوگوں کو جمع کر کے وہاں ان سے بات کرتے ہیں۔

وہاں کا بادشاہ بھی سنتا ہے۔ مالدار بھی سنتا ہے۔

امیر بھی سنتا ہے۔ غریب بھی سنتا ہے۔

فقیر بھی سنتا ہے۔ جوان بھی سنتا ہے۔

ایک انگلی کا اشارہ کرو تو سارے مسجد میں آجاتے ہیں۔ دین کے نام پر ان کے سر جھک جاتے ہیں۔ مجھ سے کہنے لگے یہاں تیس ہزار عرب آباد ہیں جو یمنی نسلوں سے ہیں۔ مجھ سے کہنے لگے یہ جو آج نقشہ تم دیکھ رہے ہو صرف تبلیغ کے کام کی برکت ہے۔

آج سے پہلے ۱۹۷۷ء میں جبوتی اور یورپ میں کوئی فرق نہ تھا۔ اگر تبلیغ کا کام یہاں نہ آتا تو ہماری ساری نسل شراب اور زنا میں ڈوب جاتی۔ کیسے فقیر لوگ ہیں ایک وقت کھانا کھانے والے۔ میرا جی چاہا کہ میں یہاں سے جاؤں ہی نہیں۔ ایسے گھر

کہ ان کے گھر ہی لا الہ الا اللہ کے اندر داخل ہو رہے تھے ایک جگہ ہم جمعہ کے دن رُکے جمعہ سے پہلے مسجد بھری ہوئی تھی ادھر ہماری مسجدوں میں لوگ آتے ہیں جب جمعہ میں دس منٹ رہتے ہیں۔

وہاں جمعہ سے پہلے مسجد بھری ہوئی تھی اور جنگل تھا۔ جنگل میں دو چار گھر تھے باقی پہاڑوں سے اتر کر دائیں بائیں سے آئے تھے۔ میں نے کہا بھائی وہ شافعی لوگ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ کی کیا شرائط ہیں۔ ہمارے نزدیک تو یہاں جمعہ نہیں ہوتا۔ تو وہ کہنے لگے جہاں چالیس آدمی ہو جائیں جمعہ ہو جاتا ہے تو ہم نے کہا کہ ہمارا بھی آپ کے پیچھے ہو جائے گا۔ مسجد بھری ہوئی تھی ہم نے بھی ان کے پیچھے جمعہ پڑھا ایمان تازہ ہو گیا۔ ہماری اگلی منزل تجورا تھی۔

یہاں سے ایک راستہ سمندر کا اور ایک خشکی کا تھا۔ خشکی کا تین گھنٹے اور سمندر کا پون گھنٹہ لوگ سمندر سے ہی جاتے ہیں۔ تجورا ایک بستی ہے۔ تجورا کی زبان اور جبوتی کی زبان میں اتنا فرق ہے جتنا پنجابی اور پشتو میں فرق ہے یہاں کوئی نہیں سمجھتا تھا۔ یہاں سے ہم کشتیوں پر جا رہے تھے۔ پہلی کشتی نکل گئی وہ پار دوسری نکل گئی وہ بھی پار تیسری کشتی ہماری تھی جو لانچ تھی۔

وہاں کا وائس چیف آف آرمی اسٹاف تبلیغ سے بڑی محبت کرتا ہے۔ جب ہم پہنچے تو پہلے سے ہمارے استقبال میں کھڑا ہوا تھا۔ ہماری کوئی امیگریشن نہیں ہوئی وہ ہمیں گاڑی میں بٹھا کر باہر لے آیا۔ پاسپورٹ لے کر بعد میں امیگریشن ہوتی رہی اور بعد میں ہمیں پاسپورٹ پہنچائے گئے۔ اس نے ایک فوجی لانچ کا انتظام کیا تھا جس میں ہم بیٹھ گئے۔ ہمارے پاس ہی چوتھی کشتی کھڑی تھی جو بہت لمبی کشتی تھی اور اوپر تک بھر چکی تھی۔

کشتی کی اوپر والی منزل میں بھی نوجوان کھڑے ہوئے تھے ہاتھ ہلا ہلا کے

ہمیں سلام کر رہے تھے۔ وہ ہمارے ساتھ آئے تھے۔ پہلے ہم روانہ ہوئے ہمارے پیچھے وہ روانہ ہوئے۔ ہماری کشتی تیز تھی جو پھر پھر کرتی ہوئی نکل گئی جونہی ہم وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ پیچھے والی کشتی ڈوب گئی۔ ہم نے وہاں ظہر کی نماز پڑھی تو ہمارے امیر مولوی عباد اللہ صاحب نے فرمایا کہ ہم میں سے کسی کو واپس جانا چاہیے میں نے کہا آپ امیر ہیں آپ یہاں رہیں میں جاتا ہوں۔ اس وقت کسی دوست کی گاڑی پر سڑک کے راستے گئے۔

جب ہم وہاں پہنچے مغرب ہو چکی تھی۔ اس میں سے کچھ لوگ بچ گئے جو مرکز میں موجود تھے ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا۔ تو انہوں نے بتایا کہ نیچے سیمنٹ اور سریا لدا ہوا تھا جس کی وجہ سے کشتی اوورلوڈ ہوگئی۔ تین سو آدمیوں کے لئے یہ کشتی بڑی تھی چھوٹی نہیں تھی۔ لیکن اس نے نیچے پیندے میں سیمنٹ سریا لادا ہوا تھا بس تقدیر آئی تھی۔

تھوڑی دور نکلے تو کشتی نے ایک ہچکولا کھایا تو سب نے کہا ''لا الہ الا اللہ'' پھر دوسرا ہچکولا کھایا تو سب نے کہا ''لا الہ الا اللہ'' پھر تیسرے پر وہ پوری کی پوری الٹ گئی اور لوگ غوطے کھانے لگے۔ جونہی سر باہر نکلے تو سب نے کہا ''لا الہ الا اللہ'' ایک نے بھی نہ کہا بچاؤ بچاؤ' جب کشتی الٹی تو اوپر والے تو اڑ کر ادھر ادھر گرے اور جو نیچے والے حصے میں تھے ان کے اوپر سیمنٹ اور سریا آگیا سمندر زیادہ گہرا نہیں تھا۔ صرف چالیس فٹ کی گہرائی تھی وہ تھوڑا سا نیچے ہو کر دائیں بائیں نکل جاتے۔ دھڑام کر کے وہ نیچے اور سیمنٹ کی بوریاں اور سریاں اوپر آگیا وہ ابھر ہی نہ سکے جن کے دائیں بائیں سامان گرا وہ کچھ اوپر نکلے۔

جبوتی میں تیس ہزار یمنی آباد ہیں۔ وہ تبلیغ میں محنت تو کرتے ہیں نکلتے نہیں۔ پیسہ بہت ہے لیکن کاروبار میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک عبدالباری یمنی تھا جو بڑا

تاجر تھا۔ تبلیغ میں لگا ہوا تھا اور چوتھی کشتی میں سوار تھا جس میں سب سے پرانے ساتھی جا رہے تھے۔ تشکیل کے ذمہ دار' مرکز کے ذمہ دار، جماعتوں کے ذمہ دار، مسجد کے ذمہ دار' تو وہ بھی اپنے علاقے کے ذمہ دار تھے اور ان کے ساتھ جا رہے تھے۔

انہوں نے مجھے بتایا کہ پہلے جب وہ ڈوبے تو کہا الحمد للہ جنت آ گئی۔ جنت آ گئی! لیکن پانی نے مجھے اٹھا دیا اور اوپر جو نکلا تو کشتی کے اندر ہوا بھر چکی تھی اس ہوا کی وجہ سے پانی کے اندر معلق ہو گئے نیچے پانی میں گئے دائیں بائیں دیکھا تو سوراخ نظر آیا' کشتی کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی وہاں سے غوطہ لگا کے کشتی کے سوراخ سے نکلے اتنے میں نیوی کے آدمی پہنچے انہوں نے رسے ڈال ڈال کر اور ٹیوبیں پھینک کر نکال لیا۔ کشتی میں تین سو آدمی تھے جن میں سے ایک سو ساٹھ آدمیوں کو بچا لیا گیا۔ اور ایک سو چالیس شہید ہو گئے۔

وہ یمنی عبدالباری بچ گیا تھا میرے سامنے بیٹھا رو رہا تھا کہ میں کیوں بچ گیا میں کیوں بچ گیا۔ میرے ساتھی جنت میں پہنچ گئے میں پیچھے رہ گیا۔ پھر اس نے کرتا اترا سنبھال کر بیوی کو کہنے لگا جب میں مر جاؤں تو یہ کرتا میرے ساتھ رکھنا کہ میں گواہی دے سکوں کہ تیری راہ میں اس کرتے میں میں نے بھی چند غوطے کھائے تھے۔

یہ فخر تو حاصل ہے اچھے ہیں یا بُرے ہیں
دو چار قدم ہم بھی تیرے ساتھ چلے ہیں

اس وقت سارے یمنیوں کا بڑا بااثر طبقہ پہنچ گیا اور جب لاشیں نکالیں تو ایک نوجوان کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ ایک نوجوان کے ہاتھ دُعا میں اٹھے ہوئے تھے۔ ایک نے سینے پر قرآن رکھا ہوا تھا۔ چار نوجوان ان میں ایسے تھے جن کی عمریں بیس سال کے درمیان تھیں۔ بوڑھے ان ساری میتوں میں دس یا بارہ ہی تھے باقی سب بیس سے تیس

کے درمیان اور اکثر غیر شادی شدہ نوجوان۔ ایک نوجوان ان میں ایسا تھا جس کی منگنی ہوچکی تھی۔ واپسی پر نکاح اور رخصتی ہونی تھی۔ وہ تو سیدھا حوروں سے ہی جاملا۔

سارا ملک اکٹھا تھا۔ پر کوئی ان میں سوگوار نہیں تھا۔ سارے ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے کہ ہمارے بیٹے اللہ کی راہ میں قربان ہو گئے! ہمارے بیٹے اللہ نے قبول کر لئے۔ ہم تعزیت پر گئے مگر ان کے گھروں میں تو تعزیت کی فضا ہی کوئی نہیں تھی بلکہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بچوں کو لے لیا ان کو قبول کر لیا۔ جب اجتماع پر پہنچے تو میں نے پوچھا کہ کتنی جماعتوں کی توقع ہے تو امیر صاحب نے کہا پچاس جماعتوں کی توقع ہے یہ اجتماع سے پہلے کی بات تھی اجتماع سے پہلے یہ حادثہ ہوا۔ مجمع ایک دفعہ حادثہ کی جگہ جا کے دوبارہ پہنچا تو جنگل بیابان میں ساڑھے تین ہزار کا مجمع ہوا۔ الحمد للہ ۱۱۳ جماعتیں چلے اور تین چلے کی تیار ہوئیں۔ ۹۰ فیصد مجمع کی نقد تشکیل ہوئی۔ دس فیصد مجمع نے چھٹیوں میں نکلنے کا ارادہ کیا۔ جب میں نے یہ آیت پڑھی۔

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ○

”جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں نکلتا ہے پھر اسے موت آجاتی ہے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو جاتا ہے۔“

جب میں نے یہ آیت پڑھی تو سارے نوجوانوں کی چیخیں نکل گئیں اور سارا مجمع کھڑا ہو گیا اور کہا لکھو ہمارے نقد چلہ چار مہینے۔ ہمارے بیانوں سے وہ ترغیب نہ چلی جو چند لوگ اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اتنی بڑی تشکیل کرا گئے۔

فرانس میں جماعت کی حیرت انگیز کارگزاری

فرانس کے اندر ایک پاکستانی جماعت گئی۔ پیدل سفر تھا۔ ساتھی کافی تھکے ہوئے تھے۔ مشورہ ہوا کہ تھوڑی دیر آرام کرنا چاہئے۔ جماعت ایک پل کے نیچے بیٹھ گئی اور تعلیم شروع کر دی۔ ایک فرانسیسی عمر رسیدہ آیا اور جماعت کے پاس بیٹھ گیا' تھوڑا توقف کے بعد کہنے لگا کہ کیا آپ انبیاء ہیں؟ آپ کے چہروں پر جو نور مجھ کو نظر آرہا ہے یہ نور تو نبیوں کے چہروں پر ہوتا ہے۔ جماعت کے ساتھیوں نے عرض کیا ہم انبیاء و رسل نہیں ہیں ہم تو خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں۔ ہاں اتنی بات ضروری ہے کہ جو کام انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے وہ ہم بھی کرتے ہیں۔

اس پر وہ جماعت کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا اور یہ بھی جماعت کے ساتھ پیدل چل رہا تھا۔ جب ایک مقام پر ٹھہرے تو اس نے کہا میں بھی آپ کی طرح بننا چاہتا ہوں تو جماعت کے ساتھیوں نے اس کو غسل کروایا اور کلمہ پڑھوایا اور کہا کہ دو رکعت نفل پڑھو اب جماعت کے ساتھیوں نے نفلیں شروع کر دیں تو اس نے جماعت والوں کو دیکھ کر دو نفلیں پڑھیں اور بیٹھ گیا۔ کہنے لگا میں تھک گیا ہوں آرام کرنا چاہتا ہوں لیٹا تو اللہ نے اسے ہمیشہ کے لئے آرام کی نیند سلا دیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت کا مستحق بن گیا۔

امریکہ سے نو مسلم عورتوں کی رائے ونڈ آمد

امریکہ کی نو مسلم عورتوں نے نیا اسلام قبول کیا پھر وہ رائے ونڈ میں چلہ لگانے

کے لئے آئیں جیسے مرد چالیس دن کا چلہ لگاتے ہیں اس طرح باہر ملک سے عورتیں آتی ہیں۔

اسی طرح پاکستان سے جماعتیں بن کر باہر جارہی ہیں۔ میں خود اپنی بیوی کے ساتھ چار مہینے کے لئے دو دفعہ باہر جا چکا ہوں ایک دفعہ ہم نے چار مہینے سعودی عرب میں، قطر میں اور امارات میں لگائے ہیں۔ایک دفعہ ہم نے چار ماہ کینیڈا، امریکہ میں لگائے ہیں۔ ہمارے سفر میں ایک ایک شہر میں ساٹھ ساٹھ ستر ستر عورتیں، تین چار دن میں برقعے میں آجاتی تھیں، نوکریاں چھوڑ دیتی تھیں۔ برقعے میں آنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ پہلے برقعہ نہیں کرتی تھی اب برقعہ کرلیا ہے۔ برقعے میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کئی کئی ہزار ڈالر مہینے کی تنخواہ لیتی تھیں، دفتروں میں کام کرتی تھیں سب کچھ چھوڑ کر برقعہ پہن لیا۔

ان نومسلم امریکی عورتوں کا جہاز کراچی آیا' انہوں نے کہا ہم نے مردوں کو چیکنگ نہیں کروانی۔ پیچھے پاکستانی مسلمان عورتیں کھڑی تھیں اس آدمی نے ازراہ مذاق کہا کہ یہ پیچھے بھی تو مسلمان کھڑی ہیں۔ جن بے چاریوں کے لباس ہی مختصر ہوتے جارہے ہیں تو ان عورتوں نے کہا کہ ہمارے لئے یہ عورتیں نمونہ نہیں ہیں ہم نے ان کو دیکھ کر تو اسلام قبول نہیں کیا۔ ہمارے لئے نمونہ ہمارے نبی ﷺ کی عورتیں ہیں۔ ہم تمہیں شکل نہیں دکھائیں گی۔ ہمیں ادھر بھیج دو جہاں لڑکیاں بیٹھی ہیں تو انہوں نے اپنے نقاب اٹھائے اور وہ پاسپورٹ سے دیکھتیں تو یہ فوراً اپنے نقاب گرا لیتیں۔ یہ لڑکیاں حیران ہوکر کہنے لگیں ہم سے کیوں پردہ کررہی ہو؟ ہم تو تمہاری طرح عورتیں ہیں تو نومسلم نے کہا جو عورت بے پردہ ہو اسلام ہمیں اس سے بھی پردہ میں رہنے کا حکم دیتا ہے۔ ایسی حیاء آگئی۔ سبحان اللہ

کلبوں میں جانے والی امریکی لڑکی کی شادی

ایک عرب نوجوان جس کا نام فاضل تھا امریکہ میں رہائش پذیر تھا اس کے دل میں دین کے مٹنے کا احساس پیدا ہوا اور ختم نبوت کی ذمہ داری کا احساس ہوا چنانچہ اس نے رائے ونڈ میں چار مہینے لگائے جب وہ چار مہینے لگا کر آیا تو اس کا سارا وجود سنت کے مطابق ڈھل چکا تھا ایک دن وہ سڑک پر سواری کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا تو ایک لڑکی آئی اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ لڑکے نے کہا میں مسلمان ہوں اس نے کہا آپ کا لباس تو بہت باوقار ہے۔ اس طرح دوسرے مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ پھر اس نوجوان نے اس لڑکی کو پانچ منٹ اسلام کی دعوت دی وہ لڑکی وہیں کھڑے کھڑے مسلمان ہوگئی۔

اب آگے سنو! کچھ دن گزرے فاضل اور چند نوجوان اپنے ہوسٹل کے کمرے میں بیٹھے ہوئے مشورہ کر رہے تھے اچانک ایک لڑکی کا ٹیلیفون آیا۔ اس نے بڑے غصے سے کہا کہ مجھے فاضل سے بات کرنی ہے۔ فاضل نے ٹیلیفون کان سے لگایا وہ لڑکی کہنے لگی تو نے میری سہیلی کو برباد کر دیا وہ جو فلاں جگہ تم کو ملی تھی تم نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ اب اسے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ پہلے وہ میرے ساتھ کلبوں میں جاتی تھی اور فلاں فلاں جگہ جاتی تھی۔ اب وہ گھر سے باہر نہیں نکلتی یہ کون سی پابندیاں ہیں جو تم نے اس پر لگا دی ہیں؟ یہ تمہارا دین ہے؟ فاضل نے کہا اری اللہ کی بندی اگر بحث کرنی ہے تو میرے پاس وقت نہیں ہے۔ سمجھنا ہے تو آدھے گھنٹے کے بعد بات کرنا۔

اس نے آدھے گھنٹے کے بعد فون کیا۔ فاضل نے اس سے کچھ دیر دین کی بات کی تو وہ بھی مسلمان ہوگئی۔ کچھ عرصے کے بعد فاضل کی شادی کی بات چلی اس کے

دوست نے بتایا کہ ایک لڑکی ابھی حال ہی میں مسلمان ہوئی ہے اس سے بات کرتا ہوں۔ چنانچہ وہاں بات چیت ہوئی اور دونوں کی شادی ہوگئی۔ اب دونوں میاں بیوی میں تعارف ہوا۔ لڑکی سے پوچھا کہ آپ کیسے مسلمان ہوئیں اس نے ٹیلیفون والا قصہ سنایا فاضل نے کہا آپ جانتی ہیں کہ وہ کون تھا؟ لڑکی نے کہا نہیں فاضل نے کہا وہ آپ سے مخاطب ہے آپ کا خادم (میں ہی تھا)۔

نومسلم عورتیں چمٹ کر روتی رہیں

مولانا طارق جمیل صاحب نے فرمایا کہ ہم ۱۹۹۸ء میں کینیڈا کے شہر ٹورنٹو گئے جہاں تہذیب ننگی ہے۔ آٹھ دن ہم نے قیام کیا۔ ستر عورتوں نے برقع پہنا۔ برقع پہننے کا مطلب یہ نہیں کہ صرف پردہ کرلیا وہ نوکریاں کرتی تھیں کئی کئی ہزار ڈالر مہینے میں کماتی تھیں انہوں نے وہ نوکریاں چھوڑیں انہوں نے باہر جانا چھوڑا۔ پردہ کر کے گھر بیٹھ گئیں، کمائی آدھی ہوگئی لیکن شکایت نہیں کی اور کہا کہ آج کے بعد اللہ کا حکم نہیں ٹوٹے گا۔

میں شکاگو گیا تو عورتوں کی طرف سے پرچہ آیا کہ آج تک ہمیں کبھی کسی نے زندگی کی راہ نہیں بتلائی آپ کا ہم پر احسان ہے کہ آپ ہمیں راہ بتلا کے جا رہے ہیں آج کے بعد وہی ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول چاہتے ہیں وہ نہیں ہوگا جو ہم نے آج تک کیا ہے۔

لاس اینجلس سے ہم نکلنے لگے تو وہاں کی عورتیں ہماری عورتوں سے چمٹ گئیں اور رونا شروع کر دیا اللہ کے واسطے ہمیں چھوڑ کر نہ جاؤ ہمیں پکہ کر کے جاؤ ابھی ہمیں روشنی نظر آئی ہے اگر تم چلی گئیں تو ہم پھر دوبارہ اندھی ہو جائیں گی۔

امریکی ڈانسر لڑکی کا قبول اسلام

پچھلے سال ہم امریکہ گئے وہاں انڈیا کے کرنل امیر الدین جو ہمارے دوست ہیں بوڑھے ہیں جو حیدر آباد دکن کے نواب تھے ہمارے ساتھ تھے۔ پنیر میں کلب میں گشت کرنے گئے جو ایک عرب کا کلب تھا۔

وہاں عربی مسلمان شراب پی رہے تھے ایک لڑکی اسٹیج پر بالکل ننگی ناچ رہی ہے ساتھ ایک آدمی گانا بجا رہا ہے تو انہوں نے ان کو اکٹھا کر کے دعوت دینی شروع کی تو وہ لڑکی بھی وہاں کھڑی ہو کے سننے لگی وہ تو سارے نشے میں تھے ان کو کیا سمجھ میں آرہا تھا بات ختم ہوئی تو پیچھے سے بولی جو بات آپ نے ان کو سمجھائی ہے وہ میں سمجھ گئی آپ مجھ سے جو چاہتے ہیں وہ میں کرنے کے لئے تیار ہوں انہوں نے یوں پیچھے دیکھا منہ سامنے رکھا۔

کہا بیٹی بہت آسان کام ہے کلمہ پڑھ لے اسلام میں آجا اس نے اسی حال میں کلمہ پڑھ لیا کہا یہ میرا خاوند ہے اس کو بھی پڑھاؤ۔ اس کو بھی پڑھایا ایک ہفتہ رہے اور کہا بیٹی یہ ہمارا پتہ ہے یہاں تم نے یہ یہ کام کرنے ہیں یہ کرنا یہ نہیں کرنا۔ اگر کوئی مشکل پیش آئے تو ہمیں فون کر کے پوچھ لینا۔

دو ڈھائی مہینے گزرے فون آیا کہتی ہے کرنل آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ پہچان گئے۔ کہنے لگے بیٹی معلوم ہوتا ہے کہ تو وہ ڈانسر ہے جسے میں ڈرنگ ور میں ملا تھا 'کہا میں وہی ہوں' ایک بہت بڑا مسئلہ ہو گیا ہے' کہا کیا ہوا' کہا غضب ہو گیا۔ بیٹی بتاؤ تو سہی کیا ہوا۔

کہا بات یہ ہے کہ آپ نے مجھے دیکھا تھا میں کیا کرتی تھی۔ میں پانچ سو ڈالر یومیہ لیتی تھی۔ ہم دونوں میاں بیوی پانچ سو ڈالر ایک رات کے لیتے تھے۔ جب آپ

نے ہمیں طریقہ بتایا تو میں نے پھر خاوند سے کہا اب تو کما میں گھر میں بیٹھوں گی میرے لئے تو اللہ پاک نے پردے کا حکم دیا ہے اور میرا خاوند کچھ کام نہیں جانتا تھا اب مزدوری کرتا ہے۔

اس کو چالیس ڈالر روز کے ملتے ہیں پانچ سو میں سے چالیس میں آنا کوئی معمولی بات نہیں۔ ہم نے گھر بیچا گاڑیاں بیچیں ایک چھوٹا سا اپارٹمنٹ لیا اس میں رہتے ہیں آپ نے کہا تھا اپنے عزیزوں کو جا کے دعوت دینا ہے تو ہم دونوں میاں بیوی جب وہ کام سے فارغ ہو کے آتا ہے کھانا کھا کے دونوں نکل جاتے ہیں اور اپنے عزیزوں کو جا کے اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔

آج جب ہم دونوں میاں بیوی جا رہے تھے تو ہمارے پاس گاڑی تو ہے نہیں ہم بس میں تھے بس چلتے چلتے جھٹکا لگا تو میرا کرتے کا بازو جھٹکے سے نیچے ہو گیا اور میری ایک چوتھائی کلائی ننگی ہو گئی کیا اس سے میں دوزخ میں تو نہیں چلی جاؤں گی یہ کہہ کر رونے لگی بلبلا کر روئی۔

جو آج سے دو مہینے پہلے ننگی اسٹیج پر ناچ رہی تھی دو مہینے بعد کہہ رہی ہے کہ میں اس کلائی کے چوتھائی حصے کے ننگا ہونے پر جہنم میں تو نہیں چلی جاؤں گی۔ اس کے رونے نے ان کو بھی رلا دیا۔ یہ بھی رونے لگ گئے کہا بیٹا اللہ ایسا ہے اس کا قانون سخت نہیں ہے وہ مہربان ہے، رحیم ہے، کریم ہے غلطی سے آپ سے ہو گیا ہے۔ اللہ معاف فرمانے والے ہیں۔

اس لئے ہم مردوں کو بھی کہتے ہیں عورتوں کو بھی کہتے ہیں کہ جماعتوں میں نکل کر یہ صفات سیکھیں جو مختصر میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں جن کو اپنائے بغیر نہ مرد مرد بن سکتا ہے نہ عورت عورت بن سکتی ہے یعنی نہ اللہ کے راضی کرنے والے مرد نہ اللہ کے راضی کرنے والی عورتیں وجود میں آ سکتی ہیں۔

لوگوں کو سامنے رکھ کر زندگی نہ گزاریں ہماری عورتوں کے لئے نمونہ آج کی عورتیں نہیں ہیں ہماری عورتوں کے لئے تو نمونہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آج کی عورت ہماری عورتوں کے لئے نمونہ نہیں ہے۔

ہالینڈ کی عیسائی لڑکی کا قبول اسلام

ایک تبلیغی جماعت ہالینڈ گئی وہاں ایک لاہور کا آدمی تھا وہ تبلیغ والوں کے پاس آیا اس نے کہا کہ میری بیوی عیسائی ہے اس کو مسلمان کر دو وہ شخص اپنی بیوی کو مسجد میں لے کر آیا وہ تبلیغ والوں کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئی اور کہا مجھے اب کوئی دعوت دینے کی ضرورت نہیں۔

اس لڑکی نے کہا میرا شوہر مجھے کہتا تھا تو مسلمان ہو جا! میں کہتی تھی کہ مجھ میں اور تجھ میں کوئی فرق نہیں، تو جو کرتا ہے میں بھی وہی کرتی ہوں، تو مسلمان ہے اور میں کرسچن لیکن ہم دونوں کے طور طریقے ایک جیسے ہیں لہٰذا ہم دونوں برابر ہیں لیکن آج میں آپ تبلیغ والوں سے مل کر بہت متاثر ہوئی ہوں اب مجھے اسلام سمجھ میں آیا ہے اور یوں وہ مسلمان ہوگئی۔

کلمہ پڑھتے ہی دل میں خالی جگہ بھر گئی

ایک تبلیغی ساتھی نے یہ واقعہ بتایا کہ ہم یورپ کے تبلیغی سفر میں پیدل جماعت میں تھے دو نوجوان آئے، ان کے ساتھ چار لڑکیاں بھی تھیں۔ ہمارے ساتھ ایک ڈاکٹر صاحب تھے انہوں نے ان کو دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے اور ان کے نام تبدیل کرنے لگے ایک نوجوان کا نام ابراہیم رکھا جب اس کو کلمہ پڑھایا تو اس نے دل پر ہاتھ

رکھ کر کہا ہائے! تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کیا ہوا؟

کہنے لگا جب سے ہوش سنبھالا ہے یہ جگہ کچھ خالی خالی سی لگتی تھی اور جو آپ نے کلمہ پڑھایا ہے اس سے یہ جگہ ایک دم بھر گئی ہے اور بے ساختہ منہ سے ہائے نکلی ہے' شکر ہے کہ یہ جگہ جسے نہ عورت بھر سکی نہ شراب' نہ موسیقی مگر آج اس بول (لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه) نے اس جگہ کو اندر سے بھر دیا۔

امریکن عیسائی الیکٹریشن کا سفر ہدایت

امریکہ میں ایک الیکٹریشن مسجد میں کام کر رہا تھا جو عیسائی تھا اس مسجد میں جماعت کے ساتھیوں کی تشکیل ہوئی وہ وہاں پہنچے لوگوں کو دین کی دعوت دی وہ الیکٹریشن بھی دیکھتا رہا اس کو یہ لوگ اچھے لگے بیان کے بعد کھانے کا وقت ہوا جماعت کے ساتھی کھانا کھانے لگے وہ پھر دیکھتا رہا ایک ساتھی نے ایک گلاس میں پانی پیا پھر اسی گلاس میں دوسرے ساتھی نے پانی پیا وہ سب ایک ہی پلیٹ میں مل کر کھانا کھا رہے تھے اور ایک دوسرے کا اکرام کر رہے تھے۔

وہ الیکٹریشن ان تبلیغی ساتھیوں کی محبت اور مل بیٹھ کر کھانے کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا' بعد میں اس نے ان تبلیغی ساتھیوں سے اپنے دل کی بات کہہ دی کہ میں آپ کے اس طرح مل بیٹھ کر کھانے کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا ہوں اور کہنے لگا کہ اب تک میری بیوی جو میرے ساتھ کافی عرصے سے رہ رہی ہے اس نے میرے منہ کا جھوٹا نہیں پیا۔ آپ لوگ ایک دوسرے کے رشتہ دار نہیں ہیں بلکہ صرف دینی تعلق ہے پھر بھی اتنی محبت اگر اسلام یہی تعلیم دیتا ہے تو میں بھی مسلمان ہوتا ہوں اور یہ کہہ کر اس نے جماعت کے ساتھیوں کے سامنے کلمہ پڑھ لیا۔

عیسائی پادری کا قبول اسلام

تبلیغی مرکز میں ایک عالم نے یہ واقعہ بتایا کہ ہمارا ایک دوست ہے جو امریکہ میں پڑھتا تھا اب تو پڑھ چکا ہے اور دبئی میں رہتا ہے وہ دبئی سے امریکہ جا رہا تھا تو پیرس میں جہاز اترا وہاں سے ایک پادری چڑھا' دونوں ایک سیٹ پر ہو گئے راستے میں تعارف ہوا تو اس لڑکے نے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ کہا میں پادری ہوں امریکہ سے افریقہ گیا تھا' فلاں ملک میں فلاں بستی میں۔

پوچھا: کس لئے گئے تھے؟

کہا: اپنے مذہب کا پرچار کرنے

پوچھا: کیا نتیجہ نکلا؟

کہا: چار سال رہا سب لوگ عیسائی ہو گئے

پوچھا: چار سال میں گھر گئے؟

کہا: نہیں چار سال میں گھر نہیں گیا

اس نوجوان نے سلمان اس کا نام ہے نیویارک جاتے جاتے اس پادری کو دین کی دعوت دی۔

چلتے چلتے آخر میں اس نے کہا: اچھا آخری فیصلہ یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ میں حق پر ہوں اور آپ کہتے ہیں میں حق پر ہوں آپ آج سے یہ دُعا مانگنا شروع کریں کہ اے اللہ! مجھ پر حق واضح کر دے یہ دُعا مانگنا شروع کرو اور یہ میرا پتہ ہے جب کوئی بات سمجھ میں آئے تو اس پتے پر خط لکھ دینا۔ سال کے بعد اس پادری کا خط آیا۔

اس نے لکھا کہ تیری بتائی ہوئی دُعا روزانہ مانگتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے مجھ پر حق کھول دیا میں مسلمان ہو چکا ہوں اور اب دوبارہ افریقہ کی اس بستی میں جاؤں گا

اور دوبارہ سب کو مسلمان بناؤں گا جن کو میں عیسائی بنا چکا ہوں۔

ایک امریکن پیشہ ور قاتل مسلمان ہو گیا

رائے ونڈ میں ایک امریکن جو داعی بننے کے بعد پاکستان آ کر رائے ونڈ مرکز سے وابستہ ہو گیا تھا اور وہاں پر تعلیم کی ذمے داری سنبھال لی تھی اس وقت وہی تعلیم کر رہا تھا تعلیم کے بعد اس نے ایک واقعہ سنایا کہ امریکہ میں ایک یہودی کمپنی نے ایک آئٹم نکالی وہ امریکہ میں بہت چل رہی تھی اور وہ شخص واحد امریکہ میں وہ آئٹم بنا رہا تھا۔ وہیں کے ایک مسلمان تبلیغی شخص کی کمپنی نے بھی وہ پروڈکٹ بنائی اور اس یہودی کمپنی سے کم ریٹ رکھے' اب مسلمان کمپنی کی پروڈکٹس کی ڈیمانڈ بڑھ گئی اور یہودی کمپنی کی پروڈکٹس کی فروخت کم ہو گئی۔

ایک دن یہودی کمپنی کا مالک مسلم کمپنی کے تبلیغی مالک کے پاس آیا اور اس سے بات کی کہ تمہارے ریٹ کم کرنے کی وجہ سے مجھے نقصان ہو رہا ہے ہم دونوں مل کر ریٹ نکالتے ہیں تاکہ دونوں کمائیں۔ مسلم کمپنی کے تبلیغی مالک نے کہا کہ میں مسلمان ہوں ہماری شریعت میں جائز نہیں کہ زیادہ منافع لیا جائے اس لئے میں جائز اور کم منافع لوں گا۔

اس پر یہودی برہم ہو گیا اس نے مسلمان کمپنی کے مالک کو قتل کرنے کی ٹھان لی اور ایک پیشہ ور قاتل کو اس مسلمان کے قتل کرنے کی ذمہ داری دی اور مسلمان کا حلیہ اور رہائش بتا دی وہ پیشہ ور قاتل اس مسلمان کے گھر پہنچا دروازے پر دستک دی۔ دروازہ تبلیغی کمپنی کے مالک نے خود کھولا۔ قاتل اس تبلیغی شخص کو گھر کے اندر گھسیٹتے ہوئے لے گیا۔ مسلمان نے پوچھا: مجھے کیوں مار رہے ہو؟ اس پیشہ ور قاتل نے بتایا کہ مجھے فلاں یہودی نے بھیجا ہے تمہیں قتل کرنے کے لئے تیری وجہ سے اسے نقصان ہو رہا ہے

اب میں تمہیں قتل کر کے ہی جاؤں گا۔

تو اس تبلیغی شخص نے اس قاتل کی بات اطمینان سے سنی اور اللہ کے سامنے گردن جھکا دی اور اس پیشہ ور قاتل کو کہا کہ اگر تمہیں مجھے مارنا ہی ہے تو مجھے تھوڑا وقت دے دو تا کہ میں اپنی عبادت کرلوں۔ اس قاتل نے تبلیغی شخص کو اجازت دے دی پھر یہ شخص نہایت اطمینان سے وضو کرنے لگا اپنا منہ ہاتھ اور پیر دھوئے مصلیٰ بچھایا اور اطمینان سے اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہوا پھر رکوع اور سجدہ کیا سلام پھیرا پھر دُعا مانگی۔

اس مسلمان کے عمل کا اس قاتل پر گہرا اثر پڑا اس نے کہا یہ تم نے کیسی عبادت کی تیرے عمل میں بڑی طمانیت تھی بڑا سکون تھا میں اب تک جتنے لوگوں کو قتل کرنے گیا ہوں وہ خوفزدہ ہوتے ہیں کوئی مجھ پر حملہ کرتا ہے کوئی مجھ سے بھاگتا ہے کوئی پولیس کو فون کرنے کی کوشش کرتا ہے تیرے اس اطمینان اور عبادت نے مجھ کو بہت متاثر کیا ہے تیرا مذہب کیا ہے مجھے دعوت دے میں تیرا مذہب قبول کرنا چاہتا ہوں۔

وہ مسلم کمپنی کا مالک اس قاتل کی بات سن کر بہت خوش ہوا اور اس کو لے کر نیو یارک کے تبلیغی مرکز آ پہنچا اور پھر قاتل کچھ دن نیو یارک میں وقت لگا کر پاکستان کے تبلیغی مرکز رائے ونڈ پہنچا (اس شخص نے جو رائے ونڈ میں تعلیم کر رہا تھا بتایا کہ) میں آپ کو بتاؤں وہ پیشہ ور قاتل کون تھا؟ وہ میں تھا اور اس وقت جب میں قتل کے لئے نکلا تھا تو جو میں نے شرٹ پہنی تھی اس وقت بھی میں نے وہی شرٹ پہن رکھی ہے۔

نوجوان کے تقویٰ پر برٹش لڑکی مسلمان ہوگئی

ایک نوجوان جو کہ نیا نیا تبلیغی جماعت میں لگا تھا اس کے والدین چاہتے تھے

کہ یہ ڈاکٹر بنے اس لئے انہوں نے اسے انگلینڈ جانے کے لئے کہا اس نے والدین کو منع کیا کہ میں انگلینڈ نہیں جاؤں گا والدین نے جب مجبور کیا تو یہ تبلیغی حضرات کے پاس حاضر ہوا ان سے مشورہ کیا انہوں نے اسے جانے کا کہہ دیا اور چند ہدایات دیں۔

اس نوجوان نے وہاں پہنچ کر نیت کی کہ میں بدنظری سے بچنے کے لئے نیچے دیکھوں گا۔ اب یہ نوجوان انگلینڈ یونیورسٹی میں اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ دعوت وتبلیغ کا کام بھی کرتا اور ہر وقت گردن نیچے رکھتا اس کی دعوت سے کئی نوجوان صحیح راستے پر آنے لگے۔

یونیورسٹی میں ایک شرارتی گروپ بھی تھا اس گروپ میں چند لڑکے اور لڑکیاں بھی شامل تھیں۔ انہوں نے مشورہ کر کے ایک لڑکی کو اس تبلیغی نوجوان کے کمرے میں بھیجا اور خود کمرے کے باہر کھڑے ہو گئے۔ جب یہ لڑکی اس لڑکے کے کمرے میں گئی تو دیکھا کہ یہ نوجوان ایک کونے میں سر جھکا کر رو رہا ہے' اس لڑکی کے ذہن میں جو منصوبہ تھا وہ تو سرد پڑ گیا وہ سوچنے لگی کہ پتہ نہیں یہ کیوں رو رہا ہے شاید اس کی طبیعت خراب ہے' وہ اس نوجوان کے پاس گئی اس نے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟

تو نوجوان نے کہا: میں اپنے اللہ سے دُعا مانگ رہا ہوں کہ تم سب جہنم سے بچ جاؤ ہدایت پا کر جنت میں چلے جاؤ۔ اس لڑکی کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی تھوڑی دیر بعد اس لڑکے کا ملازم اندر داخل ہوا تو اس لڑکی نے ملازم سے پوچھا یہ کیوں رو رہا ہے؟ کیا اس کی طبیعت خراب ہے؟ میری سمجھ میں نہیں آ رہا مجھے بتاؤ اسے سمجھاؤ یہ کیوں رو رہا ہے؟ اس ملازم نے اس لڑکی کو بتایا کہ یہ تو روز رات کو بھی روتا ہے اور دعائیں مانگتا ہے کہ آپ سب لوگوں کو ہدایت مل جائے پھر اس لڑکی نے نوجوان سے اسلام کے بارے میں پوچھا اور بہت متاثر ہوئی اور اسلام قبول کر لیا اور اس یونیورسٹی میں کئی لڑکے اور لڑکیاں ان دونوں کی دعوت سے مسلمان ہوئے۔

اللہ کے راستے کا نور ہدایت

ایک تبلیغی جماعت افریقہ کے سفر کے دوران کانگو گئی جماعت والے وہاں ایک علاقے میں سفر کر رہے تھے اُوپر پہاڑی سے ایک عورت اور دو مرد اُترے جماعت والوں کو انہوں نے روکا اور کہا ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں جماعت والوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ مسلمان کیوں ہونا چاہتے ہیں؟

انہوں نے بتایا کہ ہم پادری ہیں ہم اپنے عبادت خانے میں بیٹھے بائبل پڑھ رہے تھے کہ ہمیں دور سے پہاڑ کے پاس ایک عجیب نور نظر آیا ہم اس نور کو دیکھنے کے لئے قریب آئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ جہاں سے گزر رہے ہیں وہاں نور کی کرنیں موجود ہیں آپ لوگوں کے جسموں سے ہمیں ایک نور نکلتا ہوا نظر آ رہا ہے ہمیں پتہ ہے کہ آپ لوگ مسلمان ہیں آپ لوگ حق پر ہیں اس لئے ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔

فلپائن میں تبلیغی کام کے اثرات

فلپائن میں اجتماع ہوا' ایک لاکھ آدمی تھے' ڈھائی گھنٹے بارش ہوئی لیکن مجمع جمع رہا۔ فلپائن کی عورتوں میں بیان ہوا تو عورتوں نے کہا ہمارے برقعے لے آؤ اور پھر انہوں نے اپنے بچوں کو پاکستان بھیجا دین سیکھنے کے لئے' چھوٹے چھوٹے بچے رائیونڈ پہنچے' انہوں نے کہا ہم کو واپس مت بھیجنا ہماری ماؤں نے اپنے زیور بیچ کر ان کو یہاں دین سیکھنے کے لئے بھیجا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں

تصویر کی شہادت

بیرون ملک ایک جماعت گئی اس علاقے میں کوئی مسجد نہیں تھی جس کی وجہ سے جماعت اکثر گرجا گھروں میں پھرتی رہی جہاں مسافر ٹھہرتے ہیں' وہاں کے پادری کے بیان کا وقت ہوا تو اس نے اپنے بیان میں آپ ﷺ کی شان میں برائیاں بیان کرنا شروع کر دیں اور آپ ﷺ کے بارے میں بہت سی غلط باتیں کیں جماعت کے ساتھی بھی وہاں موجود تھے۔

ایک ساتھی یہ باتیں برداشت نہ کر سکا وہاں عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر لٹکی ہوئی تھی جس میں آپ علیہ السلام کے دونوں ہاتھ پیچھے تھے اور گلے میں رسی تھی اس کی طرف غصے سے انگلی کا اشارہ کیا اور قرآنی آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ تھا: اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ نے ان لوگوں سے کہا ہے کہ میں (نعوذ باللہ) خدا کا بیٹا ہوں۔

اس آیت کو دوسری اور پھر تیسری مرتبہ پڑھ کر اشارہ کیا تیسری بار اس تصویر کے مجسمے میں جس میں عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پیچھے تھے عیسیٰ علیہ السلام نے ہاتھوں سے اشارہ کر کے بتایا نہیں' آپ کے منہ سے اس وقت یہ آواز نکلی "لا لا" نہیں نہیں' جب اس منظر کو پادری نے اور وہاں موجود مجمع نے جو گرجا گھر میں تھا دیکھا تو سب اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

غیبی آواز سن کر مسلمان ہو گیا

ساؤتھ افریقہ کے ایک نومسلم سے پوچھا گیا کہ بھئی بتاؤ کیسے مسلمان ہوئے؟

اس نے بتایا کہ میں ساؤتھ افریقہ کے جنرل پوسٹ آفس میں آفیسر تھا۔

میں ایک روز آفس جا رہا تھا ایک جگہ سے گزرا تو میرے کان میں ایک آواز آئی ''ساری کی ساری کامیابی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔'' میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کون بول رہا ہے تو کہیں کوئی نظر نہ آیا' پھر میں چلا مجھے پھر آواز آئی ''سارے کے سارے خزانے اللہ ربّ العزت کے ہاتھ میں ہیں۔'' پھر میں نے ادھر اُدھر دیکھا مگر مجھے بولنے والا نظر نہ آیا۔

پھر مجھے آواز آئی ''ساری چیزوں اور حالات کے مالک اللہ ربّ العزت ہیں۔''' اب وہ چلتے چلتے اپنے آفس پہنچا اور کام کے دوران بھی ان الفاظ کی تاثیر کو سوچتا رہا اور کام سے فارغ ہونے کے بعد گھر پہنچ کر میں نے اپنی بیوی کو آج کا واقعہ بتایا بیوی نے کہا یہ تو اسلام کی دعوت ہے اللہ ہمیں اسلام کی دعوت دے رہا ہے۔

پھر میں نے اپنے ایک مسلمان دوست کو یہ واقعہ بتایا وہ دوست ہمیں جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن کے تبلیغی مرکز میں لے گیا وہاں کے مرکز والوں نے ہمیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور اس طرح میں نے اور میری بیوی نے اسلام قبول کر لیا میں کچھ وقت افریقہ میں تبلیغ میں لگا کر پاکستان کے تبلیغی مرکز رائے ونڈ پہنچا اور اسلام کا داعی بن گیا۔

آسٹریلیا کے نومسلم کی رائے ونڈ اجتماع میں درد بھری بات

آسٹریلیا کے ایک صاحب رائے ونڈ اجتماع میں شریک ہوئے وہاں کے

لوگوں نے ان کو اپنے اسلام کے بارے میں تاثرات بیان کرنے کو کہا تو انہوں نے بات شروع کی اور پورے مسلمانوں کو خطاب کرتے وقت: "یَا اَیُّھَا الظَّالِمُوْنَ" کہہ کر شروع کیا' مسلمانوں نے ان سے کہا ہم نے آپ کو محبت سے بلایا اسلام کی دعوت دی پھر ہمیں ظالم کہتے ہو۔

اس نے کہا:

"بے شک آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی مگر آپ اپنے ظلم پر غور کیجئے میرے باپ مجھ سے زیادہ شریف تھے اور اسلام کو پسند کرتے تھے اور بہت زیادہ قابل تھے کہ اسلام قبول کریں مگر آپ نے اسلام کا تعارف ان سے نہیں کرایا وہ بے چارے محروم اس دنیا سے چلے گئے میرے وہ شریف اور محسن والدین جنہوں نے مجھے پالا پوسا اور کس کس طرح میری پرورش کی آج دوزخ میں جل رہے ہوں گے کیا آپ نے ٹھنڈے کلیجے سے سوچا کہ ان کو کس قدر تکلیف ہو گی صرف تمہاری کاہلی کی وجہ سے اور تمہاری اپنی ذمے داری کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے۔"

افریقہ کے جنگلوں میں تبلیغ کا کام شروع

افریقہ کے جنگلوں میں ۱۴۰۰ سال سے کوئی نہیں پہنچا دعوت وہ واحد سنت ہے جس کی برکت سے افریقہ کے صحراء اور جنگل کے رہنے والے ہزاروں لوگ ۱۴۰۰ سال کے بعد اسلام لائے ہیں ان کو پتہ ہی نہیں تھا کہ لباس کا پہننا بھی کوئی چیز ہے' نماز اور حج بھی کوئی عمل ہے۔

پاکستان سے جماعتیں گئیں مالی' مالی میں ہزاروں لوگ تبلیغ کی محنت میں لگے

اور رائیونڈ آ کر انہوں نے اس محنت کو سیکھا بعد میں مالی والوں نے جماعت بھیجی کانگو کے جنگلوں میں جہاں بونے رہتے ہیں چھوٹے چھوٹے قد کے انسان۔

جو کہ بغیر کپڑوں کے زندگی گزارتے ہیں جنگل میں جانوروں کا شکار کر کے زندگی بسر کرتے ہیں ایک سال پہلے مالی سے کانگو جماعت گئی ان بونوں کا قد تین فٹ ہے لمبے سے لمبا آدمی ساڑھے تین فٹ ہے اور طاقتور اتنے ہیں کہ ایک ایک آدمی کی چھ چھ بیویاں ہیں۔

وہاں بیان ہوا عربی میں پھر عربی سے ترجمہ ہوا فرانسیسی میں پھر فرانسیسی سے ترجمہ ہوا مالی میں، مالی کی زبان سے ترجمہ ہوا جنگلی زبان میں، چار واسطوں سے ان کو بات پہنچی پہلے ہی بیان میں ہزاروں آدمی اللہ کے راستے میں نکلے اتنے لوگ وہاں پیاسے تھے۔

جو آدمی اس جماعت میں نکلا ہوا تھا اس کا نام حسن تھا وہ مجھے حج میں ملا وہ مالی میں رہتا ہے بڑا عالم ہے کہنے لگا کہ میں جدہ گیا تو وہاں کے علماء ملنے کے لئے آئے وہ کہنے لگے ہمیں تبلیغ پر بڑے اعتراضات ہیں حسن نے کہا پہلے یہ کارگزاری سن لو پھر اعتراضات کرنا۔

جب ان کو کارگزاری سنائی کہ کانگو میں جو مالی کی جماعت گئی اس کی محنت کی برکت سے تین ہزار آدمی مسلمان ہوئے اور انہوں نے کپڑے بھی پہن لئے ہیں جب ان کو پہلی مرتبہ کپڑے پہنائے تو وہ پریشان ہو گئے کہ یہ تم نے کیا پہنا دیا ہے پچھلے سال ان بونوں میں سے ایک آدمی حج پہ آیا تو شیخ حسن نے اس کا خوب اکرام کیا۔

مالی کے صحرا میں انقلاب آ گیا

مالی میں پاکستان کی جماعت چلی صحراء میں' لوگوں نے کہا ادھر مت جاؤ تمہیں قتل کر دیں گے یہاں سے تو آج تک کوئی زندہ نہیں گزر سکا وہ ساتھی کہنے لگے اللہ کے دین کیلئے جان قربان ہو جائے تو اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہے۔

صحراء میں چلے وہاں کے لوگوں کو دعوت دی مشقت بھی ہوئی خیر وہ مانوس ہوئے۔ پھر دوسری جماعت موریطانیہ سے مالی گئی کہ وہاں صحراء میں ہمارا بس نہیں چلتا تم قریب کے لوگ ہو تم وہاں محنت کرو لہٰذا موریطانیہ سے مالی جماعت گئی۔

موریطانیہ کے صحراء کے رہنے والے تبلیغی احباب کی جماعتیں مالی کے صحراء میں گئیں وہاں دین کی محنت کی جماعتیں آتی رہیں ایک سال کے اندر اندر سترہ ہزار آدمیوں کا اللہ کے راستے میں وقت لگ گیا ایک سال کے اندر وہ سب تبلیغ میں آ گئے۔

مالی کے صدر نے موریطانیہ کے صدر کا شکریہ ادا کیا کہ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے ہمارے صحراء اور جنگل کے وحشی لوگوں کو سیدھا کر دیا۔ موریطانیہ کے صدر کو پتہ بھی نہیں تھا اس نے کہا کہ ہم نے کب وہاں جماعتیں بھیجیں اس نے کہا کون سی جماعتیں؟ مالی کے صدر نے کہا وہ جو پگڑیاں باندھتے ہیں بستر اُٹھاتے ہیں۔ موریطانیہ کے صدر نے کہا اچھا وہ تبلیغ والے جماعت الدعوی۔ اس طرح صحراؤں میں اللہ نے اس کام کو پہنچایا۔

آج ہم کہتے ہیں اتنی محنت ہو رہی ہے کچھ نظر نہیں آ رہا۔ ارے میرے بھائیو! درخت کے کٹنے کا شور ہوتا ہے بڑھنے کا شور نہیں ہوتا' عمارت کے گرنے کا تو شور ہوتا ہے عمارت کے بننے کا شور نہیں ہوتا۔

ایک امریکی نوجوان کا ایمان افروز واقعہ

میں ۱۹۹۸ء میں امریکہ گیا تو ایک نوجوان وہاں ایم بی اے کر رہا تھا اور تجارت بھی کر رہا تھا۔ سارا خاندان وہاں آباد ہے دس دن میرے ساتھ لگائے اور مجھ سے کہنے لگا کہ میرا جی چاہتا ہے میں علم حاصل کروں۔ میں نے کہا پہلے چار مہینے لگا لو پھر دیکھ لیں گے۔ دس دن میں جذبہ بنا ہے پھر ختم ہو جائے گا۔ جب ہم نیو یارک پہنچے واپس آنے کے لئے تو وہ مجھ سے پہلے پاسپورٹ اور ٹکٹ لے کر پہنچا ہوا تھا۔

ہم ایک ہی جہاز میں رائیونڈ اکٹھے آئے اس نے چار مہینے لگائے اب چوتھا سال ہے میرے پاس پڑھ رہا ہے اور وہ اپنی جماعت کا سب سے قابل بچہ ہے' عربی ایسے بولتا ہے جیسے عرب بولتے ہیں' فی البدیہہ خطبہ دیتا ہے عربی میں' آپ دنگ ہو جائیں حیران ہو جائیں۔

اگر ہم امریکہ نہ جاتے تو یہ ہیرا تو ضائع ہو جاتا اور ہے بھی سیّد۔ یہ پڑا تھا وہاں ڈالر کمانے کے لئے مر کے ضائع ہو جاتا۔ ہمارا ایک سفر ہوا ہمیں وہاں سے اللہ نے ہیرا دیا۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے لوگ آپ کو ملیں گے۔

گناہوں کے سمندر سے رحمت کے سمندر تک

ایک سوڈانی نوجوان مجھے رائے ونڈ میں ملا میں نے کہا: کیسے ہدایت پہ آیا؟

کہا: پاکستان سے ایک جماعت آئی ہوئی تھی دو آدمی ساحل کے ساتھ ساتھ کسی کو ڈھونڈنے کے لئے نکلے ہوئے تھے' میں وہاں ننگ دھڑنگ لیٹا ہوا تھا وہاں کچھ اوباش

نوجوان امریکن تھے انہوں نے ان کا مذاق اُڑایا' شور ہوا تو میں نے اُٹھ کر دیکھا۔

اوئے! یہ تو مسلمان ہیں میں ویسے ہی ننگ دھڑنگ ان کے پیچھے پہنچا میں نے کہا السلام علیکم' میں مسلمان ہوں میری غیرت کو جوش آیا کہ آپ کی بے عزتی کی گئی ہے آپ کہاں ٹھہرے ہیں؟ میں آپ کے پاس آؤں گا انہوں نے کہا: فلاں جگہ ایک مسجد ہے ہم وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

گھر گیا کپڑے بدلے سیدھا ان کے پاس پہنچا پہلی مجلس میں ایسی توبہ کی کہ پوری زندگی بدل گئی۔

انگلینڈ میں ایک سیّد ہاشمی کی سچی توبہ

مانچسٹر میں ایک آدمی سے ملے جو سیّد ہاشمی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھا' ان کا بیٹا بھی عیسائی دو بیٹیاں بھی عیسائی بیوی بھی عیسائی' سارا شجرہ نسب گھر میں لٹکا ہوا تھا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا درمیان میں نسب نامہ آتا تھا میں نے ان کے بیٹے سے پوچھا تم مسلمان ہو؟

کہا: نہیں میں کیتھولک ہوں۔ میں نے کہا: کیوں تیرا باپ تو مسلمان ہے؟

کہا: میری ماں کیتھولک ہے میں بھی کیتھولک ہوں۔

یہ اس کا حال تھا ہم ملنے گئے تو اس نے ایسی چڑھائی کی کہ اچھا پاکستان میں اسلام پھیل گیا کہ انگلستان میں تبلیغ کرنے آ گئے وہاں رشوت ہے زنا ہے یہ ہے وہ ہے' جاؤ وہیں تبلیغ کرو ہمارا وقت ضائع نہ کرو اگر تمہارے پاس پیسے زیادہ ہیں تو ہمیں دے دو یہاں بھی اب بے روزگاری بڑھ رہی ہے ہم یہاں لوگوں میں تقسیم کر دیں گے۔

اتنی بے عزتی کی کہ ربّ کا نام! اتنے میں اس کی بیوی آ گئی اس نے ہیلو ہیلو کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو ہم نے سلام نہیں کیا۔

ہم نے کہا: بھئی ہم تو غیر عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تو وہ اتنا غصے میں آیا کہ تم نے میری بیوی کی توہین کر دی' ہمارے سامنے ہی کھڑے ہو کر اس کے گلے لگ کر چومنے لگا' تم بڑے جاہل لوگ ہو آپ کو آداب کا ہی پتہ نہیں۔ میں نے کہا: ہم ایسے جاہل ہی رہیں اللہ کرے۔

یہ میں اس سے پہلی ملاقات بتا رہا ہوں دو دن کے بعد میں نے اسے فون کیا میں نے کہا حضرت! آپ ہمارا کھانا کھانا پسند فرمائیں گے صرف آپ کو کھانے کے لئے بلانا ہے۔ پندرہ منٹ میں نے اس کی منت کی کہ آپ کھانا آ کر کھا جائیں' آخر وہ تیار ہو گیا کہ اچھا ٹھیک ہے لیکن مجھے لے کر جاؤ۔

ہم گئے اس کو لے کر آئے میرے خیال میں کوئی پندرہ بیس لاکھ کا اس نے زیور پہنا ہوا ہوگا' سونے کا جواہرات کا اور ہیروں کا اور پتہ نہیں کیا کیا یہ کم سے کم میں بتا رہا ہوں ممکن ہے اس سے زیادہ کا ہو ہم نے اسے مسجد میں بٹھایا۔

اس نے بیان سنا جب ہم اسے چھوڑنے کے لئے گئے تو کہنے لگا کہ ستائیس سال کے بعد پہلی دفعہ مسجد میں آیا ہوں' ستائیس سال کے بعد۔ ایک عید کیا جمعہ کیا نماز کیا میں تو یہاں آنا ہی بھول گیا تھا ستائیس سال کے بعد مسجد میں آیا ہوں۔

میں نے کہا: کام بن گیا جو کہہ رہا ہے کہ ستائیس سال کے بعد مسجد میں آیا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے پرانا ایمان جاگ رہا ہے پھر دو دن بعد دوبارہ اس سے ملنے گئے پھر اس کو مسجد میں لائے کھانا کھلایا بات سنائی پھر دو دن چھوڑ کے اس کو لائے تیسرے دن کھڑا ہو گیا کہا: میرا نام لکھو تین دن کیلئے۔

مجھے صبح صبح اس کا ٹیلیفون آیا تم لوگوں نے مسجد میں کیا جادو کر دیا ہے؟ میں نے کہا: کیا ہوا؟ کہا: میری زبان سے زور زور سے کلمہ نکل رہا ہے۔ میں اپنے آپ کو روک بھی رہا ہوں مشکل سے' مجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا: ایمان زندہ ہو گیا ہے اور

کچھ بھی نہیں ہوا۔ ہاں! پھر اس نے ہمارے ساتھ وقت لگایا اور جو روتا تھا اس کا رونا دیکھ کے ہم بھی روتے تھے۔

پھر اس کے بعد اس کا خط آیا (ابھی تک اس کے خط آتے رہتے ہیں) کہا: وہ دن آج کا دن نہ اس کی تہجد قضاء ہوئی ہے نہ اس کی نماز قضاء ہوئی ہے نہ روزہ قضاء ہوا ہے ستائیس سال کی زکوٰۃ یہاں پاکستان میں دے کر گیا ہے پورے ستائیس سال کی زکوٰۃ اور پہلے دن کہا تھا میں کوئی فالتو یہاں آیا ہوں وقت ضائع کرنے پھر جو اس کا خط آیا اس میں لکھا تھا:

> ''آپ انگلستان آ جائیں سارا خرچہ میرے ذمے' رہائش میرے ذمے اور یہاں کی شہریت لے کر دینا میرے ذمے' یہاں آ کے تبلیغ کرو یہاں کے مسلمانوں میں تبلیغ کی بھی ضرورت ہے۔''

ایسے لاکھوں کروڑوں ہیرے بکھرے پڑے ہیں۔

عرب کے ایک عالم رائے ونڈ آئے

ایک عرب جدہ سے آیا بہت بڑا عالم تھا کہنے لگا جانتے ہو میں کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا: فرمایئے۔

کہنے لگا: میں جدہ میں ہوتا ہوں۔ ہمارے نوجوان سعودی لڑکے امریکہ پڑھنے کے لئے جاتے تھے تو ساتھ میں ان کے بڑے گندے عزائم ہوتے تھے شراب اور زنا میں ڈوبے رہتے تھے لیکن کچھ عرصے سے میں دیکھ رہا تھا کہ ان میں بہت سے لڑکے آتے ہیں تو انہوں نے ڈاڑھیاں رکھی ہوئی ہیں پگڑیاں باندھی ہوئی ہیں اور اللہ و رسول ﷺ کی باتیں کرتے ہیں رات کو کھڑے ہو کر روتے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ یہ جب حجاز میں تھے تو بے دین تھے امریکہ میں گئے تو اور بے دین ہونا تھا وہاں سے نبی ﷺ کی سنت کو لے کر آ رہے ہیں یہ کیا بات ہے؟ تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا چکر ہے؟

انہوں نے کہا کہ پاکستان میں حضور اکرم ﷺ کے دین کو زندہ کرنے کی ایک محنت ہو رہی ہے وہاں سے جماعتیں امریکہ آتی ہیں ہم ان کے ساتھ وقت لگاتے ہیں۔ میں بھی وقت لگانے آیا ہوں میری اس کی اکٹھی تشکیل ہوئی۔

اٹلی میں عرب نوجوان کی محنت

اس دفعہ میں حج پر گیا تو اٹلی سے ایک نوجوان آیا ہوا تھا عرب۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھا مراکش کا رہنے والا تھا مجبوری کی وجہ سے اسے اٹلی میں رہنا پڑ گیا' بائیس سال کی عمر تھی' اس اکیلے لڑکے نے اٹلی میں پورے مسلمانوں کو حرکت دے دی۔

وہاں تین سو مسجدیں بن گئیں جبکہ ایک مسجد بھی نہیں تھی اور حج پر ستر نوجوانوں کو لے کر آیا ہوا تھا اتنی طاقت اللہ نے مسلمانوں میں رکھی ہے وہ عالم نہیں ہے کوئی دنیاوی ڈگری تھی اکنامکس یا فزکس کی' مجھے اچھی طرح یاد نہیں لیکن اس نے وہاں جو اس محنت کو زندہ کیا تو پورے اٹلی میں تین سو مسجدوں کا ذریعہ بن گیا اور ہزاروں نوجوانوں کی توبہ کا ذریعہ بن گیا۔

برازیل کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا

پچھلے سال ہم امریکہ گئے تو شکاگو سے ایک جماعت ٹیکسی ڈرائیوروں کی ایک چلے کے لئے برازیل گئی۔ ۸۰۰ آدمی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے' آٹھ سو افراد کا

پورا قبیلہ تھا' قبیلے کے سردار کو دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا پھر سارے قبیلے والوں کو اکٹھا کر کے دعوت دی تو سب مسلمان ہو گئے۔ تو یہ تھوڑے کام کی برکات ہیں جب ہر مسلمان تبلیغ کا کام کرنے لگے گا تو ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔

اسلام سے مجھے پیار ہے مگر مسلمان سے نہیں

۱۹۸۲ء میں ہم جب انگلستان گئے تھے تو ہمارے ساتھ ڈاکٹر امجد صاحب تھے ان کی عادت تھی کہ گوروں کو بھی دعوت دینا شروع کر دیتے ہیں انہوں نے ایک گورے کو دعوت دی تو اس نے کہا کہ اسلام سے تو مجھے پیار ہے لیکن مسلمانوں سے نفرت ہے' اسلام اچھا مذہب ہے اور مسلمان برا ہے۔

دوسرے صاحب نے کہا کہ پہلے آپ عملی طور پر مسلمان ہو جایئے' پھر ہم سب مسلمان ہو جائیں گے۔

اس تبلیغ کی محنت کے ذریعہ سے ایک تو پورا دین سیکھنے کی دعوت دی جا رہی ہے کہ ہم پہلے پورے دین کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں اگلی بات کے لئے ذہن بنایا جا رہا ہے کہ ساری دنیا کے انسانوں کے پاس اللہ کا پیغام لے کر جانا پڑے تو ہمیں جانا ہے یہ دعوت الی اللہ ہماری ذمہ داری ہے اسی پر تو یہ سارے مراتب اور فضائل ہیں اس وقت اسلام میں جو دیر ہو رہی ہے ہماری وجہ سے ہو رہی ہے۔

نماز ہدایت کا ذریعہ بن گئی

ہم دو سال پہلے کینیڈا گئے ہمارے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ وہاں پوری دنیا

کی سب سے بڑی آبشار گرتی ہے جس کو نیاگرا آبشار کہتے ہیں لاکھوں انسان وہاں پر دیکھنے کے لئے آئے ہوئے تھے ہم اس کے قریب سے گزر رہے تھے تو نماز کا وقت ہو گیا ہم نے یہیں نماز پڑھنے کا ارادہ کرلیا۔

ہم نے ایک طرف ہو کر اذان دی اور چادریں بچھائیں' ایک امریکن کرسی پر بیٹھ کر دیکھتا رہا' ہم نے اسی آبشار کی نہر سے وضو کیا اور نماز کی تیاری کرنے لگے تو وہ کہنے لگا کہ آپ مسلمان ہیں؟

ہم نے کہا ہاں ہم مسلمان ہیں۔

اس نے کہا کہ میرے بھی کچھ دوست مسلمان ہیں' جب ہم نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ ہمارے قریب ہو گیا' کچھ ساتھیوں نے کہا کہ آپ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے؟

تو کہنے لگا: میرا دل چاہتا ہے شاید میری بیوی نہ مانے۔

تو میں نے کہا: کوئی اور بیوی اللہ تعالیٰ دے دے گا اس کی کیا بات ہے؟

تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہم نے اس کو ایک اسلامک سینٹر کا پتہ دے دیا کہ آپ وہاں تشریف لے جایئے انشاء اللہ مزید رہنمائی مل جائے گی۔

لباس دیکھ کر لڑکی مسلمان ہوگئی

کیلیفورنیا میں ایک عرب لڑکا کھڑا تھا' پگڑی کرتا پاجامہ پہنا تھا۔ ایک لڑکی آ گئی اور کہنے لگی کہ: تم کون ہو؟

وہ کہنے لگا: میں مسلمان ہوں۔

اس لڑکی نے پوچھا کہ: یہ لباس کیسا ہے؟

اس نے کہا کہ: میرے نبی ﷺ کا ہے۔

اس نے کہا: یہ تو بہت خوبصورت لباس ہے دوسرے مسلمان یہ کیوں نہیں پہنتے؟

عرب بولا کہ یہ ان کی غفلت ہے اور غلطی ہے۔

اس نے کہا: کہ اسلام کیا ہے؟ مجھے بتاؤ تو سہی۔

پانچ منٹ بات کی تو مسلمان ہو گئی۔

اس وقت جو دیر ہو رہی ہے یہ ہماری طرف سے ہو رہی ہے کہ ہم تبلیغ کو اپنا کام بنا کر دین سیکھ کر پوری دنیا میں پھیل جائیں تو ملکوں کے ملک اسلام میں آئیں گے۔

سری لنکا میں ایک مسجد میں دو دفعہ نماز ہوتی ہے

سری لنکا میں تبلیغ کا کام ہندوستان سے گیا اب وہاں اٹھانوے فیصد نمازی ہو چکے ہیں اور لاہور میں پانچ فیصد نہیں بن سکے وہاں اٹھانوے فیصد نمازی ہو چکے ہیں۔ تبلیغ یہاں سے گئی اور وہاں یہ حال ہے کہ ایک ایک مسجد میں دو دو دفعہ نمازیں ہوتی ہے۔ نماز میں نمازی اتنے ہیں کہ دو دفعہ کرانی پڑتی ہے۔ یہاں سے وہاں والوں نے اسلام جلدی لے لیا اور آگے نکل گئے۔ سارے عالم میں ہم نے آواز لگائی ہے' اپنے اوپر محنت کرتے ہوئے سب پر محنت کرتے ہوئے اپنوں سے زیادہ محنت کریں۔

ہم تو چلہ مانگتے ہیں باقی دس مہینے گھر میں دو۔ کرو محنت گھر والوں پر' اپنے ملک پر' اپنے شہر پر' بس چار مہینے باہر گزارو تربیت کے لئے' سیکھنے کے لئے' پھر اپنے ماحول میں آ کر کام کریں اپنی فضا میں کام کریں۔ پھر اللہ نے دیا ہے تو باہر ملکوں میں

جائیں سال کے لئے سات مہینے کے لئے جہاں منتظر ہے نصرت الٰہی۔

وہ گرجا جس میں بیت المقدس پر قبضہ کا منصوبہ بنا تھا آج مسجد بن گیا ہے

جب سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے فلسطین فتح کیا تو سارے یورپین شہزادے فرانس میں جمع ہوئے اور ایک گرجے میں سب نے مل کر قسم اُٹھائی کہ مسلمانوں سے بیت المقدس واپس لیں گے۔

جس گرجے میں انہوں نے قسمیں اُٹھائیں تھیں وہ گرجا اس وقت مسجد بنا ہوا ہے۔ اب بتائیں کتنا بڑا انقلاب ہے۔ وہاں سے گشت ہو رہے ہیں، تعلیم ہو رہی ہے، جماعتیں نکل رہی ہیں۔

اُردن میں عورتوں نے برقعے پہن لیے

ہم اپنی عورتوں کو ضائع نہ کر دیں خالی روٹی پکانے میں، کپڑے دھونے میں، اسی میں ان کی زندگی ختم ہو جائے گی اردن میں کوئی پردے کا رواج نہیں تھا اردن میں میں ۱۹۹۱ء میں گیا تو مجھے برقعے نظر آئے اور پورے لباس نظر آئے عورتوں کے سر پہ اسکارف یعنی ایک رومال باندھا ہوتا تھا صرف چہرہ نظر آتا۔

میں نے پوچھا: یہ پردہ یا برقعہ کہاں سے آیا؟

کہنے لگے: پورے اردن میں ایک عورت بھی برقعہ نہیں پہنتی تھی بلکہ آدھا لباس ہوتا تھا۔ بنوں پاکستان سے عورتوں کی جماعت گئی پٹھان عورتیں ان پڑھ نہ کوئی عالمہ نہ کوئی فاضلہ نہ کوئی تقریر جانے چھ نمبر بھی نہ جانیں بالکل ان پڑھ تین مہینے وہاں

کام کیا ستر عورتوں کو وہاں برقعہ پہنا کے آئیں۔

میں نے کہا: کیا کرتی تھیں؟

کہا: وہ کیا کرتی تھیں جب ہماری عورتیں اندر آتیں (وہاں اسکرٹ پہنتے ہیں یعنی عورتوں کی ساری پنڈلیاں ننگی ہوتی تھیں اور سارے بازو بھی ننگے) تو وہ اپنی چادریں ان کے اوپر ڈال دیتیں اور بیٹھ کے رونا شروع کر دیتیں۔

"اَنْتُنَّ بَنَاتُ الصَّحَابَةِ" تم تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیٹیاں ہو۔

اس سے آگے ان کو کچھ آتا نہیں تھا پشتو مارتیں ان کو کیا سمجھ آتا۔

(میں نے مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جو ہمارے بڑے بزرگوں میں سے تھے اور پٹھان تھے اصل کابل کے پٹھان۔ دوسو سال پہلے خاندان یوپی چلا گیا تھا۔ ایک دن سفر میں ساتھ تھے ہم نوشہرہ میں بیٹھے تھے میں نے کہا: حضرت آپ کیسے پٹھان ہیں آپ کو پشتو ہی نہیں آتی؟ کہنے لگے: میں سیکھ تو لیتا لیکن اس میں (دغا دغا بہت ہے))۔

اب وہ ان کو دغا دغا کیا سناتیں وہ کیا کرتیں ان کے اوپر چادر ڈال کے رونا شروع کر دیتیں

اَنْتُنَّ بَنَاتُ الصَّحَابَةِ۔ تم تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیٹیاں ہو۔

ستر عورتوں نے برقعہ پہنا ان کی برکت سے۔ ان کے بعد برقعے کا رواج ہو گیا۔

یورپ کے پاس گمراہ کرنے کے سوا کچھ نہیں

۱۹۹۴ء میں انگلینڈ میں اجتماع تھا میں رات کو فارغ ہو کے باہر نکلا تو گجرات کا ایک نوجوان لڑکا پہرہ دے رہا تھا بریڈفورڈ کا تھا تھوڑا سا تعارف ہوا تو وہ بڑا خوش ہو کر کہنے لگا مجھے تو آپ سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔

میں نے کہا: تم ادھر کیسے؟

کہنے لگا: میں نے تین دن لگائے تھے اللہ نے میری ساری زندگی بدل دی اس کی بات کی بڑی خوبصورتی جو مجھے آج تک یاد ہے کہا: جی ان کے پاس ہمیں گمراہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو کچھ ان کے پاس ہے گمراہی کے جتنے سامان ہیں اسباب ہیں فحاشی کے عریانی کے بے پردگی کے عورت مرد کے ملاپ کے یہ PEAK ہے اس سے آگے اور ہے کچھ نہیں ہم اس میں سے توبہ کر کے باہر آ رہے ہیں اب اور کوئی شکل نہیں ہے ان کے پاس ہمیں گمراہ کرنے کے لئے اور ہم اللہ کے فضل سے اسے ٹھوکر مار کر آ رہے ہیں اور بصیرت کے ساتھ آ رہے ہیں کہ وہ باطل ہے اور یہ حق ہے وہاں کچھ نہیں یہاں سب کچھ ہے۔

مراکش کے شاہی محل کا گلوکار داڑھی میں

عبد الواحد مراکش کے شاہی محل کا نامور گلوکار تھا اس کو اس کے باورچی نے تیار کیا جماعت میں آیا اور داڑھی رکھ لی' شاہ حسین نے اس کے وارنٹ گرفتاری جاری کئے اس کو قید کر لیا اس کے داڑھی رکھنے پر ہزاروں نوجوانوں نے داڑھی رکھ لی۔ حکومت نے دوران قید اس کی داڑھی کٹا دی اور ٹی وی پر لایا گیا لیکن شرابیوں نے اسے دیکھ کر شراب چھوڑ دی اور اس پر پوری قوم نے احتجاج کیا۔

دعوت وتبلیغ کا کام کرو اس کام میں اللہ نے تاثیر رکھی ہے اپنے لوٹ کر آئیں گے اور پرائے داخل ہوں گے یہ نبی کی محنت کا اثر ہے کہ جہاں نبی کا کام ہوتا ہے جہاں حضرت محمد ﷺ کی محنت چلے گی وہاں بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی یاد کرے گا اپنے گئے ہوؤں کو بھی واپس لے کر آئے گا اور پرائے کیلئے بھی اسلام کا دروازہ کھلے گا۔

پادری کی رائیونڈ آمد

اور دو چیزوں کی وصیت

۱۹۷۸ء میں ایک پادری آیا تھا عبدالمجید اس کا نام تھا فرانس میں رہتا تھا وہ مسلمان ہوا تیونس کی ایک جماعت کو دیکھ کر۔ اس جماعت کے امیر کا نام بھی عبدالمجید تھا تو اس نے اپنا نام بھی عبدالمجید رکھا جب وہ رائے ونڈ میں آیا تو وہ پچھتر برس کے اوپر تھا یا اسی کے درمیان تھا لمبا سا' اس نے کہا کہ میں تیس برس سے قرآن پڑھتا تھا لیکن قرآن کے مطابق کسی کو دیکھتا نہیں تھا یہ ٹھیک تھا کہ قرآن حق ہے لیکن کوئی نظر نہیں آتا تھا تو یہ جماعت اسے مل گئی کہنے لگا کہ مجھے کچھ خوشبو آئی اس کو اپنے گرجے میں ٹھہرایا اور میں خود بھی مسلمان ہو گیا۔

پھر وہ کہنے لگا کہ میں آپ کو دو باتوں کی وصیت کرتا ہوں ایک تو یہ کہ آپ کا جو لباس ہے پگڑی' داڑھی' کرتا' شلوار اس کو نہ چھوڑیں چاہے آپ جہاں ہیں اس میں جو طاقت ہے وہ کسی چیز میں نہیں جو آپ کا ظاہری حلیہ ہے۔ دوسری چیز کیا ہے کہ جب آپ یورپ میں پھریں تو اذان دے کر باجماعت نماز پڑھیں یہ دو باتیں خنجر کی طرح سینے میں لگتی ہیں۔

پچھتر سال جو پادری رہا یہ اس کا نچوڑ بتا رہا ہے پھر دُعا کرتا تھا کہ یااللہ میری فرانس میں موت نہ آئے کسی مسلمان ملک میں موت آئے۔ تو چلّے میں گیا ہوا تھا تیونس۔ وہیں اس کا انتقال ہوا وہیں دفن ہوا۔

حفاظت نظر ہدایت کا ذریعہ بن گئی

گلاسکو میں ہمارا ایک ساتھی بیمار ہوگیا۔ ہسپتال میں داخل ہوا تین دن تک داخل رہا چوتھے دن نرس اس سے کہنے لگی آپ مجھ سے شادی کر لیں۔ اس نے کہا: کیوں؟ میں مسلمان ہوں تیرا میرا ساتھ نہیں ہوسکتا۔

کہنے لگی: میں مسلمان ہو جاؤں گی۔

پوچھا: کیا وجہ ہے؟

کہا: میری جتنی سروس ہے ہسپتال میں میں نے آج تک کسی مرد کو کسی عورت کے سامنے آنکھیں جھکاتے نہیں دیکھا سوائے تیرے تم میری زندگی میں پہلے شخص ہو جو عورت کو دیکھ کر نظر جھکا لیتے ہو میں آتی ہوں تو تم اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہو اتنی بڑی حیا سچے دین کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔

آنکھوں کی حفاظت نے اس کے اندر اسلام داخل کر دیا۔ مسلمان ہوگئی۔ دونوں کی شادی ہوگئی۔ وہ لڑکی اب تک کتنی لڑکیوں کو اسلام میں لانے کا ذریعہ بن چکی ہے کتنی وہاں کی برٹش خواتین مسلمان ہو چکی ہیں۔

انگلینڈ میں دو ہزار مسجدیں بن گئیں

پچھلے سال آسٹریلیا ہماری جماعت گئی آسٹریلیا کے پاس بیس جزیرے تھے جو سارے کسی زمانے میں مسلمان تھے اور اب وہ عیسائی ہو چکے ہیں اور اس کے برعکس یہ ہے کہ جب سے یہ جماعتیں یورپ میں پیدل چلنا شروع ہوئی ہیں اس وقت سے صرف فرانس میں ڈیڑھ ہزار مسجدیں بن گئی ہیں انگلینڈ میں کوئی دو ہزار کے قریب مسجدیں بن گئی ہیں۔

امریکہ اور کینیڈا میں اللہ نے خود ان آنکھوں سے دکھایا کہ قرآن سیکھا جا رہا ہے سکھایا جا رہا ہے ڈیڑھ ہزار بچہ پرسٹن کے مدرسے میں قرآن حفظ کر رہا ہے یہ تھوڑی سی نقل وحرکت کی برکت ہے اور اللہ کے فضل سے ہم نے لندن میں مسلمان عورتوں کو برقعے میں دیکھا، پیرس میں دیکھا، ساؤتھ افریقہ میں دیکھا، امریکہ میں دیکھا اور کینیڈا میں دیکھا پورے برقعے میں جا رہی ہیں اللہ نے اپنے دین کو اس محنت کی برکت سے ایسا زندہ کر دیا ہے۔

نیپال میں عورتوں کی جماعت

نیپال میں ایک جماعت عورتوں کی گئی اور ستر آدمی لے کر آئے میں نے پوچھا بھئی اتنے آدمی کیسے آ گئے؟ انہوں نے کہا کہ پہلے مردوں کی جماعت بھیجتے تھے تو ہم گھروں میں چھپ جاتے تھے تم نے عورتوں کی جماعت بھیجی انہوں نے ہماری عورتوں کا ذہن بنایا اب گھر میں گئے تو روٹی بند ہم نے کہا بھائی مارے گئے باہر نکلے تو جماعت پکڑتی ہے اندر جائیں تو عورتیں نہیں بیٹھنے دیتیں اب تو نکلنا پڑے گا۔

ایک ترکی لڑکی کی واپسی

امریکہ میں ایک جماعت گئی عربی میں بیان ہوا مرد بھی بیٹھے تھے۔ عورتیں بھی بیٹھی تھیں بیان کے بعد ایک ترکی لڑکی آئی۔ کہنے لگی: ایک بات کرتی ہوں آپ لوگ مجھ سے نفرت نہ کریں۔

انہوں نے کہا نہیں ہم تو محبت سکھتے ہیں محبت پھیلاتے ہیں۔

اس نے کہا میں ترکی کی ہوں میں نے اس آدمی کی بات سنی ہے مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ میں عربی نہیں جانتی لیکن اس کے بیان میں ایمان کا لفظ بار بار آ رہا تھا

اس لفظ نے میرے دل پر ہتھوڑا مارا ہے اور میرے ایمان کو زندہ کر دیا ہے میں یہاں ایک یہودی لڑکے کے ساتھ رہتی ہوں اور بغیر نکاح کے رہتی ہوں اس لئے میں نے کہا تھا مجھ سے نفرت نہ کرنا اس لڑکے کو بلاؤ مسلمان ہو جائے تو میرا نکاح کر دو مسلمان نہیں ہوتا تو میں تم سب کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنی پچھلی زندگی پر توبہ کرتی ہوں اور واپس چلی جاؤں گی۔

اس لڑکے کو بلایا تین دن تک اسے دعوت دیتے رہے اس نے انکار کر دیا اس لڑکی کو بلا کر کہا کہ یہ تو نہیں مانتا اس نے پرس میں سے ٹکٹ نکال کر دکھایا کہ دیکھو میں استنبول کا ٹکٹ لے کے آئی ہوں ایک لفظ ایمان نے اس کی زندگی کے رُخ کو بدل دیا۔

اس امت پر محنت کب ہوئی ہے؟ کس نے محنت کی ہے؟ کہ یہ بچی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ بنے۔ کس نے محنت کی ہے کہ یہ بچہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نمونہ بنے۔ گناہوں کے سمندر میں انہیں ڈال دیا۔ چاروں طرف گانے بجانے کی آوازیں ہوں جب چاروں طرف زہر پلایا جارہا ہو تو بچنا بھی چاہیں تو نہیں بچ سکتے۔ مسجد میں بیٹھے ہوئے بھی گانوں کی آوازیں آتی ہیں یہ اس امت کو محنت کرنی ہے اب کوئی نہیں آئے گا۔

اپنے بچوں کو یہ کہیں کہ جاؤ اللہ کے دین کو پھیلاؤ اپنے خاوندوں کو تیار کریں کہ جاؤ اس دین کو سیکھو بھی صحیح، پھیلاؤ بھی صحیح، کیونکہ اب نبی کوئی نہیں آئے گا اگر ہم اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے امریکہ بھیج سکتے ہیں تو پھر ان کو اللہ کے دین کے لئے بھی بھیجو، ڈاکٹر بن کے قبر میں کیا فائدہ پہنچے گا، انجینئر بن کے قبر میں کیا فائدہ پہنچے گا۔

ہم نے محمدی بننا ہے باپ کا جنازہ سامنے پڑا ہے اور اسے پتہ نہیں کہ کیا پڑھنا ہے؟ غسل کیسے دینا ہے؟ باہر سے آدمی بلایا کہ غسل دو، چاہے کوئی سنت چھوٹے چاہے کوئی فرض رہ جائے پھر کہتا ہے مولوی صاحب ذرا جنازہ پڑھا دو، مولوی صاحب کو کیا غم

ہے؟ مولوی صاحب کا باپ مرا ہے؟ باپ تو میرا مرا ہے مجھے حکم تھا میں اپنے باپ کا جنازہ پڑھاؤں مجھے حکم تھا کہ میں اپنی ماں کا جنازہ پڑھاتا جو بیٹا اپنی ماں کا جنازہ پڑھائے گا وہ کس غم سے اس کی بخشش کرائے گا جو بیٹا اپنے باپ کا جنازہ پڑھائے گا وہ کس درد سے اس کی بخشش کی دُعا کرائے گا۔

ننانوے فیصد کو آج نماز جنازہ نہیں آتی غسل تو دور کی بات ہے ہم اس مبارک زندگی کو سیکھیں اس کو پھیلائیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تبلیغ کی باتوں کا یہ خلاصہ ہے کہ ہر مسلمان دین پر چلے ہر مسلمان دین کو پھیلائے مرد، مردوں میں کام کریں۔ عورتیں، عورتوں میں کام کریں۔

دس ہزار عرب دوبارہ مسلمان ہو گئے

ایک جزیرہ تھا آسٹریلیا میں وہاں پاکستان کی نہیں جنوبی افریقہ کی ایک جماعت گئی۔ وہاں دس ہزار عرب آبادی تھی لیکن وہ سب عیسائی ہو چکے تھے انہوں نے ایک جگہ اذان دے کر نماز پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو ایک بوڑھی عورت نے ان سے بات کی کہ یہ جو تم نے کام کیا ہے میرے باپ دادا کیا کرتے تھے ہم عرب ہیں لیکن سب کچھ بھول چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم اس لئے آئے ہیں کہ اپنے بھائیوں کو بھولا سبق یاد دلائیں تو بوڑھی عورت گئی اور مکانوں سے نکال کر نوجوان لڑکوں، لڑکیوں، بڑے، چھوٹے سب کو لے کر آئی اور سارا گراؤنڈ بھر دیا انہوں نے ان کو دعوت دے دے کر سب کو کلمہ دوبارہ پڑھایا۔ اللہ فرماتے ہیں جو لوگوں کے دلوں میں میری محبت بٹھائے وہ میرے محبوب ہیں تو ہم لوگوں سے توبہ کروائیں تو اللہ کے محبوب بن جائیں گے۔

ملائیشیا کے ایک نوجوان کی محنت

ملائشیا میں ایک نوجوان جس کا نام ہارون تھا رائے ونڈ میں (۴۰) چالیس دن لگانے آیا جب وہ وقت لگا کر اپنے محلے میں واپس پہنچا تو اسے بڑی فکر ہوئی کہ میرے محلے کی اکثریت اللہ سے روٹھی ہوئی ہے میں کسی طرح ایسی محنت کروں کہ ایک ایک آدمی کے دل کا تعلق اللہ سے جڑ جائے۔

اسی فکر میں دن رات در در پھرتا اور ہفتہ میں ایک دن مسجد میں بیان کے لئے کھڑا ہو جاتا لیکن کوئی اس کے بیان میں نہ بیٹھتا آخرکار وہ جگہ جگہ ٹوپیاں پھیلا کر بیان کرتا کئی مہینے تک یہ سلسلہ جاری رہا مگر کوئی بھی اس کے ساتھ نہیں جڑا۔ آخر اس کی محنت رنگ لائی مزید چند ہفتے گزرنے کے بعد ۲ آدمی اس کے ہم ذہن ہوئے پھر وہ بھی اس کے ساتھ در در پھرنے لگے۔

پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا ایک موقعہ ایسا آیا کہ اسی مسجد کو اللہ نے پورے ملائیشیا کا مرکز بنا دیا ابھی حال ہی میں ملائشیا میں اجتماع ہوا تو لاکھوں آدمی جمع ہوئے اور ہزاروں آدمی اللہ کے راستے میں نکلے (یہاں ایک بات ضمناً عرض کر دوں) الحمد للہ رائے ونڈ کے زیر اہتمام دنیا کے ۴۰ کے قریب ملکوں میں ہر سال اجتماع ہوتے ہیں صرف وہاں (ملائشیا) کے ایک شہر لسٹر کی مسجد سے ۲۵ جماعتیں اللہ کے راستے میں نکلیں۔

حتیٰ کہ وہاں کے وزیر اعلیٰ داۃ الجعفر نے بھی تبلیغ میں وقت لگایا اس کارگزاری کو سنانے کا مقصد یہ تھا کہ اس نوجوان نے حضور ﷺ والے کام کو اپنا کام سمجھا پھر اس کی قربانی و محنت کیا رنگ لائی یہ آپ کے سامنے ہے اب قیامت تک جو لوگ وہاں سے تبلیغ میں وقت لگائیں گے تو اس کے نامۂ اعمال میں بھی اس کا اجر لکھا جائے گا کیونکہ وہ ان سب کے نکلنے کا ذریعہ بنا۔

تنزانیہ میں دعوت کا کام

چند سال پہلے تنزانیہ جماعت گئی اس جماعت کا خط رائے ونڈ آیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہاں پر لوگوں میں دین کی اتنی طلب اور پیاس ہے صرف ایک دن میں ہمارے ہاتھوں ۳ ہزار لوگ مسلمان ہوئے اور جب وہ جماعت کام کر کے آئی تو انہوں نے کارگزاری سناتے ہوئے بتلایا کہ ہمارے ہاتھوں پورے سال میں ۲۰ ہزار لوگ مسلمان ہوئے۔

روس میں دعوت کا کام

متحدہ عرب امارات سے ۴۰ دن کی جماعت روس گئی جب وہاں مسجد میں پہنچی تو دیکھا کہ مسجد میں تالا لگا ہوا ہے تالا کھلوایا تو دیکھا کہ ساری مسجد گرد سے اٹی ہوئی ہے مسجد کو صاف کیا پھر جب اذان دی تو ایک بوڑھی عورت روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی میں نے ستر (۷۰) سال کے بعد اذان کی آواز سنی ہے۔

جماعت والوں نے گھر گھر دکان دکان جا کر لوگوں کو اعمال صالحہ کی دعوت دی پھر چند ہفتوں کی محنت کے بعد پورے علاقے میں دین کی فضا بن گئی اور محلے والوں نے جماعت کی دعوت کی اور ۵۰۰ گز لمبا قالین بچھایا اس دعوت میں جماعت والوں نے محلے کے لوگوں کو بتایا کہ ہم تو صرف ۴۰ دن کے لئے آئے ہیں اور فلاں تاریخ کو واپسی ہے۔

بس یہ سننا تھا کہ لوگوں نے دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔ مرد کہنے لگے تم کیوں جا رہے ہو؟ اگر تمہیں یہاں پر گھر یا دکان چاہئے وہ ہم تمہیں دیں گے اور عورتیں کہنے لگیں کہ اگر تمہیں بیویاں چاہئیں تو ہم اپنی لڑکیاں نکاح کے لئے دے دیں

گی لیکن تم ہمیں چھوڑ کر مت جاؤ ہمیں دین سکھاؤ لیکن جماعت والوں نے ان کو اپنی مجبوریاں بتائیں اور یہ وعدہ کیا کہ ہم واپس جاتے ہی دوسری جماعت بھیجیں گے اس پر انہوں نے جماعت والوں کو جانے کی اجازت دی۔

امریکہ میں ۵۲ صوبے ہیں امریکہ والے (مسلمان) رائے ونڈ گئے اور تقاضا یہ رکھا کہ ہمیں کم از کم ہر صوبے کے لئے ایک جماعت دے دی جائے جو وہاں در در پھر کر دین کی محنت کرے۔

امریکہ میں ایک جماعت گئی جس کے ۲ دو ساتھی ایک جگہ دعوت دینے گئے تو وہاں پر ایک شخص نے تبلیغی ساتھی کا گریبان پکڑ لیا اور پھر روتے ہوئے کہنے لگا کہ تمہاری وجہ سے میرے باپ کی قبر میں پٹائی ہو رہی ہو گی۔

جب اس شخص کا دل ٹھنڈا ہو گیا تو ساتھیوں نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہوا؟ کہنے لگا کہ میں کچھ عرصہ پہلے مسلمان ہوا ہوں اور میرے ماں باپ کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے اگر تم لوگ پہلے آ جاتے تو میرے ماں باپ بھی مسلمان ہو جاتے (یہاں پر تم لوگ سے مراد دوسرے تبلیغی احباب ہیں جو اس نوجوان کے پاس کچھ عرصہ پہلے دعوت دینے آئے تھے) اور نوجوان کی یہ کیفیت اس وجہ سے تھی کہ تم لوگوں کو اللہ نے اتنے بڑے کلمہ کی دولت سے نوازا ہے لیکن تم اسے ہم تک پہنچانے میں سستی کرتے ہو۔

بنگلہ دیش میں اجتماع ہوا تو ایک فرانسیسی اچانک ممبر پر آیا اور کہنے لگا اے لوگو ہم نے تم تک چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی پہنچائی مگر اتنا قیمتی کلمہ تم نے ہم تک پہنچانے میں کنجوسی اختیار کی اس کا اللہ تم سے ضرور پوچھے گا۔

فرانس میں ایک وقت تھا کہ گنتی کی مساجد تھیں اب فرانس میں اس تبلیغ کی محنت کی برکت سے کئی سو مساجد ہیں اور کئی لاکھ مسلمان ہیں۔

فلپائن میں ۴۰۰ سال پہلے ۱۰۰ فیصد مسلمان تھے جب دعوت و تبلیغ کی محنت چھوٹی تو اس کا نقصان یہ ہوا کہ مسلمان دین سے دور ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ مرتد ہو گئے باپ مسلمان بیٹا کافر یہ حالات پیدا ہو گئے پھر فلپائن میں رائیونڈ سے جماعتیں گئیں تو وہاں دین کی فضا بنتی چلی گئی جب پہلے پہل ۱۹۸۶ء میں جوڑ رکھا گیا تو سات آدمی جمع ہوئے اور ۱۹۹۳ء کے جوڑ میں ایک لاکھ آدمی جمع ہوئے۔

دو مساجد سے پندرہ سو مساجد تک

انگلینڈ میں ۱۹۵۲ء میں پہلی جماعت گئی اس وقت وہاں صرف ۲ مسجدیں تھیں اور جب دین کی محنت شروع ہوئی تو اس کی برکت سے الحمد للہ اس وقت ۱۵۰۰ سے زائد مساجد ہیں انگلینڈ والوں نے کہا کہ ہم نے ۱۰۰ گرجا گھروں کو خرید کر مسجدیں بنائی ہیں۔

انگلستان میں اس دین کی محنت کی برکت سے کئی گرجا گھر مسجد میں بدل گئے انگلینڈ کے گرجا گھروں کا یہ حال ہے کہ پورا ہفتہ بند پڑا رہتا ہے صرف اتوار کے دن کھلتا ہے ایک گرجا گھر فروخت ہو رہا تھا اسے مسلمان خریدنا چاہتے تھے اور ہندو بھی مندر بنانے کے لئے خریدنا چاہتے تھے پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا مسلمانوں نے اس کو خریدنے میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حتیٰ کہ بہت سی عورتوں نے اپنے زیوروں کو بھی بیچ دیا اس طرح قربانی دے کر اس کو خریدا گیا۔

پھر انگلستان میں حکومت نے گرجا گھروں کی مسلمانوں کے ہاتھوں کثرت سے خریداری کی وجہ سے پابندی لگا دی لیکن الحمد للہ دین کی محنت کی کثرت کی وجہ سے مساجد کم پڑ رہی ہیں اس وجہ سے مسلمانوں نے سینما گھروں کو اور مختلف جگہوں کو خرید کر مسجد بنایا۔

یوگوسلاویہ میں پہلی جماعت گئی تو وہ ہوٹل میں ٹھہری کیونکہ مسجدیں بہت کم تھیں اور دور دور تھیں اب الحمد للہ دعوت وتبلیغ کی محنت کی برکت سے (۳۵۰۰) ساڑھے تین ہزار مساجد ہیں۔

ہالینڈ کا تبلیغ کا مرکز پہلے پادریوں کا مدرسہ تھا جہاں پادریوں کو دینی تعلیم دی جاتی تھی آج وہ تبلیغ کا مرکز ہے۔

لندن میں جو تبلیغ کا مرکز ہے وہ پہلے عیسائیوں کا گرجا گھر تھا آج وہ تبلیغ کا مرکز ہے۔

کینیڈا میں پادریوں کا ایک بہت بڑا مدرسہ تھا آج وہاں بخاری ومسلم پڑھائی جاتی ہے۔

کیوبا میں تبلیغ کے اثرات

رائے ونڈ میں مشورہ ہوا کہ کیوبا جماعت بھیجی جائے الحمد للہ ساری دنیا ہی میں رائے ونڈ سے جماعتیں جاتی ہیں اس وجہ سے دنیا کے ہر ملک میں کسی نہ کسی درجہ میں دعوت وتبلیغ کا کام ہو رہا ہے چنانچہ فرانس سے جماعت کیوبا پہنچی وہاں بہت محنت کی اور یہ اللہ کے بندے در در پھرتے رہے حتیٰ کہ ان کی محنت پر اور راتوں کو رو رو کر مانگنے پر اللہ نے وہاں پر تین ہزار سے زائد لوگ جو مرتد ہو چکے تھے دوبارہ اسلام لے آئے اور ۳۵ آدمی اس کے علاوہ مسلمان ہوئے۔

جب یہ جماعت واپس فرانس جانے لگی تو کیوبا کے مقامی احباب زار وقطار رو رہے تھے اور کہنے لگے اپنے مسلمان بھائیوں سے کہنا ہمیں بھول نہ جانا ہماری خبر لیتے رہنا۔

فلپائن میں عورتوں کے جزبات

بندہ نے ایک اللہ والے سے سنا' فرمانے لگے کہ ہماری جماعت فلپائن گئی تو وہاں عورتوں میں بیان ہوا بیان کے بعد ۶۰ عورتوں نے کہا کہ ہمارے لئے برقعے لے کر آؤ چنانچہ انہوں نے اپنے گھروں سے برقعے منگوائے پھر وہاں سے باہر نکلیں اور اس کے اثرات یہ ہوئے کہ اپنے بچوں کو رائے ونڈ کے مدرسہ میں بھیجا قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اور ان کو جب یہ پتا چلا کہ ساری دنیا سے لوگ اپنے اپنے بچوں کو رائے ونڈ میں قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج رہے ہیں اور کثرت طلبہ کی وجہ سے داخلہ میں کچھ سختی ہے تو بعض عورتوں نے خط میں لکھا کہ ہم اپنے زیوروں کو بیچ کر اپنے بچوں کو آپ کے مدرسہ میں بھیج رہے ہیں لہذا آپ ان کو واپس نہ کرنا۔

شرابی نے شراب خانہ بند کر دیا

بیلجیم میں جماعت گئی جس علاقے میں جماعت پہنچی وہاں بے دینی بہت زیادہ تھی اور لوگ تبلیغ سے متعارف بھی نہیں تھے وہاں لوگوں سے کہا کہ گشت کرواؤ پر کوئی گشت کروانے کے لئے تیار نہ ہوا پھر امام مسجد کو تیار کیا کہ وہ گشت کرائے وہ وہاں کے شراب خانے میں لے گئے۔

شراب خانے میں چار نوجوان بیٹھے ہوئے تھے اتفاق سے وہ چاروں مسلمان تھے جماعت والے نے ان سے دین کی اور فکر آخرت و تبلیغ کی بات کی تو ان میں سے ایک لڑکا جس کا نام عبداللہ تھا وہ مسجد میں آنے کے لئے تیار ہو گیا اس کو مسجد میں لائے نہلا دھلا کر نماز پڑھائی پھر اس سے اللہ کے راستے میں نکلنے کی بات کی تو وہ دس دن

کے لئے تیار ہو گیا۔

جب وہ اللہ کے راستے میں دس دن لگا کر واپس آیا تو اس کے دل میں آخرت کی فکر اور اللہ کو راضی کرنے کا جذبہ پیدا ہو چکا تھا دس دن لگانے کی یہ برکت ہوئی کہ اس نے اپنے محلے میں دین کی محنت شروع کر دی اور شراب خانے کا مالک اس کا دوست تھا اس کی محنت سے شراب خانے کے مالک نے تین دن اللہ کے راستے میں لگائے اور یہ بھی دین دار بن گیا حتیٰ کہ اس نے شراب خانہ بند کر دیا۔

چھ انگریز اذان سن کر مسلمان ہو گئے

لندن کے مرکز ''ڈیوز بری'' میں جماعت کے ایک ساتھی کی چھ انگریز نوجوانوں سے ملاقات ہوئی ان سے پوچھا تم لوگ کیسے مسلمان ہوئے۔ کہنے لگے ہم نے ایک جماعت والوں کو اذان دیتے ہوئے دیکھا اس اذان کو سن کر ایسی عجیب کیفیت ہوئی اور ہم پر اذان کا ایسا اثر ہوا کہ ہم ان کے پاس گئے انہوں نے ہمیں اسلام کی دعوت دی اس پر ہم مسلمان ہو گئے جب ان کے نام پوچھے تو سبحان اللہ ان کے نام بھی اللہ والوں کے تھے ایک کا نام عبد اللہ دوسرے کا نام طلحہ تیسرے کا نام اسمٰعیل چوتھے کا نام ابراہیم تھا۔

مڈگاسکر میں مرتد قبیلہ مسلمان ہو گیا

مڈگاسکر ایک جزیرہ ہے جہاں ایک جماعت گئی جماعت کے ساتھیوں کی وہاں ایک قبیلے کے سردار سے بات ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ لوگ پہلے مسلمان تھے پھر مرتد ہو گئے اس قبیلے کے سردار کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اس کا نام ابراہیم رکھا گیا اس سردار کی برکت سے سارے قبیلے والے جو کہ مرتد ہو چکے تھے سب کے سب

مسلمان ہو گئے۔

ایک عرب نے پچیس سال بعد آذان کی آواز سنی

ارجنٹائن میں ایک سال کی پیدل جماعت گئی ایک عرب کی فیکٹری میں پہنچی اس سے ملاقات ہوئی نماز کا وقت ہوا تو اس کی فیکٹری میں اذان دی تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور کہا کہ آج میں نے ۲۵ سال کے بعد اذان کی آواز سنی ہے۔

ٹیلی فون پر قبول اسلام

ایک عرب نوجوان جس کا نام فاضل تھا امریکہ میں رہائش پذیر تھا اس کے دل میں دین کے مٹنے کا احساس پیدا ہوا اور ختم نبوت کی ذمہ داری کا احساس ہوا چنانچہ اس نے رائے ونڈ میں چار مہینے لگائے جب وہ چار مہینے لگا کر امریکہ واپس آیا تو اس کا سارا وجود سنت کے سانچے میں ڈھل چکا تھا۔

ایک دن وہ سڑک پر سواری کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا تو ایک لڑکی آئی اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ لڑکے نے کہا میں مسلمان ہوں اس نے کہا کہ آپ کا لباس تو بہت باوقار ہے اس طرح دوسرے مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ پھر اس نوجوان نے اس لڑکی کو پانچ منٹ اسلام کی دعوت دی وہ لڑکی وہیں کھڑے کھڑے مسلمان ہو گئی۔

کچھ دن گزرے فاضل اور چند نوجوان اپنے ہوسٹل کے کمرے میں بیٹھے ہوئے مشورہ کر رہے تھے کہ اچانک ایک لڑکی کا ٹیلیفون آیا اس نے بڑے غصے سے کہا کہ مجھے فاضل سے بات کرنی ہے فاضل نے ٹیلیفون کان سے لگایا وہ لڑکی کہنے لگی

تو نے میری سہیلی کو برباد کر دیا وہ جو فلاں جگہ تم کو ملی تھی تم نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی اب اسے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے پہلے وہ میرے ساتھ کلبوں میں جاتی تھی اور فلاں فلاں جگہ جاتی تھی اب وہ گھر سے باہر نہیں نکلتی یہ کون سی پابندیاں ہیں جو تم نے اس پر لگا دی ہیں یہ تمہارا کیسا دین ہے؟ فاضل نے کہا: ارے اللہ کی بندی اگر بحث کرنی ہے تو میرے پاس وقت نہیں ہے سمجھنا ہے تو آدھے گھنٹے بعد بات کرنا اس نے آدھے گھنٹے بعد فون کیا فاضل نے اس سے کچھ دیر بات کی اور یہ مسلمان ہو گئی۔

کچھ عرصے بعد فاضل کی شادی کی بات چلی اس کے ایک دوست نے بتایا کہ ایک لڑکی ابھی حال ہی مسلمان ہوئی ہے اس سے بات کرتا ہوں چنانچہ وہاں بات چیت ہوئی اور دونوں کی شادی ہو گئی اب دونوں میاں بیوی میں تعارف ہوا لڑکی سے پوچھا کہ آپ کیسے مسلمان ہوئیں اس نے ٹیلیفون والا قصہ سنایا فاضل نے کہا آپ جانتی ہیں کہ وہ کون تھا' لڑکی نے کہا نہیں فاضل نے کہا وہ آپ سے مخاطب آپ کا خادم میں ہی تھا۔

عرب نوجوان کی اٹلی میں محنت کا نتیجہ

اس دفعہ میں حج پر گیا تو اٹلی سے ایک نوجوان عرب آیا ہوا تھا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھا مراکش کا رہنے والا مجبوری کی وجہ سے اٹلی میں رہنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

بائیس سال کی عمر تھی اور اس اکیلے لڑکے نے اٹلی میں پورے مسلمانوں کو حرکت دے دی اور وہاں تین سو مسجدیں بن گئیں جبکہ ایک مسجد بھی نہیں تھی اور حج پر ستر نوجوانوں کو لے کر آیا ہوا تھا۔ سب چالیس سال سے نیچے تھے سب کی ڈاڑھیاں نکل رہی تھیں خط کرائے ہوئے تھے اتنی طاقت اللہ نے مسلمان نوجوان میں رکھی ہے وہ عالم

نہیں ہے کوئی دنیاوی ڈگری اکنامکس یا فزکس کی تھی مجھے اچھی طرح یاد نہیں لیکن اس نے وہاں جو اس محنت کو زندہ کیا پورے اٹلی میں تین سو مسجدوں کا ذریعہ بن گیا اور ہزاروں نوجوانوں کی توبہ کا ذریعہ بن گیا۔ تو آپ میں سے ہر ایک کے خمیر میں تبلیغ رچی ہوئی ہے یہ آپ کا کام ہے آپ کی ذمہ داری ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ تبلیغی جماعت کے ممبر بن جاؤ نہ کسی جماعت کی دعوت دے رہا ہوں میں یوں کہہ رہا ہوں کہ میں اور آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غلام بن جائیں اور اس غلامی کو آگے لوگوں میں پھیلانے والے بنیں اس پھیلانے میں جو تکلیف آئے سے اللہ کی رضا کے لئے برداشت کریں تو اللہ کا حبیب ﷺ آبِ کوثر کا اپنے ہاتھ سے ایک پیالہ پلائے گا جس سے سارے دکھ درد نکل جائیں گے۔

ہاں اعلان ہوگا کہاں ہیں کہاں ہیں میرے آخری اُمتی! جب دین مٹ رہا تھا انہوں نے میرے دین کو گلے لگا کر میرے پیغام کو پہنچایا پھیلایا' اللہ کا حبیب ﷺ اپنے ہاتھ سے جام کوثر پلائے گا۔

تاجکستان کا ایمانی واقعہ

عربوں کی ایک جماعت تاجکستان گئی تو جب وہ نکلنے لگے تو وہاں کے لوگ کہنے لگے آج سے سات سو سال پہلے ہمارے پاس عرب آئے تھے وہ ہمیں کلمہ دے گئے تھے آج سات سو سال بعد تمہیں دیکھا ہے اللہ کے واسطے اب دوبارہ سات سو سال بعد مت آنا بلکہ بار بار آتے رہنا۔

مسلمان کلمے نہیں جانتے کوئی پتہ نہیں کلمے کا سو سو دفعہ ان سے کلمے دہراتے ہیں کلمہ زبان پر نہیں چڑھتا اور روتے ہیں اور دیواروں پر ٹکریں مارتے ہیں کہ ہمیں کلمہ کیوں نہیں آتا ان کو کس نے سکھانا ہے؟ کون یہ ذمہ داری لے؟ کیا آپ کے ذمہ نہیں'

میرے ذمے بھی کوئی نہیں تو پھر کس کے ذمے ہے؟

فرانس میں آٹھ لڑکیاں مسلمان ہو گئیں

فرانس میں پاکستان کی ایک جماعت پیدل چل رہی تھی۔ ایک گاڑی رکی اور اس میں سے دو لڑکیاں نکلیں۔ انہوں نے جلدی سے پیسے نکالے کہا جی! آپ نیک لوگ لگتے ہیں، یہ پیسے ہیں آپ لوگ سوار ہو جائیں' سردی بہت زیادہ ہے۔ وہ پیدل چل رہے تھے۔ پیدل چلتی ہیں یورپ میں جماعتیں۔ انہوں نے کہا' بہن! ہمارے پاس پیسے تو ہیں' کہا پھر پیدل کیوں چل رہے ہو؟ اتنی زیادہ سردی میں؟

کہا' تم لوگوں کی خیر خواہی میں اور اللہ پاک کو راضی کرنے کے لئے کہ اللہ اپنے بندوں سے راضی ہو جائے اور اس کے بندے اللہ کے ماننے والے بن جائیں اس لئے ہم چل رہے ہیں اور ہم ان کے لئے دُعا کرتے ہیں تو لڑکی نے کہا' ہمارے لئے بھی دُعا کرتے رہو! کہا' آپ کے لئے بھی کرتے ہیں اس لڑکی نے کہا' میں بتاؤں آپ کون ہیں؟ کہا' بتاؤ کہنے لگی' آپ نبی ہیں تو انہوں نے کہا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ہم نبی ہیں؟ کہا ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ یہ کام نبی کیا کرتے ہیں تو انہوں نے سمجھایا کہ بہن ہم نبی نہیں اس نبی کے امتی ہیں جو ہمارے ذمے نبوت والی ذمہ داری لگا گیا تھا۔

الا فلیبلغ الشاھد الغائب

''اب میں جا رہا ہوں میرا پیغام آگے پہنچانا تمہارے ذمے ہے۔''

تو ہم اس کام کی ادائیگی کے لئے نکلے ہوئے ہیں تو دونوں لڑکیاں مسلمان ہو گئیں ایک نے ان سے روٹ پوچھا کہ فلاں دن کہاں رہو گے؟ ایک ہفتے کے بعد آٹھ لڑکیوں کو لے کر آئی اور ان کو بھی مسلمان کیا۔

تھائی لینڈ اور صومالیہ میں دین کا کام

آپ اندازہ لگائیں کہ تبلیغ کا کام یہاں سے تھائی لینڈ گیا ہے' وہاں سے صومالیہ جس کی اسی فیصد آبادی مسلمان ہے۔ وہاں یہ حال ہے کہ کوئی مسلمان بے نمازی نہیں رہا' کوئی عورت بے پردہ نہیں رہی' چوری ختم ہوگئی' زنا ختم ہوگیا' شراب ختم ہوگئی' لڑائیاں ختم ہوگئیں' نماز پر کھلی دُکانیں چھوڑ کر مسجد میں چلے جاتے ہیں' بند نہیں کرتے۔

سعودی عرب میں تو بند کر کے چلے جاتے ہیں بیس سال سے وہاں تبلیغ کا کام ہو رہا ہے سری لنکا میں ہم پہنچے دس لاکھ آبادی مسلمان' چار لاکھ بالغ مسلمان ہیں تین لاکھ اجتماع میں موجود تھے چھ سو جماعتیں نکلیں ساری دنیا کی فضاء اللہ تعالیٰ نے بدل دی ہے' ہوائی جہازوں میں اذانیں ہو رہی ہیں نمازیں پڑھی جا رہی ہیں' پہاڑ کی چوٹیوں پر اذانیں ہو رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وسعت کے دروازے کھلوائے

ایک دفعہ ایک سفر میں تھے افریقہ کے ائیر پورٹ پر پہنچے تو وہاں ایک صاحب نے حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب سے کپڑوں کا سوال کیا کہ اپنا سوٹ مجھے دے دیں حضرت نے جتنے بھی سوٹ اور کپڑے تھے وہ تمام اسے دے دیئے سفر کے ساتھی نے عرض کیا کہ آپ کے پاس مزید پہننے کے لئے کوئی اور کپڑے نہیں ہیں فرمانے لگے بخیل نہ بن۔ میں نے بڑی مشکل سے اللہ تعالیٰ کی وسعت کے دروازے کھلوائے ہیں۔ وہ بند کرانا چاہتا ہے حیرت کی بات ہے جب ہم دوران سفر چین کے ائیر پورٹ پر پہنچے تو بغیر اطلاع کے ایک صاحب چھ سوٹ ہدیہ دینے کے لئے کھڑے تھے۔

ایک جادوگر کا واقعہ

بھائی سمجھ میں نہیں آرہا کہ جادوگر اور بیس سال کی دوستی۔ ایک ڈاکٹر تھا وہ ایک منٹ کی ایک ہزار ڈالر فیس لیا کرتا تھا دنیا کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں اس کے پروگرام ہوتے تھے عرب کا شاہی جادوگر اور اس نے مسخر کئے ہوئے تھے شیاطین۔ اور پتہ نہیں کیا عجیب چیز تھا وہ۔ ہمیں بھی اس نے بہت سی چیزیں دکھائیں تو ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد میرے پاس آکر کہنے لگا میرا شیطان آیا تھا میرے پاس اور آکے بیٹھ کر رونے لگا کہنے لگا ڈاکٹر راکی۔ راکی اس نے اپنا نام رکھا ہوا تھا اصل نام عبدالقادر تھا ویسے وہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے تھا۔ نسل عربی، حسنی، قادری اور کام یہ کر رہا تھا تو کہنے لگا کہ آج میرا شیطان میرے پاس آیا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر راکی تم نے بیس سال کی دوستی کو پانچ منٹ میں توڑ دیا تو میں نے اس سے کہا بیس سال میں نے جھوٹ کو آزمایا ہے اب کچھ دن سچ کو بھی آزمانے دو تو آگے مجھ سے کہتا ہے بات تو تمہاری ٹھیک ہے کہ سچ ہی میں نجات ہے لیکن پھر جلدی کیا ہے بعد میں توبہ کر لینا۔ یہاں آکے مار دیتا ہے کہ ابھی جلدی کیا ہے پھر توبہ کر لینا اس میں بہت سے بغیر توبہ کے مر جاتے ہیں۔ دوسرا کیا کہتا ہے توبہ کا کیا فائدہ ادھر کروں گا تو ٹوٹ جائے گی ایسی توبہ کا کیا فائدہ۔

چمارن کو مسلمان کر کے شادی کرنے والے کا انجام خیر

پھلت (انڈیا) میں ایک شخص تھا اس کا نام تو مجھے معلوم نہیں بس ہم لوگ اسے

ماما کہا کرتے تھے بہت ہی کالے رنگ کا آدمی تھا دیہاتوں میں مختلف قسم کے تیل بیچتا رہتا تھا اس کو نشے کی عادت تھی ہر وقت اسپرٹ پیتا تھا ظاہر ہے کہ نشہ کرنا کتنا زبردست گناہ ہے مگر بے چارہ اس بلا میں پھنس گیا مسلسل نشے کی وجہ سے اس کے پھیپھڑے خراب ہو گئے تھے۔

ایک دفعہ رمضان المبارک میں اخیر جمعہ سے قبل اس نے غسل کیا اور روزے کی نیت کی صبح کو سحری کھائی اور نماز پڑھی اس کو کھانسی کا دورہ ہوا اور چند گھنٹوں میں انتقال ہو گیا رمضان کے آخری جمعہ میں اس روز کسی وجہ سے لوگ کھتولی جو ہمارے قریب قصبہ ہے اور جہاں لوگ دن میں اپنے اپنے روزگار پر جاتے ہیں وہاں بھی نہیں گئے تھے شاید کوئی ہڑتال تھی جمعہ کی نماز کے بعد ماہ مبارک میں اس کی نماز جنازہ ہوئی اس قدر ہجوم جنازے میں تھا کہ بہت کم ہجوم ہمارے یہاں دیکھا گیا۔

اتفاق سے میں نے ہی اس کے جنازے کی نماز پڑھائی نماز کے بعد دل میں خیال ہوا کہ روزے کی حالت میں اس کا انتقال کیسا مبارک ہے کفن ہٹا کر جو دیکھا تو اس کالے آدمی کا چہرہ ایسا حسین اور پیارا لگ رہا تھا کہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ دل میں خیال آیا کہ یا اللہ اس کی کون سی ادا پر آپ کو پیار آ گیا تجسس ہوا تو تحقیق ہوئی کہ اس نے ایک چمارن کو مسلمان کر کے شادی کر لی تھی وہ بے چاری بعد تک زندہ رہی اور بڑی نمازی اور نیک خاتون تھی فوراً سمجھ میں آیا کہ پیارے آقا ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر جو ارشاد فرمایا کہ:

> ''اے علی! تیری وجہ سے ایک آدمی کو ہدایت مل جائے تو تیری نجات کے لئے کافی ہے۔''

اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ ایک شرابی اور نہایت بے عمل آدمی کا ایسا قابل رشک خاتمہ ہوا۔

نھو کی نئی زندگی کی ابتداء

جناب ابو البرکات علوی نظام پور ضلع اعظم گڑھ (انڈیا) کے رہنے والے ہیں۔ ۲۱ اگست ۱۹۹۹ء کو ان سے دہلی میں ملاقات ہوئی انہوں نے بتایا کہ ان کے گاؤں کے قریب مخدوم پور بستی ہے یہاں ایک مسلمان نھو صاحب (عمر تقریباً ۴۰ سال) رہتے ہیں ان کو شراب کی عادت ہوگئی تھی وہ اکثر نشے میں رہتے تھے گھر والے ان کی طرف سے مایوس ہو گئے تھے۔

چند سال پہلے کی بات ہے تبلیغی جماعت کے کچھ لوگ مخدوم پور آئے وہ گشت کرتے ہوئے نھو صاحب کے گھر پہنچے ان سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ جماعت میں چلیں انہوں نے جواب دیا کہ میں تو ایک شرابی ہوں دیکھو اس وقت بھی میری جیب میں ایک کُپی ہے، تبلیغی جماعت والوں نے اصرار کیا تو انہوں نے جیب سے کُپی نکالی اور ساری شراب پی گئے اس کے بعد وہ مدہوش ہو کر چارپائی پر لیٹ گئے اب تبلیغ والے چارپائی کے چاروں طرف بیٹھ کر ان کے لئے دُعائیں کرنے لگے۔

کئی گھنٹوں کے بعد انہیں ہوش آیا تو انہوں نے دیکھا کہ تبلیغ والے ان کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے ہیں اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگ رہے ہیں۔ نھو صاحب نے پوچھا کہ آپ لوگ ابھی تک یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تبلیغ والوں نے کہا کہ ہاں جب آپ مدہوش ہو گئے تو ہم لوگ آپ کے لئے دُعا کرنے لگے۔

اس واقعے کا نھو صاحب پر بہت اثر ہوا انہوں نے کہا اچھا میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ اس کے بعد وہ گھر کے اندر گئے اپنے بچوں سے کہا کہ غسل خانے میں پانی رکھو مجھ کو نہانا ہے اور کپڑے بدل کر تبلیغ والوں کے ساتھ جماعت میں جانا ہے، گھر والوں نے اس کو مذاق سمجھا انہوں نے کہا کیا آپ شراب کی پنّی لے کر جماعت میں

جائیں گے؟ انہوں نے کہا نہیں میں شراب چھوڑ کر جاؤں گا اسکے بعد وہ جماعت میں گئے تین دن کے بعد جب وہ واپس آئے تو ایک بدلے ہوئے انسان تھے اب نھو صاحب کو لوگ ایک دیندار انسان کی حیثیت سے جانتے ہیں۔

حال میں جناب ابوالبرکات علوی کی ملاقات نھو صاحب سے ہوئی تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا کبھی شراب پینے کا جی نہیں چاہتا انہوں نے جواب دیا کہ تبلیغ والوں نے جو بات بتائی وہ مجھ کو شراب سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہے۔

گیارہ سالہ بچی کی فکر اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

میری ایک بچی ہے اسماء ذات الفوزین' جب بابری مسجد کا قضیہ چل رہا تھا تو حالات بہت خراب تھے ستمبر کا مہینہ تھا ہمارے یہاں ایک مہترانی صفائی کرنے آتی ہے بالا اس کا نام ہے ذرا صاف ستھری رہتی ہے اور خوش اخلاق سی ہے' بچے اس سے بے تکلف رہتے ہیں' ہماری بچی اَسماء جس کی عمر اس وقت گیارہ (۱۱) سال کی ہو گی گھر سے نکلنے کے لئے جو گیلری ہے اس میں کھڑی تھی' بالا گھر سے صفائی کر کے چلی ٹوکرا سر پر رکھے ہوئے' اچانک بارش ہونے لگی تو وہ ٹوکرا اُٹھا کر وہیں کھڑی ہوگئی' اسماء اس سے باتیں کرنے لگی مجھے خیال ہوا کہ نہ جانے ماحول خراب ہے کیا بات کہہ دے تو میں برابر کے دروازے میں کھڑا ہو کر اس کی باتیں سننے لگا۔

اسماء نے جو باتیں کیں اور جو میری سمجھ میں آئیں وہ یہ تھیں۔ اس نے بالا سے کہا: بالا تم اتنی اچھی ہو اور اچھی ہو جاؤ نا۔

بالا نے کہا: کس طرح اچھی ہو جاؤں؟

اسماء: اچھا یہ بتاؤ تم کس کی پوجا کرتی ہو؟

بالا: بھگوان کو پوجتی ہوں۔

اسماء: یہ مورتیاں تمہیں کچھ دے دیں گی، کچھ نفع نقصان پہنچا دیں گی، مجھے ڈر ہے کہ تم اتنی اچھی ہو اگر ہندو ہی مر گئی تو دوزخ میں جاؤ گی۔

میں نے جھانک کر دیکھا تو یہ کہہ کر اس کی آنکھیں بھر آئیں مجھے پیارے نبی کریم ﷺ کا فرمان یاد آیا:

كُلُّ مُوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ۔

''ہر بچہ فطری طور پر مسلمان پیدا ہوتا ہے۔''

اسماء کی دین فطرت پر پیدا ہونے کی بات تھی کہ قرآنی اسلوب میں وہ اس مہترانی کو دعوت دے رہی تھی اس کو یہ بات کس نے سکھائی تھی مجھے اسماء پر بہت پیار آیا۔

بارش رُک گئی، بالا چلی گئی، میں نے اپنی بچی کو بلایا اور اس سے معلوم کیا! اسماء بیٹی تم بالا سے کیا بات کر رہی تھی؟ میری زندگی نے نیا رُخ لیا جب وہ گیارہ سالہ بچی میرے سوال کو سن کر ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ گویا ہوئی ابو کتنی اچھی ہے بالا، دیکھیں اگر یہ ہندو مر گئی تو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں جلے گی بے چاری، اتنی اچھی ہے دوزخ میں جلے گی یہ کہہ کر میرے سینے سے لگ گئی اور خوب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میرے عزیزو! بات ذرا سی تھی دماغ گھوم گیا اور دل پر چوٹ لگی۔



حصہ سوم

کارگزاری کرکٹرز، گلوکار، فلم ساز، اداکار وغیرہ

مسٹر ایشیا یحییٰ بٹ کی خوبصورت کارگزاری

میں تبلیغ سے تو کافی عرصہ سے متعارف تھا لیکن قریب سے دیکھنے کا موقع نہ ملا تھا اس ماحول سے قبل میں بڑی مشکل زندگی گزار رہا تھا ہر وقت مقابلے کی تیاری میں مگن رہتا لمبے لمبے بال رکھے ہوئے تھے کلین شیو کرواتا تھا اچھی گاڑی میں بیٹھ کر ریڈ اینڈ وائٹ پیتے ہوئے ساری دنیا میں عیاشی کرنے کا پروگرام تھا۔ لیکن اللہ جزائے خیر دے بھائی ذوالقرنین (سابق ٹیسٹ کرکٹر) کو وہ میرے پیچھے لگے رہتے تھے میں انہیں صاف کہہ دیتا تھا بھائی آپ کا کیریئر ختم ہوگیا اب آپ فارغ ہوکر مولوی بن گئے۔ میں نے ابھی زندگی گزارنی ہے لیکن وہ مجھے برابر سمجھاتے رہے۔

پھر اسی دوران ایک ایمان افروز واقعہ پیش آیا جس نے میری زندگی بدل دی۔ ہوا یوں کہ اس دوران رائے ونڈ کا سالانہ اجتماع قریب آگیا اور ساتھیوں نے بھی اجتماع پر چلنے کو کہا تو میں نے دو تین گھنٹے کے لئے اجتماع پر آنے کا وعدہ کیا اجتماع پر آیا وہاں کا ماحول دیکھا ساتھیوں نے رات ٹھہرنے کی درخواست کی تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے صبح شیو اور غسل بھی کرنا ہوتا ہے تو انہوں نے مان لیا۔ رات گزاری صبح ناشتہ کیا تو ساتھیوں نے کہا سابق ٹیسٹ کرکٹر عبدالقادر کو کون لائے گا؟ اس کے لئے گاڑی کی ضرورت ہے تو میں نے اپنی گاڑی پیش کر دی پھر میں نے شیو کرائی اور عبدالقادر کی طرف چل دیا۔

وہاں سے اس کو لے کر جب واپس رائے ونڈ جانے لگا تو عبدالقادر نے کہا کہ اجتماع پر میرا ایک نومسلم دوست آیا ہوا ہے۔ اس کے لئے کچھ ہدیہ وغیرہ لینا ہے۔ مختلف ہدیے خرید کر رائے ونڈ پہنچے تو بیرون کے حلقہ میں جا کر ایسا محسوس ہوا جیسے ساری دنیا کے لوگ وہاں جمع ہیں کہیں فلپائن والوں کا حلقہ تو کہیں سعودی عرب والوں کا' کہیں روس، ملائیشیا، انڈونیشیا، ایران، قطر، کینیڈا، کہیں نیوزی لینڈ والوں کا حلقہ ہم نیوزی لینڈ والے حلقے میں گئے' میں وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت نوجوان چہرہ پر سنت رسول (ڈاڑھی) ہے اور لباس بھی سنت کے مطابق ہے سر پر عمامہ۔

اس کو دیکھ کر میرے دل پر چوٹ لگی کہ یہ ایک نومسلم ہو کر اتنی سنت کا اہتمام کرے اور ہم پیدائشی مسلمان ہیں اور ہم پاکستان کو اسلام کا قلعہ کہتے ہیں اور اپنے آپ کو دین کا شیدائی سمجھتے ہیں' جب ہم نے اس کو ہدیے پیش کئے تو اس نے پوچھا کیا سمو سے کھانا سنت ہے؟ میں اور متاثر ہوا اور میں نے ڈاڑھی رکھنے کا پکا ارادہ کر لیا تین گھنٹے کے لئے گیا تھا لیکن تین دن کے بعد واپس آیا تو والدہ نے کہا کہ اپنا حلیہ درست کر لو کہیں جانا ہے' میں نے کوئی جواب نہ دیا اور غسل کرنے چلا گیا۔

جب واپس آیا تو والدہ نے کہا حلیہ ٹھیک نہیں کیا لگتا ہے تمہاری نیت ٹھیک نہیں تو میں نے دل میں کہا کہ پہلے خراب تھی اب ٹھیک ہے۔ بیوی نے بھی اس طرح کی باتیں کیں لیکن میں نے ان کی طرف زیادہ توجہ نہ دی۔ اجتماع پر حاجی عبدالوہاب صاحب سے ملاقات کے لئے گئے تھے ملاقات کے دوران انہوں نے محبت سے میرے چہرے پر ہلکی سی چپت لگا دی' لگتا ہے یہ اس کا اثر ہے آج تک ڈاڑھی نہیں کاٹی۔

پاکستان کے سابق مشہور ومعروف گلوکار جنید جمشید کی توبہ

میرے بھائیو دوستو بزرگو ! انتہائی احترام کے لائق السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ حضرات کے سامنے بیٹھ کر ایک واقعہ مجھ کو یاد آیا کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ نے کوئل کی آواز سنی تو دربانوں کو وزیروں کو بھیجا کہ آواز بڑی خوبصورت ہے اس کو پکڑ کر لے آؤ تو سارے دربان وزیر گئے باغ میں' کوئل کو ڈھونڈ رہے ہیں کوئل نے نہ ملنا تھا نہ ملی' انہوں نے سوچا کہ بادشاہ نے کوئل کو دیکھا تو ہے نہیں ایک اُلو پر نظر پڑی انہوں نے جال مارا اور اس اُلو کو پکڑ کر لے آئے اور بادشاہ سے کہا کہ یہ کوئل ہے' تو جس کو آپ اس وقت کوئل سمجھتے ہیں وہ اصل میں ایک اُلو ہے کوئلیں تو سامنے بیٹھی ہیں۔

اصل میں تو آپ لوگ اس قابل ہیں کہ یہاں آپ کی بات سنی جاتی لیکن میرے بھائیوں کا احسان ہے اور آپ حضرات کی شفقت ہے کہ آپ لوگوں نے مجھ کو یہاں آنے کا موقع دیا اور بات کرنے کا۔ میرا علم بھی ناقص ہے اور سوچوں کی وسعتیں بھی ناقص ہیں اس لئے میرے منہ سے اگر ایسی بات نکلے جو قابل اعتراض ہو تو آپ کو پوری اجازت ہے کہ آپ مجھے روک کر سمجھا سکتے ہیں منع کر سکتے ہیں۔

میری زندگی کا سفر عجیب رہا ہے کہ جب شوبز میں تھا تو ہم ہمیشہ خرچ کیا کرتے تھے اس چیز پر کہ کسی طرح میرا نام مشہور ہو جائے اور زیادہ لوگوں کو میرے بارے میں پتہ چل جائے' اس پر خوب پیسہ خرچ کرتے تھے' پیسہ بہت خرچ کرتے تھے فائدہ ہمیں تھوڑا سا ہوتا تھا بالکل تھوڑا سا اور وہاں رہتے ہوئے ہر وقت اس بات کی فکر رہتی تھی کہ کسی طرح ہم مشہور ہو جائیں جس فیلڈ سے میرا تعلق تھا دنیاوی لحاظ سے اس

میں خودغرضی مال کی طمع جاہ وجلال کی طمع اپنی انتہا پر تھی۔

باقی کاروبار بھی تھے دنیا کے کہ آدمی تجارت کرتا ہے اس کا دل کرتا ہے کہ اس میں اس کا نام ہو آدمی ملازمت کرتا ہے اس میں اس کا دل کرتا ہے کہ اس میں اس کا نام ہو' ڈاکٹر صاحب بھی یہ چاہتے ہیں کہ اس کا نام ہو' لیکن یہ جو دنیاوی معاملات ہیں ان میں جس کام پر میں لگا تھا اس میں تمام چیزیں انتہا پر تھیں یہاں تک مجھے یاد آتا ہے کہ ہم سلام کا جواب بھی نہیں دیتے تھے اس کو جس سے ہم کو لگتا تھا کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں اور ہم نے اردگرد تین چار لوگ ایسے مقرر کئے ہوتے تھے جو ایسے لوگوں کو ہمارے قریب ہی نہ آنے دیتے تھے جس سے ہمیں کوئی فائدہ نہ ہو یہ میرا اس زندگی سے تعلق تھا۔

وہاں کوششیں یہ ہوتی تھیں کہ مشہور سے مشہور ہو جائیں اور اپنی آنکھوں سے میں دیکھتا تھا کہ جسے اللہ چاہتا تھا مشہور کر دیتا تھا ہمارا پیسہ خرچ کرنے نہ کرنے زور لگانے نہ لگانے سے کچھ فرق نہیں پڑتا تھا اور جب اس فیلڈ کو چھوڑا اب میری کوشش ہوتی ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھوں ان سے مجھے استفادہ ہو اب میرے اندر ایک طمع اور ہے گم نامی کا کہ میں گم نام ہو جاؤں اور کسی کو میرا پتہ نہ چلے میں جو کچھ کر رہا ہوں مجھ کو اور میرے اللہ کو پتہ ہو کہ میں کیا کر رہا ہوں اگر کوئی نیکی کا عمل کر رہا ہوں' لیکن حیرت کی بات اس میں یہ ہے کہ میں جتنا چھپنے کی کوشش کرتا ہوں اتنا میں لوگوں کے سامنے آ جاتا ہوں میں جتنا بچنے کی کوشش کرتا ہوں اتنا میں پھر سے لوگوں کے سامنے آ جاتا ہوں۔

جب میں نے شوبز چھوڑا تو آخری شو میرا اسی حال میں تھا' لڑکے لڑکیاں خوب تالیاں پیٹ رہے تھے اور میں یہاں سے جاتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کرتا رہا کہ یا اللہ شکر ہے۔ میں نے جب شوبز چھوڑا تو مجھے یہ خیال آیا کہ اب چونکہ اللہ کی ذات

رازق ہے یہ تو ممکن نہیں کہ اللہ مجھے بھوکا مار دے گا اور میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہو گا مجھے یہ اُمید تھی کہ کسی نہ کسی طریقے سے میرے کاروبار کا سلسلہ شروع ہو ہی جائے گا حالانکہ مجھے کرنا کچھ نہیں آتا' گانے کے سوا کچھ نہیں آتا تھا شیطان فقر سے ڈراتا رہا کہ کیا کرے گا بیوی بچے کیا کریں گے؟

میں آپ لوگوں کے ساتھ یہ واقعہ اس لئے شیئر کرنا چاہتا ہوں چونکہ علمی باتیں کرنے والے حضرات تو یہاں بیٹھے ہیں میں کوئی عالم تو ہوں نہیں میں تو اپنی کارگزاری سنا سکتا ہوں میں نے جس دن یہ فیصلہ کر لیا کہ اب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرنی۔ بس بہت ہوا بہت ہو گیا ارے کتنا کرے گا جنید' میں یہ سنا کرتا تھا کہ اللہ کریم ہیں کریم کس کو کہتے ہیں؟ کریم اس کو کہتے ہیں کہ جو گنہگاروں سے الفت رکھتا ہے' محبت کرتا ہے' اللہ کریم ہیں' اللہ اتنے کریم ہیں' اتنے کریم ہیں کہ ماں سے ۷۰ گنا زیادہ محبت کرتے ہیں میں نے یہ بات سنی تھی اچھا اس بات کا مطلب کیا ہے سمجھ میں نہیں آیا۔

پھر جب شوبز کی ۱۶ سال کی زندگی دیکھی تو ہر روز جو گناہوں کے انبار میں جمع کرتا تھا اب میں یہ دیکھتا کہ میں یہ اللہ کے سامنے کر رہا ہوں یعنی میں نے جو گناہ کرنا ہے کل اس کا آج پلان کر رہا ہوں کہ کل یہ گناہ کروں گا اللہ دیکھ رہا ہے مجھے روک بھی سکتا ہے پکڑ بھی سکتا ہے لیکن اس نے مجھے سہولت دی ہوئی ہے ڈھیل دی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو یہ نہ دیکھ کہ تو چھوٹا گناہ کر رہا ہے یا بڑا گناہ کر رہا ہے یہ دیکھا کر کہ کس کے سامنے کر رہا ہے تو مجھے یہ خیال آتا کہ ہم یہ پرواہ بھی نہیں کرتے تھے۔

یعنی ۱۶ سال ہم نے اللہ تعالیٰ کی اتنی نافرمانیاں کیں کہ اگر کم از کم دن میں ایک ہی گناہ کیا ہو تو ۱۶ سال میں ٦ ہزار گناہ تو کئے ہوں گے اللہ کے سامنے۔ وہ مجھے معاف کرتا رہا یہ میرے ماں باپ کی دعائیں ہی ہو سکتی ہیں اور کیا ہو سکتا ہے اللہ مجھے معاف کرتا گیا کرتا گیا ایک دن آخر میں نے کہا کہ جنید بس کر خدا کے واسطے بس کر یہ

گناہ تو اکیلا نہیں کر رہا ہے تو تو کھڑے ہو کر اسٹیج پر گا رہا ہے لیکن دیکھ یہ تیرے نبی پاک ﷺ کی اُمت کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں' میں سوچتا تھا کہ یہ نوجوان لڑکیاں کسی کی بہنیں ہی تو ہیں کسی کی بیٹی ہی تو ہیں یہ کیا بات ہے کہ میں کسی کے گھر میں سے اس کی بیٹی بہن کو نکال کر لے آیا ہوں' میں گا رہا ہوں اور یہ میرے گانے پر ناچ رہی ہے۔

میرے پیارو! آج مجھے اور تمہیں ایک گانے والے کی ضرورت نہیں ہے آج تو کسی ایسے رہبر کی ضرورت ہے جو یہ بتائے' جو کسی ماں کو یہ بتائے کہ ایک ماں کی دُعا سے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وقت کے ولی بنے آج تو ہمیں کسی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ضرورت ہے جس کی دُعا سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بنے۔

پاکستان کے سپر سٹار سابق کرکٹرز سعید انور کی کہانی اس کی اپنی زبانی

میرے بھائیو بزرگو دوستو! اس دنیا میں تین طرح کے طبقے ہیں ایک تو بالکل ہی دین سے ہٹے ہوئے جیسے ہم لوگ تھے کرکٹ والے کہ اپنی ساری توجہ دنیا پر لگائی ہوئی تھی کہ کسی طرح سے ہم دولت حاصل کر لیں شہرت حاصل کر لیں اور کامیاب ہو جائیں' کامیابی اور شہرت کا معیار پیسہ تھا میری اپنی سوچ یہ تھی کہ کس طرح میں ون ڈے میں دو سو اور ٹیسٹ میں تین سو سکور کر لوں اور میں صرف اسی کو مقصد بنا کر زندگی میں محنت کر رہا تھا اور اپنی زندگی چل رہا تھا لوگ ناسمجھی کی وجہ سے دین سے دوری پر ہیں کیونکہ اب میں دین کی برکت سے دنیا میں پھرتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کی دین سے کتنی دوری ہے۔

میں انضمام کے ساتھ اسٹیڈیم میں گیا تو ایک ساتھی مجھے کہنے لگا سعید صاحب

یہ مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ سائن بورڈ پر ایک ماں اپنے بچے کو بوتل سے دودھ پلا رہی ہے تو اس کے منہ پر سیاہی مل دیتے ہیں وہ ایک ماں ہے ماں کی عزت کرنی چاہئے اس کا چہرہ چھپا دیتے ہیں کتنی بری بات ہے تو مجھے اپنی پچھلی زندگی نظر آئی اتنی بے دینی کہ عورت کو کھلے عام سڑکوں پر دکھا رہے ہیں۔

اگر آج یہ دعوت و تبلیغ والی محنت نہ چل رہی ہوتی اور یہ لوگ میرے گھر کے چکر نہ کھا رہے ہوتے تو پتہ نہیں میں کہاں ہوتا پہلے یہ لوگ میرے گھر کے کتنے چکر کھاتے تھے میں اندر چھپ کر جھوٹ بول دیتا کہ گھر پر نہیں ہوں کبھی ہم کرکٹ کھیل رہے ہوتے تو ان لوگوں کو دیکھ کر بھاگ جاتے کہ وہ ساتھ لے کر جانے والے مولوی آ گئے ہیں آخر ان لوگوں کی فکر اور میرا ان کی نصرت واکرام کرنا کام آ ہی گیا اور اللہ نے مجھے قبول کر لیا۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو کسی حد تک دین پر چلتا ہے جیسا میرے گھر والے نماز تو پڑھتے تھے مگر ایسے جیسے دوائی اتنی لیتے ہیں جس سے مرض ٹھیک ہو جائے جیسے ہی مرض ٹھیک ہو گیا تو دین کو پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین کے لئے پیدا کیا ہے اور ہمارا مقصد دین پر چلنا بنایا ہے تو ہم نے دنیا میں لگ کے مقصد کو ضرورت بنا لیا ہے جب ضرورت پڑی اور رنز نہیں بن رہے اور بیٹنگ میں انڈے ہوئے تو نفل پڑھ کر دعائیں کرتے ہیں یا اللہ! معاف کر دے اور فجر کی نماز کے لئے بھی اُٹھ جاتے اور جب ضرورت پوری ہوئی تو مقصد کو ٹھوکر مار دی اور کرکٹ کھیلنے کو پیسہ کمانے کو ڈاکٹر وغیرہ بننے کو مقصد بنا لیا۔

تیسرا طبقہ وہ ہے جو اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے حکموں پر قربان کر دیتے ہیں اللہ کے حکموں کو پوری طرح مانتے ہیں اور نبی پاک ﷺ کے مبارک اور نورانی طریقوں پر اپنی زندگی گزار دیتے ہیں درحقیقت یہی لوگ کامیاب ہیں نماز پڑھ لی سچ نہ

بولا کاروبار تو ویسے ہی چل رہے ہیں انصاف نہ کیا تو آخرت میں ان کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ ہوگا اس حساب سے ان کو صلہ مل جائے گا۔

آج بدقسمتی سے ساری دنیا کے انسان دنیا کی محنت میں لگ گئے اور کیونکہ شیطان ہماری نظر وہاں جانے نہیں دیتا جیسے آج ڈاکٹری کی کتنی محنت ہو رہی ہے اور اس وقت کتنے ہسپتال بن رہے ہیں عمران خان ہسپتال فلاں ہسپتال، دل کے مرض کا فلاں علاج، شوگر کے مرض کا فلاں علاج اتنے ہی مریض آج دل کے بن گئے ہر دوسرا آدمی آج بلڈ پریشر شوگر کا مریض ہے طرح طرح کے مریض اور مرض بن گئے کوئی پیسہ کما لیتا ہے تو چیزیں نہیں کھا سکتا اور جس کے پاس پیسہ نہیں وہ چیزوں کو دیکھتا رہتا ہے۔

ساری دنیا میں انسان محنت کر رہے ہیں لیکن محنت کا رُخ الگ ہے آج ساری دنیا میں انسان پریشان ہے مسلمان تو زیادہ ہی پریشان ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو مسجدوں کو آباد کرے گا اللہ ان کے گھروں کو آباد کرے گا اور جب ہم نے مسجدوں کو آباد کرنا چھوڑا اور صرف جمعہ وغیرہ کی نماز میں چلے گئے یا کبھی کسی اور نماز میں آ گئے اور مسجدوں کو آباد کرنا چھوڑا تو اللہ نے کیا نظام چلایا جہاں ہماری نظر نہیں جاتی مسجدیں خالی ہونا شروع ہوئیں تو اللہ نے ہسپتالوں کو آباد کر دیا، ہسپتال بھرنے شروع ہو گئے مریضوں کی لائن لگی ہوئی ہے بیماریوں کی لائن لگی ہوئی ہے پانچ سو مریض کا ہسپتال ہے پانچ ہزار مریض لائن میں لگے ہوئے ہیں۔

ابھی میں پچھلے دنوں جماعت کے ساتھ بنوں گیا تو وہاں کتنے لوگ میرے پاس آئے کہ میرے بچے کو کینسر ہے میرے بھائی کو فلاں بیماری ہے تو آپ شوکت خانم میں عمران خان کو کہہ کر میرے بچے کو داخل کرا دیں وہاں تو چار چار مہینے کی ویٹنگ لسٹ لگی ہوئی ہے میرے بچے کی تو چار مہینے کی زندگی نہیں ہے ایسے ہی پانچ سو لوگوں کی جیل

میں پانچ ہزار قیدی بھر دیئے گئے ہیں تو کیا ہوا جب مسجدیں خالی ہونا شروع ہوئیں تو جیلیں بھر گئیں ہسپتال بھر گئے اس طرف شیطان ہماری نظر جانے نہیں دیتا۔ اس لئے میرے بزرگو بھائیو دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی کیلئے پورا دین بنایا ہے۔

مولانا طارق جمیل صاحب ایک جماعت کے ساتھ میرے گھر آئے انہوں نے اپنے مخصوص خوبصورت انداز سے تھوڑی سی باتیں ارشاد فرمائیں ”تم چاہے جتنی سینچریاں بنالو جتنے مرضی رنز سکور کرلو لیکن یہ جو ہے نا دل کا خانہ یہ ہمیشہ خالی رہے گا اس میں کبھی چین سکون نہیں آسکتا ہمیشہ تڑپتے ہی رہو گے۔“ مزید مولانا صاحب نے ایسی حقیقی گفتگو فرمائی جو جو چیزیں ہمارے پاس تھیں کہ بچپن میں جو ہمیں بتایا گیا کہ بس تمہارا گھر اچھا ہوگا تمہارے پاس مال ہوگا تمہاری گاڑی اچھی ہوگی تو تم اچھی زندگی گزارو گے تمہارے پاس چین سکون ہوگا۔

میں نے بھی اس پر محنت کی رنز بھی اچھے بنائے دنیا میں ایک وقت ایسا بھی آگیا کہ لوگ کہنے لگے سعید انور سب سے اچھا کھلاڑی ہے لیکن اس حصے (دل) کو کوئی فرق نہیں آیا' ایک دن اگر اچھا کھیلے تو اگلے دن لڑکے کہنے لگے آج آپ اچھا کھیلے اور کل سو (۱۰۰) رنز کر لئے تو ایک نئی تکلیف شروع ہوگئی رات کو کروٹیں شروع ہوگئیں تو غرض دنیا حاصل کر کے اس دل کو چین نہ ملا یہ دعوت وتبلیغ والے کام میں آئے انہوں نے تھوڑی سی بات کی کہ بھئی اس طرح کرو اس طرح کرو تین دن لگاؤ دین سیکھو۔

کہتے ہیں نا! کہ آدم علیہ السلام کا اللہ نے جب جسم بنایا تو چالیس سال تک پڑا رہا' شیطان نے اندر گھس کر دیکھا چاروں طرف کہ اللہ نے اس کو کیسا بنایا ہے اللہ نے کہا کہ اس کو سجدہ کرو تو شیطان نے کہا اندر گھس کر چیک تو کروں۔ شیطان نے دیکھا کہ پورا جسم عام سا تھا اور جب دل کی طرف گیا تو چاروں طرف سے گھسنا چاہا لیکن

گھس نہ سکا اس کے بارے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک اس دل میں میرا ذکر نہیں بولا جائے گا اس دل کو کہیں چین سکون نہیں آ سکتا۔

اس طرح میرے بھائیو دوستو اور بزرگو! میری زندگی' انضمام کی زندگی' ثقلین کی زندگی' شاہد آفریدی کی' مشاق کی' یونس خان کی' معین کی زندگی' سب کی زندگیاں اس طرح تباہ برباد تھیں نیند کی گولیاں کھا کر سوتے تھے راتوں کو دیر دیر تک فلمیں دیکھتے تھے گانے سننا' تڑپتے رہنا' کروٹیں بدلنا' نیند نہ آنا' صبح آٹھ آٹھ بجے تک سونا یہ کیا بات ہے؟ چار گاڑیاں گھر میں کھڑی ہیں بیوی کو ہر وہ چیز جو وہ منہ سے نکالتی ہے دیتے ہیں پھر بھی وہ ناخوش ہے پھر بھی وہ ناراض ہے پھر بھی جھگڑتی رہتی ہے پھر بھی ذلیل کرتی رہتی ہے بات صحیح نہیں کرتی' عزت نہیں کرتی میں کیا دوں کہ عزت کرنی شروع کر دے۔ میرے اور اس کے حالات صحیح ہو جائیں ماں باپ سے تعلقات کیسے بنیں؟ ماں باپ سے تعلقات خراب کیوں ہو رہے ہیں؟ رشتے داروں سے تعلقات خراب کیوں ہو رہے ہیں؟ کیا ہو گیا کہ کاروبار میں بھی دھوکہ ہو رہا ہے ہر آدمی دھوکہ کر لیتا ہے کیسے زندگی گزاریں کہ چین وسکون آ جائے؟ معاملات صحیح ہو جائیں لوگ ہم سے سچی محبت کرنی شروع کریں۔

اب تو حال یہ ہے کہ لوگ ایک دن سو (۱۰۰) رنز پر تعریف کر رہے ہوتے ہیں تو دوسرے دن سڑک پر تصویروں کو جوتیاں مار رہے ہوتے ہیں اور گالیاں دے رہے ہوتے ہیں ہم کیا کریں؟ کہ یہ روز ہمیں سلام کریں ہم بھی ان کو سلام کریں محبت کریں عزت کریں کیسے یہ نظام چلے ہمارے اندر بھی چین وسکون آئے تو کہیں نہیں یہ بتایا جا رہا نہ کسی کالج میں نہ کسی یونیورسٹی میں وہاں بھی یہی بتایا جا رہا ہے کہ ڈاکٹر بن جاؤ گے تو کامیاب ہو جاؤ گے انجینئر بن جاؤ گے تو کامیاب ہو جائے گا' فلموں کے میدان میں بتایا جا رہا ہے کہ بڑے ایکٹر بن جاؤ گے تو کامیاب ہو جاؤ گے کہیں بھی اللہ کا تعارف

نہیں کرایا جا رہا۔

میرے بزرگو بھائیو اور دوستو! جس دن مجھے پتہ چلا کہ اللہ نے چین وسکون یہاں نہیں رکھا' تین دن لگا کر دیکھو یہ لوگ بڑی محبت کرتے ہیں طرح طرح کے لوگ ملتے ہیں آج بھی ہم گشت پر گئے تو ایک بڑے پیارے بھائی تھے بڑی پیاری پیاری باتیں کیں اصل علم یہ ہے کہ ابھی اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے میرے اوپر' اب فجر کی نماز ہوئی ۲ فرض کا حکم ہے میں نے چار پڑھ لئے تو یہ اللہ کو منظور نہیں ہے یہ تو منہ پر ماردیئے جائیں گے قیامت کے دن' اس وقت اللہ کا حکم کیا ہے یہ جاننا بہت ضروری ہے۔

آج ۹۵ فیصد لوگ نماز نہیں پڑھ رہے ہم اپنی تجارتیں دس دس گھنٹے کرتے رہیں اور ساری دنیا جہنم کی طرف جا رہی ہے' کہاں جا رہے ہیں' ساڑھے تین لاکھ انسان روزانہ مر رہے ہیں یہ جہنم میں جا رہے ہیں ان کا کیا ہوگا؟ میری گاڑی کے نیچے دس سال قبل ایک بلی کا بچہ آ گیا وہ سڑک پر تڑپ رہا تھا تو میں بڑے عرصے بعد زندگی میں پہلی دفعہ رویا تھا کہ یااللہ یہ تڑپ رہا ہے اس کی جگہ کوئی انسان کا بچہ ہوتا تو میرا کیا حال ہوتا تو کتنے انسان کے بچے جہنم میں جلیں گے کیا ہمارا دل نہیں ہلتا بغیر کلمہ نماز کے جو لوگ دنیا سے جا رہے ہیں مرتے ہیں ان کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ والی فکر نصیب فرمائے۔ آمین۔

پاکستان کے مایہ ناز کرکٹر محمد یوسف کا قبول اسلام

ہماری رہائش ریلوے کالونی گڑھی شاہو لاہور میں تھی یہاں میرے ہم مذہبوں کے بھی گھر تھے لیکن زیادہ آبادی مسلمانوں کی تھی اتفاق کی بات کہیے کہ میرا

زیادہ اُٹھنا بیٹھنا ملنا جلنا اور کھیلنا کودنا بھی مسلمان لڑکوں کے ساتھ ہی تھا سچی بات یہ ہے کہ وہ بھی مجھے اپنے جیسے ہی لگتے تھے مسلمانوں کے ہاں مجھے کوئی ایسی خاص خوبی یا امتیازی بات نظر نہیں آتی تھی کہ میرے دل میں مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوتا مسلمان لڑکوں کے مشغلے بھی میرے جیسے ہی تھے۔

ایف سی کالج میں پڑھائی کے دوران میری دوستی ایک ہم جماعت لڑکے جاوید انور سے قائم ہوئی وہ کرکٹ کے سپر اسٹار اور ہمارے سینئر ساتھی سعید انور کا چھوٹا بھائی ہے میں نے زندگی بھر اس جیسا لڑکا نہیں دیکھا میں اسے ملنے سعید بھائی کے گھر جاتا رہتا تھا سعید بھائی تو ۱۹۸۹ء سے قومی ٹیم میں تھے میں کوئی نو سال بعد ۱۹۹۸ء میں ٹیم میں آیا وہاں اکثر ایک سابق کرکٹر ذوالقرنین حیدر آجاتے تھے جو تبلیغی جماعت میں شامل ہو گئے تھے وہ نیکی اور نماز روزے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

لیکن اس وقت سعید بھائی کو ایسی باتوں کی لگن نہ تھی اکثر جب ذوالقرنین حیدر یا تبلیغ والے دوسرے لوگ آتے تو سعید بھائی مجھے باہر بھیج دیتے کہ کہہ آؤ کہ سعید گھر پر نہیں ہے پھر میں نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ ان کی طبیعت مذہب کی طرف آنے لگی تبلیغی جماعت کے بزرگوں سے بھی ان کا میل جول بڑھ گیا اپنی بیٹی کی وفات کے بعد وہ مکمل طور پر مذہبی رنگ میں رنگ گئے اکثر تبلیغی دوروں پر رہنے لگے وہ مجھے کہتے تھے ''یوسف ہر روز سونے سے پہلے یہ دُعا مانگا کرو۔'' اے خدا! مجھے حق اور سچ کا راستہ دکھا...... سعید بھائی نے مجھے ان دنوں کبھی یہ نہ کہا کہ مسلمان ہو جاؤ ہمیشہ اس دُعا کی تلقین کرتے رہے۔

میں سعید بھائی کی نصیحت کے مطابق ہمیشہ سونے سے پہلے یہ دُعا مانگتا رہا میں نے سعید بھائی میں آنے والی تبدیلیوں کو بڑے غور سے دیکھا اور بہت متاثر ہوا پھر ایک عجیب بات ہوئی میرا ایک دوست ہے وقار احمد بڑی پرانی دوستی ہے ہماری' یہ تین سال

پہلے کی بات ہے میں حسب معمول رات کو یہ دُعا مانگ کر سو گیا کہ ''اے خدا مجھے حق اور سچ کا راستہ دکھا'' رات میں نے خواب میں اپنے دوست وقار کو دیکھا وہ خوشی خوشی میرے پاس آیا اور کہنے لگا ''سنا ہے تم مسلمان ہو گئے ہو'' میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا آنکھ کھلنے پر میں یہ سوچتا رہا کہ کیا واقعی اللہ نے مجھے حق اور سچ کا راستہ دکھا دیا ہے۔

وقار شیخوپورہ کا رہنے والا ہے اتفاق دیکھئے کہ انہی دنوں پی آئی اے اور نیشنل بینک کے درمیان میچ کیلئے شیخوپورہ کرکٹ گراؤنڈ تجویز ہوا۔ میں پی آئی اے کی طرف سے کھیل رہا تھا شیخوپورہ پہنچا تو میرا وہی دوست وقار احمد مجھ سے ملنے آ گیا وہی خواب والی وضع قطع' میں اس وقت حیران رہ گیا جب اس نے بالکل اسی انداز سے مجھ سے پوچھا ''سنا ہے تم مسلمان ہو گئے ہو؟'' میں اس کا منہ دیکھنے لگا۔

یہی وہ لمحہ تھا جب مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ نے مجھے اشارہ دے دیا ہے کہ حق کا راستہ کیا ہے شام کو میں شیخوپورہ سے لاہور آیا تو سیدھا کیولری گراؤنڈ سعید بھائی کے پاس چلا گیا یہ ٹھیک تین سال پہلے اکتوبر ۲۰۰۲ء کا ذکر ہے میں نے سعید بھائی سے کہا ''میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں'' سعید بھائی نے مجھے گلے سے لگا لیا مجھے کلمہ پڑھایا اور میری دنیا بدل گئی۔

مجھے سعید بھائی کے ذریعے تبلیغی جماعت کے بزرگوں سے ملنے کا موقع ملا جنہوں نے ہر اعتبار سے میری مدد کی مجھے سہارا دیا مجھے دین سکھایا میں نے مولانا طارق جمیل صاحب کے کئی بیان سنے کئی بار رائے ونڈ حاجی عبدالوہاب صاحب کی خدمت میں حاضری دی مولوی فہیم صاحب نے خصوصی شفقت کی اور مجھ سے مسلسل رابطہ رکھا اسلام کا دامن پکڑنے کے بعد ''یوحنا'' میرے نام کا حصہ نہ رہا اور اس کے بجائے میں محمد یوسف ہو گیا اسلام قبول کر لینے کے بعد بھی میرے اندر نماز کی پختگی پیدا نہ ہوئی کبھی پڑھ لی کبھی نہ پڑھی۔

اس دوران میں جب بھی رائے ونڈ جاتا اور حاجی عبدالوہاب صاحب سے پوچھتا کہ اب مجھے اسلام قبول کر لینے کا اعلان کر دینا چاہئے تو وہ کہتے ''نہیں ابھی نہیں'' شاید انہیں میری شکل دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ ابھی میں اس لائق نہیں ہوا میری مولوی فہیم صاحب اور طارق جمیل صاحب سے بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں انضمام بھائی کو پتہ چلا تو انہوں نے بڑی شفقت کی جون ۲۰۰۵ء میں کرکٹ ٹیم کچھ میچ کھیلنے سعودی عرب گئی میچ تو نہ ہوئے البتہ ٹیم نے عمرہ کیا اس سے کوئی ڈیڑھ دو مہینہ پہلے میری بیوی بھی اسلام قبول کر چکی تھی میں نے اسے آزادی دی تھی کہ وہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے۔

پوری ٹیم نے عمرہ کیا لیکن میں ان کے ساتھ شامل نہ ہوا کیونکہ ابھی تک میں نے مسلمان ہونے کا کھلا اعلان نہیں کیا تھا لیکن مجھے سخت بے تابی تھی کہ عمرے کی سعادت حاصل کروں میری بیوی بھی میرے ہمراہ تھی اب وہ تانیہ کی بجائے فاطمہ ہو چکی تھی رائے ونڈ سے مولوی فہیم صاحب نے مکہ میں موجود عالمگیر صاحب کے ذمہ لگایا اور وہ رات گئے ہم دونوں کو حرم شریف لے گئے ہم نے عمرہ ادا کیا' یہ اللہ کا بہت بڑا کرم تھا رات کے پچھلے پہر شروع ہونے والا عمرہ صبح پانچ بجے ختم ہوا۔

میں نے اسی وقت مولوی فہیم صاحب کو فون کیا انہوں نے حاجی عبدالوہاب صاحب سے ذکر کیا جنہوں نے مجھے قبول اسلام کا اعلان کرنے کی اجازت دے دی پاکستان واپس آتے ہی میں نے اعلان کر دیا اسے اتفاق یا قدرت کا انعام کہئے کہ میں نے اپنے بیٹے اور بیٹی کا نام بھی مسلمانوں والے رکھے تھے بیٹی کا نام انیقہ یوسف اور بیٹے کا نام دانیال یوسف ہے میرے قبول اسلام پر والد صاحب نے برہمی کا اظہار نہیں کیا والدہ کچھ رنجیدہ ہوئیں لیکن اب سب کچھ معمول پر آ رہا ہے میں اللہ سے دُعا گو رہتا ہوں کہ وہ میرے پورے خاندان کو حق اور سچ کا راستہ دکھا دے۔ آمین۔

کرکٹر محمد یوسف کی بیوی کا قبولِ اسلام

الحمد للہ! دعوت و تبلیغ کی محنت سے ایسی فضاء بن رہی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کا دینی رجحان بڑھ رہا ہے۔ یقیناً جس چیز کی محنت ہوتی ہے اس کے ثمرات ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ ایسا تھا لوگ ڈاڑھی والوں کو معیوب اور عجیب نظروں سے دیکھتے تھے۔ نعیم بٹ صاحب جو کہ پہلے اسٹیج ڈراموں میں کام کرتے تھے بتاتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے دوستوں کے ساتھ اسٹیج ہال کے باہر کھڑا تھا۔ ہم نے ایک مولوی صاحب کو پجارو گاڑی چلاتے ہوئے دیکھا ہم لوگ حیران ہو گئے ان دنوں چونکہ پجارو گاڑی نئی نئی مارکیٹ میں آئی تھی ہم نے کہا مولوی اور گاڑی جیسے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

ہمارے ذہن میں یہ نظریہ تھا کہ مولوی صاحب کو تو ایک سائیکل پر سوار ہونا چاہئے جس کے پیڈل گھسے ہوئے ہوں۔ بریکیں خراب ہوں اور بڑی مشکل سے چلا رہا ہو یہی حلیہ اس کی حیثیت کے عین مطابق ہے۔ ان دنوں میں ہماری کیا بلکہ بہت سارے لوگوں کی سوچ بھی ایسی تھی کہ دین اور دنیا دونوں الگ الگ ہیں اگر دین پر چلنا شروع کیا تو ڈاڑھی رکھنی پڑے گی اور مولوی کہلائیں گے اور دنیا سے کٹ جائیں گے۔

مگر جیسے جیسے دین کی محنت ہوئی دین کی فضا بنی یہ بات الحمد للہ! ہماری سمجھ میں آتی چلی گئی کہ دین اور دنیا الگ الگ نہیں دنیا میں رہتے ہوئے ہم نے دین پر چلنا ہے۔ جیسے کشتی نے پانی میں چلنا ہے مگر کشتی میں پانی نہیں آنا چاہیے۔ ایسے ہی دل میں دنیا کی محبت کو جگہ نہیں دینی چاہیے بلکہ دین کو دل میں جگہ دینی ہے۔ واقعی ایسا ہی ہے کہ جس چیز کی محبت ہو اس کی حقیقت کھلتی ہے۔ اور اس کے اثرات سامنے آتے ہیں۔ جیسے کرکٹ ٹیم میں دین کی محنت کی کارگزاری ہمارے سامنے ہے۔ جب پاکستانی مسلمان کھلاڑیوں کی زندگی میں عملی طور پر دین آیا اور ان کی عملی زندگی سے متاثر ہو کر

یوسف یوحنا نے محمد یوسف بننا قبول کرلیا پھر اس نے دین کی یہی محنت اپنے گھر میں شروع کی اور اپنی اہلیہ کا ذہن بنایا اپنے مسلمان دوستوں کی بیویوں سے ملوایا۔ مستورات کی تعلیم میں اہلیہ کو لے کر گیا۔ (تو وہ بھی مسلمان ہوگئی)۔

بھائی نعیم صاحب محمد یوسف صاحب کی بیوی کے اسلام لانے کا واقعہ یوں بتاتے ہیں۔ چونکہ ہمارا اور ان کا گھر قریب ہے اور ان کا ہمارے گھر کافی آنا جانا ہے ایک دن محمد یوسف کی بیوی ہمارے گھر آئی اور کہا کہ نعیم بھائی میرے بچوں کے کان میں اذان دے دیں۔ بتاتے ہیں کہ میں تو ان سے پردہ کرتا تھا مگر وہ نہیں کرتی تھیں میں نے کہلوایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ انہوں نے کہا جی معلوم ہے میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔

بھائی نعیم نے کہا کہ میں نے ان کے بچوں کے کان میں اذان دی اور انہیں کلمہ پڑھانے سے پہلے میں نے مولانا طارق جمیل صاحب سے مشورہ کیا کہ محمد یوسف صاحب کی اہلیہ ہمارے گھر آئی ہیں اور کلمہ پڑھنا چاہتی ہیں انہوں نے بتایا کہ انہیں پردہ میں بٹھاؤ اور کلمہ پڑھا دیں۔ بتاتے ہیں کہ ہم نے انہیں پردہ میں بٹھایا۔ میری اہلیہ اور بیٹی بھی ان کے ساتھ بیٹھی تھیں۔ میں نے ان کے سامنے کلمہ پڑھا اور انہوں نے بھی پیچھے پیچھے پڑھا۔ آنکھیں بند کر کے میں نے کہا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' انہوں نے بھی کلمہ پڑھا اور الحمدللہ مسلمان ہوگئیں۔

بتاتے ہیں کہ میری بیوی اور بیٹی دونوں نے مجھے یہی بات بتائی کہ جب انہوں نے کلمہ پڑھا تو وہ قسم کھا کر بتاتی ہیں کہ ہمیں ایسا لگا جیسے ہمارا کمرہ نور سے بھر گیا نور ہی نور ہوگیا یقیناً کلمہ ایسی ہی بڑی طاقت والا ہے یقیناً یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کی محنت' کوشش اور فکر کو ذریعہ بنا کر ان لوگوں کے ذہن کو بدلا ہے۔

محمد یوسف کے بارے میں نعیم صاحب بتاتے ہیں کہ پہلے پہل ایسا ہوتا تھا جب محمد یوسف نیا نیا مسلمان ہوا تھا۔ میں فجر کے وقت فون پر بیل دیتا تھا کہ یوسف بیٹا اُٹھیں فجر کا وقت ہوگیا ہے مگر اب ایسا ہوتا ہے کہ محمد یوسف مجھے فون کر کے اٹھاتا ہے کہ نعیم بھائی اُٹھیں فجر کا وقت ہوگیا ہے۔ یقیناً امت میں پھر پھر کر ہر فرد کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ میرے بھائی کامیابی تو دین میں ہے اللہ تعالیٰ کی بات ماننے میں ہے۔ اس کا فرمانبردار بن کر زندگی گزارنے میں ہے۔

اسٹیج اداکار جواد وسیم کی اللہ کے راہ میں 7 ماہ لگا کر واپسی پر گفتگو

معروف اسٹیج اداکار جواد وسیم تبلیغ میں سات ماہ سری لنکا میں لگا کر واپس آئے تو مدنی مسجد نکلسن روڈ پر ان سے چند سوالات کئے گئے جو قارئین کی نذر ہیں۔

سوال: جواد بھائی آپ تبلیغ میں کیسے آئے؟

جواب: میرا ایک دوست ہے حافظ انور محمود میرے ساتھ کالج میں پڑھتا تھا اس کا ماشاء اللہ کافی وقت اللہ کے راستے میں لگا ہوا ہے وہ ہر وقت مجھے سمجھاتے رہتے تھے کہ یہ دنیا ختم ہو جانے والی ہے ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے ہم کون ہیں اور کہاں جانا ہے بس یہی سوالات حافظ انور محمود کے ذریعے میرے تبلیغ میں آنے کا سبب بنے۔

سوال: پہلی دفعہ آپ اللہ کے راستے میں کب نکلے؟

جواب: ۱۹۸۹ء میں سات دن کے لئے اللہ کے راستہ میں قبول ہوا۔

سوال: بھائی جواد آپ کے چار ماہ کب لگے؟

جواب: ۱۹۹۹ء میں میں نے چار ماہ لگائے اور جب چار ماہ لگائے تو پھر مجھے پتہ چلا کہ دین کو دیکھ کر دین پر چلنا اور لوگوں میں پھیلانا میرا اصل کام ہے جو مجھے کرنا ہے۔

سوال: تبلیغ کو کیسا پایا؟

جواب: الحمد للہ یہ نبیوں والا کام ہے اور ہمارے نبی ﷺ اپنی ۲۳ سالہ نبوت کے بعد کی زندگی میں کبھی فرصت سے نہیں بیٹھے بلکہ ان کے دل میں کسک تھی کہ کس طرح ساری کی ساری اُمت جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والی بن جائے راتوں کو اُٹھ کر صرف اُمت کے لئے روتے تھے کیونکہ اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو سارے جنتی تھے اور حضور ﷺ صرف اُمت کے لئے روتے تھے اور یہ کام ختم نبوت کے صدقے سے اب ہر کلمہ پڑھنے والے کے ذمہ ہے کہ وہ خود دین پر چلے اور دوسروں کو بھی دعوت دے ہم محمدی بن کر زندگی گزاریں۔

سوال: اللہ کے راستے میں نکل کر کوئی اہم بات پیش آئی؟

جواب: اللہ کے راستے کی تمام باتیں خاص ہیں دل کو سکون صرف اور صرف اللہ کے راستے میں ملتا ہے کوئی اللہ کے لئے بے چین ہو کر تو دیکھے پھر وہ دیکھے گا کہ اللہ اسے کیسا سکون عطا کرتے ہیں۔

سوال: آپ کی سات ماہ کی تشکیل کہاں ہوئی؟ اور وہاں کی کارگزاری سنائیں؟

جواب: ہماری سات ماہ کی تشکیل تھی پہلے ۴۰ دن پاکستان میں لگائے ہماری اصل تشکیل انگلینڈ کی تھی مگر ویزے میں دشواری کی وجہ سے سری لنکا کی تشکیل ہوئی ہمارے امیر سابق انٹرنیشنل وکٹ کیپر اور کرکٹر ذوالقرنین تھے الحمد للہ بہت اچھا وقت گزرا سری لنکا میں ۳۰ سے ۳۵ فیصد مسلمان ہیں اور تقریباً ۸۰ فیصد نمازی ہیں وہ ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے کہ صرف کلمے کی نسبت

سے ملنے آئے ہیں صرف کولمبو میں آٹھ مرکز ہیں جہاں پر شب جمعہ ہوتا ہے اور ہر مرکز میں تقریباً ۱۵۰۰ سے ۲۰۰۰ تک مسلمان آتے ہیں ہر کوئی مسجد کو وقت دیتا ہے گشت کے وقت یوں لگتا ہے جیسے عید کا سماں ہو بڑے خوش ہوتے ہیں دین سے بہت پیار کرتے ہیں مسلمانوں کے بچے بھی مسجدوں میں شوق سے آتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی بچیاں بھی پردہ کرتی ہیں دین پر پابندی سے چلتی ہیں۔

جب ایک مسجد سے روانگی ہوتی تو وہ عموماً رات عشاء کے بعد ہمیں چھوڑنے جاتے تھے اس مسجد میں عشاء کے وقت اعمال ختم اور دوسری مسجد میں صبح کے اعمال شروع ہو گئے اس طرح سری لنکا کی مثال ہمارے سامنے ہے وہ لوگ بہت محنت کرتے ہیں دنیا بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت عطا کی ہے اور دین میں بھی وہ بہت محنت کرتے ہیں اللہ پاک ان سے کام لے رہا ہے۔

سوال: قارئین کے نام کوئی پیغام؟

جواب: پیغام یہی ہے کہ میں بھی دین کو سیکھنے کیلئے نکلا ہوں آپ سے بھی گزارش ہے کہ دین کو سیکھنے کے لئے اللہ کے راستے میں نکلیں اور یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس دین کو لے کر پوری دنیا میں نکلیں دوسرے ملکوں میں غیر مسلم اور مسلمان جن کو نماز روزے کا بھی پتہ نہیں ہے ان کے پاس جائیں اور انہیں حضور پاک ﷺ والی محنت پر لائیں اس طرح ہمارا نامہ اعمال مرنے کے بعد بھی کھلا رہے گا کیونکہ اگر ہم نے کسی کا وقت اللہ کے راستے میں لگوا دیا پھر اگر وہ نماز پڑھے گا زکوٰۃ دے گا اور گھر والوں کو دین سکھائے گا اس طرح جو لوگ اس کے کہنے پر پھر اوروں کے کہنے پر دین پر چلتے رہے تو ان کا ثواب براہ راست ہمیں ملے گا۔

پھر لاہور ہی کی اسی تشکیل کے دوران ایک دن مغرب کے بیان میں جواد وسیم نے آخرت کی تیاری پر ایک بڑی پیاری مثال دی کہ جیسے ایک بچہ طالب علم جس کا امتحان سر پر ہو وہ تیاری میں مشغول ہوتا ہے دن رات پڑھتا ہے ماں باپ کو کتنا اچھا لگتا ہے ماں باپ خوش ہو کر خوب کھلاتے پلاتے ہیں دیسی گھی بادام وغیرہ اور نہ جانے کیا کچھ اس کے لئے لا کر ڈھیر کر دیتے ہیں اساتذہ بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں حالانکہ امتحان میں اس کی کامیابی یا ناکامی کا کچھ بھی پتہ نہیں ہوتا وہ محض تیاری پر ہی خوش ہوتے رہتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندہ بندی کو تیاری کرتے دیکھ کر خوش ہو کر دنیا و آخرت میں انعامات دیتے ہیں لیکن یہ آخرت کی تیاری کیسے کرنی ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ نے صرف انبیاء کرام کو ہی دیا۔

آخر میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس شعبہ (شوبز) سے متعلقہ تمام مردوں عورتوں کی صلاحیتوں کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے یہ لوگ اپنی استعداد قوت گویائی سے اللہ کے بھولے بھٹکے بندوں کو اللہ سے ملانے والے بن جائیں اور سو فیصد اللہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی چاہت کے مطابق ڈھل جائیں جو شوبز کی دنیا کو بالکل خیر باد کہہ چکے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور قرآن کریم میں کئے اپنے سچے پکے وعدے کے مطابق تقویٰ کی برکت سے وہاں سے روزی عطا فرمائے جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔ آمین۔

انضمام کی طلبہ سے بات

انضمام کرکٹر نے کالج کے طلباء سے کہا کہ ہم Five Star ہوٹلوں میں رہتے تھے اور کبھی بھی رات دو بجے سے پہلے نیند نہیں آتی تھی۔ اب 10:00 بجے کے بعد مسجد میں نیند آنی شروع ہو جاتی ہے یہ حیرت انگیز بات ہے۔ سلیم ملک کرکٹر نے ملنے والے

بہت بڑے مجمع سے بات کی کہ آج ایسے محسوس ہوا کہ جیسے ہمارا کام مکمل ہو چکا ہو اور ایسا سکون ملا کہ جو کبھی نہیں ملا تھا اور یہ سب برکات اللہ تعالیٰ کے راستے کی ہیں۔

کرکٹر کے ذریعہ سے

قاری محمد حنیف کی وصولی

انضمام الحق کرکٹ والا نے قاری محمد حنیف صاحب جالندھری (خیر المدرس والے) کو وصول کیا اور انہوں نے تبلیغ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں وقت لگایا۔

فلمی اداکاروں میں کام

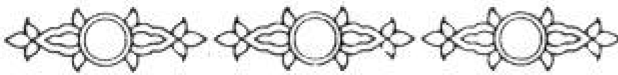
دس راتیں جاگ کر، ہم نے فلمی اداکاروں میں کام کیا' وہ رات بارہ بجے شوٹنگ ختم کر کے ہمارے پاس آئے۔ دس یوم صرف ان کے لئے کام کیا۔ ان میں سے کوئی لوگوں نے چار ماہ لگائے۔ سہیل انور کے دو بچوں نے قرآن پاک حفظ کیا۔ عرفان ہاشم کا بیٹا اور بیٹی قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں۔ خالد ڈار میرا اسکول کا کلاس فیلو تھا کہنے لگا پہلے ڈرامے کے بعد لڑکی اور شراب ڈھونڈتے تھے اب مصلیٰ اور لوٹا ڈھونڈتے ہیں۔ جواد وسیم نے بتایا کہ فیصل آباد ایک ڈرامے کے لئے جا رہے تھے میرے ساتھ شوٹنگ کے لئے ایک لڑکی اور اس کی والدہ بیٹھی تھیں۔ جب فیصل آباد پہنچے تو اس لڑکی نے موجودہ زندگی سے توبہ کر لی اور پردہ کیا اور زندگی بدل ڈالی۔ ہمایوں قریشی کہنے لگا شوٹنگ سے پہلے جوا کھیلتے تھے اب بیان سنتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں۔ مشتاق کرکٹر نے خود بتایا کہ سب سے پہلے مولانا کی کیسٹ ۷/۶ منٹ سنی' اس کے بعد مولانا کی کھانے پر دعوت کی۔ انضمام الحق نے جو نیا گھر بنایا اس نے ایک کمرے کے

نیچے صرف قالین اور تکئے لگائے کہ یہ تبلیغ والوں کے لئے ہیں۔

فلمی اداکار نمازی بن گیا

فیصل آباد کی مسجد میں ایک تبلیغی ساتھی نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک فلموں میں کام کرنے والا آیا میں نے اس کو دعوت دی تو اس نے تین دن دے دیئے' میں اس کی نصرت کے لئے پیچھے گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگا کہ آپ کو پتہ ہے میں نے تین دن کیوں دیئے؟ میں نے کہا: پتہ نہیں تو وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ کی بات سے کوئی اثر نہیں لیا' میں نے کہا: اچھا! پھر کس بات سے اثر لیا ہے؟

کہنے لگا کہ آپ نے محبت سے بات کی اور نفرت کا اظہار نہیں کیا یہ پہلی دینی محفل تھی جس میں میں گیا ہوں اور مجھ سے کسی نے نفرت نہیں کی' ہم ہیں تو گندے کردار کے مگر ہیں تو مسلمان' کافر تو نہیں ہیں گندگی پھیلاتے ہیں پر ہیں تو مسلمان کہنے لگا ہم جہاں بھی گئے ہمیں کسی نے محبت نہیں دی' سب نے نفرت سے دیکھا بس آپ نے محبت سے بات کی تو میں نے تین دن دے دیئے' اب اس پر تین دنوں کا کیا اثر ہوا کہ وہ پانچ وقت کا نمازی بن گیا اور وہ حج بھی کر کے آیا حج میں بھی میری اس سے ملاقات ہوئی۔



حصہ چہارم

لاہور کی اہمیت

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر کسی کام کو اٹھانا ہے تو لاہور سے اس کی ابتداء کرو۔ چاہے خیر کا ہو چاہے شر کا۔

''خَیرُکُم فِی الجَاھِلِیَّۃِ خَیرُکُم فِی الاِسلَامِ''

(جو شر میں آگے ہوتا ہے وہ خیر میں بھی آگے ہوتا ہے)

جو دنیا میں آگے ہوتا ہے وہ دین میں بھی آگے ہوتا ہے۔ مجھے خیال آیا کہ اللہ کی دعوت کا مرکز تو نظام الدین ہے اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور کا ذکر کیسے فرما دیا۔ اصل میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں پورا برصغیر ایک ہی تھا۔ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش ایک ہی ملک تھا شیر شاہ سوری کہا کرتا تھا میرے ذہن میں ہے کہ لاہور شہر کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں۔ وہ لاہور کی استعداد کو سمجھتا تھا۔ اس کی تین خواہشیں تھیں (۱) لاہور کو ختم کرنا۔ (۲) ابراہیم لودھی کا مزار بنانا۔ (۳) ایک بحری بیڑا تیار کرنا مگر چھ سال کی حکومت کے بعد اللہ نے اس کو اٹھا لیا۔ یہودی بھی اس جگہ (لاہور) کی نزاکت کو سمجھتے ہیں (تبلیغ کا عالمی مرکز بھی رائے ونڈ لاہور میں ہے)

فضیلت جہاد

ایک دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں حاجیوں کو پانی پلاؤں میرے لئے کافی ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر عبادت کروں میرے لئے کافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھئی پوچھ لیتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے وہ کیا فرماتے ہیں کہ اللہ کو زیادہ کیا پسند ہے؟ جمعے کا دن تھا آپ ﷺ خطبے سے فارغ ہوئے نماز سے فارغ ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو اللہ نے خود جواب دیا اپنے حبیب کے جواب دینے سے پہلے:

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○

خلاصہ ترجمہ: ”میرے راستے میں جہاد کرنے والا اور حاجیوں کو پانی پلانے اور بیت اللہ میں عبادت کرنے والا ان کو آپس میں جو برابر سمجھے گا وہ بھی ظالم ہے اور ان کو برابر سمجھنا بھی ظلم ہے۔“

”وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ“ کا یہ مطلب ہے کہ جو اللہ کے راستے میں پھرنے اور مسجد میں بیٹھ کر عبادت کرنے کو برابر سمجھتا ہے وہ ظالم ہے اور ظالم کو ہدایت نہیں ملتی۔

اللہ تعالیٰ آگے دوسری جگہ فرما رہے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

خلاصہ ترجمہ: ”جو ایمان لائے اور ہجرت کرے گھر چھوڑے اور اللہ کے دین کو زندہ کرنے کیلئے اپنے جان و مال سے جہاد کرے۔“ محنت کرکے دین کو زندہ کرنے کے لئے جان و مال کی قربانیاں دے ”اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ“ بہت بڑا درجہ ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے پاس۔

تبلیغ و جہاد چھوڑنے کے نقصانات

حبشہ جسے آج کل (اریٹریا) کے نام سے دنیا جانتی ہے یہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا وطن اور نجاشی کا مسکن تھا یہاں مسلمان حکمران تھے' ترکِ تبلیغ و ترکِ جہاد کی وجہ سے آج یہاں عیسائی حکمران ہیں۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں فلسطین فتح ہوا۔ مسلمانوں نے یہاں بارہ سو ساٹھ سال تک حکومت کی' ترکِ تبلیغ و ترکِ جہاد کے سبب آج یہاں یہودی حکمران بنے بیٹھے ہیں۔

برما تھائی لینڈ اور نیپال پر مسلمانوں کا قبضہ تھا' ترکِ تبلیغ و جہاد کے سبب آج بدھ مت یہاں مسلمانوں پر حکومت کر رہے ہیں۔

بلغاریہ' روس اور چین کے بڑے بڑے علاقے مسلمانوں کے زیر نگین تھے ترکِ تبلیغ و جہاد کے سبب کیمونسٹ آج یہاں مسلمانوں پر مسلط ہیں۔

ہندوستان کشمیر اور آسام مسلمانوں کے مفتوحہ علاقے تھے یہاں سات صدیوں تک مسلمان حکومت کرتے رہے ترکِ تبلیغ و جہاد کے سبب آج یہاں ہندوؤں نے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قبرص فتح ہوا' ترکِ تبلیغ و جہاد کے سبب آج وہ فرنگیوں کے قبضہ میں ہے۔

معروف مسلم جرنیل طارق بن زیاد نے اسپین (اندلس) فتح کیا مسلمان یہاں آٹھ سو سال تک حکومت کرتے رہے' ترکِ تبلیغ و جہاد کے سبب اب یہاں صلیبی قابض ہیں۔

اٹلی' فلپائن' پرتگال' پولینڈ' رومانیہ' یوگوسلاویہ' یونان وغیرہ کے وسیع علاقوں پر

مسلمان فاتحین نے پرچم اسلام کو لہرا دیا تھا اور عرصہ دراز تک مسلمان یہاں حکومت کرتے رہے ترکِ تبلیغ و جہاد کے سبب آج فرنگیوں کے قبضہ میں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غمِ اُمت کو اپنا غم بنالو

اس دنیا میں چھ ارب کے قریب انسان ہیں جس میں سے ۴/۱ مسلمان ہیں پونے پانچ ارب کافر ہیں ان سوا ارب مسلمانوں کے بارے میں اہل علم نے تحقیق کی تو پتہ چلا ان میں پندرہ سے بیس فیصد نماز پڑھتے ہیں بقیہ پچاسی فیصد سے زائد بے نمازی ہیں ان پندرہ فیصد نمازیوں میں کتنے صحیح سنت کے مطابق نماز پڑھتے ہیں ان کا اندازہ آپ خود لگالیں میرے عزیز و اب یہ کتنی فکر کی بات ہے اربوں انسان کفر پر زندگی گزار رہے ہیں ان کا آخرت میں کیا بنے گا ایک بات تو طے شدہ ہے وہ یہ کہ اگر تمام انبیاء بھی مل کر کسی کافر کو جہنم کی آگ سے بچانا چاہیں تو بچا نہیں سکتے آج ہمیں وہ اُمت کی فکر نہیں جو ہونی چاہیے۔

کسی کے جوان بیٹے کی لاش گھر میں رکھی ہوئی ہو تو کیا وہ کاروبار پر جائے گا کیونکہ اس کو ایک غم لگا ہوا ہے ایسے ہی ہمیں اُمت کا غم لگ جائے کہ روزانہ ہزاروں آدمی بغیر کلمہ پڑھے دنیا سے جارہے ہیں ان کو جہنم کی آگ سے بچانا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم کاروبار کرنے کی نفی نہیں کرتے بلکہ کاروبار کو مقصد بنانے کی نفی کرتے ہیں۔

بقول ایک اللہ والے کے فرمایا کہ ؎

خنجر لگے کسی کو تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

یہ شعر بھی ہمیں تبلیغ میں نکل کر سمجھ میں آیا۔ کیا مطلب دنیا کے کسی بھی کونے میں اگر کوئی شخص کفر پر مر رہا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو تو ہمارے سینے میں ایک درد اُٹھے اس

لئے کہا گیا کہ اللہ کا سب سے محبوب بندہ وہ ہے کہ کسی کو کانٹا بھی چبھے تو اس کو درد وفکر محسوس ہو کہ میرے بھائی کو تکلیف ہوئی۔

ہم میں سے جو جتنی قربانی دے گا جتنی تبلیغ کرے گا وہ شخص اتنا ہی اللہ کا محبوب بنے گا اس کی قربانی پر اعمال صالحہ کا کھاتا کھلتا چلا جائے گا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ بنیاد کی اینٹ زیر زمین دفن ہوتی ہے پھر اسکی قربانی پر عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ چند دانے زمین میں دفن ہو کر قربانی دیتے ہیں تو لاکھوں دانے وجود میں آتے ہیں۔ ہم قربانی دیں گے' بیوی بچوں کو' گھر بار کو' اللہ کی محبت میں' دین کو پھیلانے کے لئے چھوڑیں گے تو انشاء اللہ ہماری قربانی سے کتنے لوگ جہنم کی آگ سے بچ جائیں گے۔

یہ اُمت اپنے لئے نہیں بھیجی گئی بلکہ پرایوں کیلئے بھیجی گئی ہے یہ اُمت تو لوگوں کا تعلق اللہ سے جوڑنے کیلئے بھیجی گئی ہے۔ آج اُمت میں در در پھرنے کا جذبہ ہی ختم ہو گیا' آج لاکھوں نہیں' کروڑوں نہیں' کھربوں آدمی کفر کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں اور لاکھوں نہیں کروڑوں آدمی نماز پڑھنے سے محروم ہیں' لاکھوں آدمی اعلانیہ گناہ کبیرہ کر رہے ہیں ایسی حالت میں تو ہمیں روٹی بھی اچھی نہیں لگنی چاہئے۔ کتنے انسان شراب پیتے ہوئے زنا کرتے ہوئے مر گئے اور سانپ بچھوؤں کی وادی میں چلے گئے اس پر ہمیں رونا بھی نہیں آیا۔ اللہ نے اپنے حبیب کے ذریعے ہمیں جو مقصد زندگی بتایا آج ہم اس کو چھوڑ چکے ہیں کتنے افسوس کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے آج ہمارا گھر آباد ہے دوکانیں آباد ہیں پر اللہ تعالیٰ کا گھر بے آباد ہے اب مساجد میں ایسی فضا ایمان کی کمزوری کی وجہ سے بن چکی ہے کہ اب اذان کے وقت مساجد کھلنے لگی ہیں آج ہمارے گھر کا پلستر اُتر جائے تو سب فکر کرتے ہیں اگر گھر میں پانی نہ ہو تو سارا گھر فکر میں لگ جاتا ہے لیکن اگر گھر میں کوئی نماز نہیں پڑھتا اس کی فکر نہیں ہوتی۔

فاحشہ سے صحابیہ رضی اللہ عنہن کیسے بنی؟

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے' ایک فاحشہ عورت گزر رہی تھی اس نے دیکھا تو کہا اوروں کو پوچھتا نہیں کیسی بدتمیزی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا' آجا تو بھی کھالے۔ وہ آکر بیٹھ گئی۔ اس نے کہا نہیں نہیں وہ جو تیرے منہ میں ہے وہ مجھ کو کھلا اس کا نصیب خوب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکال کر کھائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کا نوالہ یوں منہ میں ڈال دیا اس کے ساتھ ایمان بھی اس کے اندر چلا گیا۔ ایک دم ایمان کی دولت مل گئی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کہتے او بدتمیز عورت تو مجھ سے اس طرح بات کرتی ہے تو اس کی قسمت میں دوزخ تھی۔ نوالہ منہ میں گیا وہ صحابیہ رضی اللہ عنہا بن گئی فاحشہ سے صحابیہ رضی اللہ عنہا بن گئی۔ ایک اور شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں کلمہ پڑھ لو۔ کہتے ہیں نہیں پڑھتا۔ کہا کلمہ پڑھ لو کہتے ہیں نہیں پڑھتا۔ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چھوڑو جی گردن اڑا دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں' نہیں اس کو چھوڑ دو پھر وہ وہاں سے بھاگتے بھاگتے گئے غسل کر کے آئے اور کہا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہاں! جہاں تلوار نہیں چلتی' وہاں اخلاق چلتے ہیں۔ میں تلواروں کے ڈر سے مسلمان نہیں ہوا یہ بتانا چاہتا تھا کہ میرے قتل کا حکم ہو رہا تھا' میں مسلمان نہیں ہوا۔ میں بتانا چاہتا تھا کہ مجھے تلوار نے فتح نہیں کیا' اس کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق نے فتح کیا ہے تو یہ شفقت اور محبت۔ اس طرح محنت ہوتی ہے تو ان کے قلوب کھنچ آتے ہیں۔ قریب آیا' قریب آیا' قریب آیا۔ تو میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ مبارک محنت دی' پوری دنیا میں اس کو پھیلا دو۔

ایک تابعی کی ایمان افروز کارگزاری

آج ہم گناہ کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں گناہ کا موقع نہیں ملتا اس لئے گناہ نہیں کر پاتے جبکہ ہمارے اسلاف ایسے متقی اور پرہیزگار ہوتے تھے کہ ان کو اگر گناہ کا موقع بھی ملتا تھا تو وہ خوف خدا کی وجہ سے اس موقع سے فائدہ نہیں اُٹھاتے تھے مثال کے طور پر ایک تابعی کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو عیسائی بادشاہ نے قید کروا دیا وہ چاہتا تھا کہ ان کو قتل کروا دے مگر اس کے وزیر نے کہا کہ نہیں اس کے اندر بہادری اتنی ہے کہ اگر یہ کسی طرح ہمارے مذہب پر آ جائے تو یہ ہماری فوج کا سپہ سالار بنے گا ایسا بندہ آپ کو کہاں سے مل سکے گا۔

اس نے کہا اچھا میں اس کو اپنے مذہب پر لانے کی کوشش کرتا ہوں اس کا خیال یہ تھا کہ میں اس کو لالچ دوں گا چنانچہ اس نے ان کو لالچ دیا کہ ہم تجھے سلطنت دیں گے تم ہمارا مذہب قبول کر لو مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی جب انہوں نے کوئی توجہ ہی نہ دی تو وہ پریشانی کے عالم میں بیٹھا سوچ رہا تھا اس دوران اس کی نوجوان بیٹی نے پوچھا ابا جان! آپ پریشان کیوں بیٹھے ہیں؟ اس نے کہا بیٹی یہ معاملہ ہے وہ کہنے لگی ابا جان! آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کو راستہ پر لاتی ہوں۔

چنانچہ بادشاہ نے انہیں ایک کمرہ میں بند کروا دیا اور اس لڑکی سے کہا تم اسے راستہ پر لے آؤ اب وہ لڑکی اس کے لئے کھانا لاتی اور بن سنور کر سامنے آتی اس کا یہ سب کچھ کرنے کا مقصد انہیں اپنی طرف مائل کرنا تھا وہ لڑکی اس طرح چالیس دن تک کوشش کرتی رہی مگر انہوں نے اسے آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

چالیس دن گزرنے کے بعد وہ ان سے کہنے لگی کہ آپ کیسے انسان ہیں دنیا کا

ہر مرد عورت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور میں اس قدر خوبصورت ہوں کہ ہزاروں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں اور میں تمہارے لئے روزانہ بن سنور کر آتی ہوں مگر تم نے کبھی آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا اس کی کیا وجہ ہے؟ تو مرد ہے یا کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: کہ میرے پروردگار نے غیر عورت کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے اس لئے میں نے آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔

اس لڑکی نے کہا کہ جب تمہیں پروردگار کے ساتھ اتنی محبت ہے تو پھر ہمیں بھی کچھ تعلیمات دو چنانچہ انہوں نے اس لڑکی کو دین کی باتیں سکھانی شروع کر دیں' شکار کرنے کو آئے شکار ہو کر چلے' بالآخر وہ لڑکی کلمہ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئی لہٰذا انہوں نے اس کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیا وہ کلمہ پڑھ کر کہنے لگی اب میں مسلمان ہوں لہٰذا اب میں یہاں نہیں رہوں گی بعد میں اس نے خود ہی ایک ترکیب بتائی جس کی وجہ سے ان تابعی کو بھی قید سے نجات مل گئی اور وہ لڑکی خود بھی محلات چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ چلی گئی۔

قیصر روم کے مقابلے میں اللہ کی غیبی مدد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چھ لشکر اللہ کے راستے میں روانہ کئے ان میں پہلا لشکر روم کی طرف روانہ کیا جس کے امیر تھے عمر ابن عاص ان کے ساتھیوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور اس کے بالمقابل روم کا جو بادشاہ تھا اس کا نام قیصر تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو ایک لاکھ جنگجو لشکر کے ساتھ روانہ کیا مسلمانوں سے لڑنے کے لئے' اس کے بھائی کا نام جرجیس تھا آٹھ ہزار کے مقابلہ میں ایک لاکھ یعنی بارہ گنا بڑی طاقت۔ عمرا بن عاص کا لشکر جب وہاں پہنچا تو یہ رومی چھپے ہوئے تھے اچانک چاروں طرف سے اس بارہ گنا زیادہ لشکر نے ان کو گھیر لیا۔

واصلہ فرماتے ہیں آج کفار کی تعداد دیکھ کر ہمیں یوں لگا کہ قبریں یہیں بنیں گی آج نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہماری حالت ایسی تھی جیسے بہت بڑا کالا بیل ہو اور اس کی کمر پر سفید تل ہو یہ نسبت تھی ہماری اور دشمن کی۔

عربوں کا دستور تھا لڑتے ہوئے شعر پڑھا کرتے تھے فرمانے لگے کہ اس دن ہمیں ساری شاعری بھول گئی سب کی زبان پر ایک ہی لفظ تھا!

یَا رَبِّ مُحَمَّدٍ انْصُرْ اُمَّتَ مُحَمَّدٍ۔

اے محمد ﷺ کے رب! اُمت محمد کی مدد فرما۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سورج ڈھلا تو میں نے دیکھا کہ آسمان جگہ جگہ سے پھٹ گیا ہے اس میں سوراخ ہو گئے اور اس میں سے شہابی رنگ کے گھوڑے نکل رہے ہیں ان پر سوار بیٹھے ہیں جن کی پگڑیاں سفید تھیں ان سواروں کے ہاتھوں میں نیزے تھے اور ان کے آگے آگے ایک سوار ہے جس کے ہاتھ میں ایک لمبا نیزہ ہے اور وہ کہتا ہوا آرہا ہے۔

اِبْشِرُ یَا اُمَّتِ مُحَمَّدٍ۔

اے اُمت محمد ﷺ! تمہارے لئے خوشخبری ہے۔

تمہارا رب تمہاری مدد کیلئے آ گیا ہے۔

پھر چند گھڑیوں میں وہ فضا میں غائب ہو گئے اس کے بعد تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک لاکھ کا لشکر بھاگ رہا تھا اور ان کو بھاگنے کی جائے پناہ نظر نہیں آرہی تھی۔ جب اللہ ساتھ ہو تو مدد حرکت میں آتی ہے اور اللہ کی مدد کیسے آتی ہے کہ تمام حرام کام ختم کئے جائیں اور تبلیغ کی محنت کی جائے۔

اللہ کے راستے میں مرنے والے گھوڑے کی قیمت

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے راستے میں تھے ایک شخص کا گھوڑا مر گیا چونکہ یہ گھوڑا اللہ کے راستے میں مرا تھا بڑا بابرکت تھا ثواب کے اعتبار سے۔ اس لئے عبد اللہ بن مبارک نے اس سے کہا ۳۰۰ درہم میں اسے بیچتے ہو تو وہ کہنے لگا میں نے بیچ دیا پھر اس نے رات کو خواب دیکھا وہ گھوڑا جنت کی طرف جا رہا ہے اور اس کے پیچھے ۷۰۰ گھوڑے ہیں وہ نوجوان اس گھوڑے کی طرف بڑھا کہ میں بھی اس پر بیٹھ کر جنت میں چلا جاؤں تو اچانک اس کو کسی نے ہٹا دیا اور کہا یہ گھوڑا تمہارا نہیں عبد اللہ بن مبارک کا ہے۔

وہ بیدار ہوا اور عبد اللہ بن مبارک کے پاس آیا کہ درہم واپس لے لو مجھے نہیں بیچنا گھوڑا۔ میں نے ایسا ایسا خواب دیکھا ہے تو عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا کہ تو خواب دیکھ کر ایمان لایا میں قرآن دیکھ کر ایمان لایا کہ اللہ خود کہہ رہا ہے۔

كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ۔

میرے نام پر ایک دو گے تو سات سو (۷۰۰) ملے گا آخرت میں۔

خلیفہ مہدی کی دُعا

خلیفہ مہدی کے دور میں سخت قحط پڑا۔ جانور تو جانور انسان بھی مرنے لگے۔ خلیفہ مہدی سخت پریشانی میں رات کو سو رہا تھا۔ نیند نہیں آرہی تھی ایک غلام سے کہا کہ کوئی کہانی سناؤ۔ اس نے کہا کہ ایک لومڑی کہیں سفر میں جا رہی تھی اس کے پاس اس کا ایک بچہ تھا

سوچنے لگی کہ بچہ ساتھ لے کر کہاں پھرتی رہوں گی۔ جنگل کا بادشاہ شیر ہے اس کے حوالے کر جاؤں حفاظت کرے گا جب واپس آؤں گی تو لے لوں گی۔ وہ اپنا بچہ شیر کے پاس لے کر آئی اور اپنا مدعا بیان کیا شیر نے کہا کہ تو امانت میرے حوالے کر رہی ہے تو اس لئے یہ بچہ اپنے سر پر بٹھالیتا ہوں۔ لومڑی اپنے سفر پر چلی گئی۔ اس دوران اڑتا ہوا عقاب لومڑی کے بچے کو شیر کے سر سے اٹھا کر لے گیا۔ لومڑی جب سفر سے واپس آئی تو شیر سے بچہ واپس مانگا تو اس نے کہا کہ میں زمین کی حفاظت تو کر سکتا ہوں لیکن جہاں اوپر سے حفاظت نہ ہو وہاں کیا کر سکتا ہوں بے بس ہوں زمین کے معاملات کی ذمہ داری لے سکتا ہوں لیکن آسمانی معاملات میں بے بس ہوں۔ جب خلیفہ مہدی نے یہ کہانی سنی تو اٹھا مصلی بچھایا' خوب رویا' بارش ہوئی اور قحط ختم ہو گیا۔

ایک شاندار دعوت کی کہانی

بخیل سے کبھی اللہ تعالیٰ کی دوستی نہیں ہوسکتی۔ یہ مزاج اللہ تعالیٰ نے عربوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے کہ وہ بہت سخی ہیں۔ ہماری جماعت کی دعوت قطر کے سلطان نے کی۔ پورا اونٹ بھونا ہوا دستر خوان پر پڑا ہوا تھا۔ صرف ایک بوٹی کھائی گئی۔ ایک شیخ کے دستر خوان پر پورا بکرا بھونا ہوا تھا اوپر کشمکش سجائی ہوئی تھی گوشت نظر نہیں آتا تھا۔ پیٹ کھولا اندر سے مرغ نکلا جو کہ بھونا ہوا تھا۔ مرغ کھولا تو اندر سے انڈے نکلے جو ابلے ہوئے تھے۔

ایک اور جگہ ایک عرب شیخ نے دعوت کی ایک بڑی گائے بھونی ہوئی تھی اس کا گلہ کٹا ہوا تھا۔ آنکھیں بالکل تر و تازہ زبان بالکل تازہ جیسے زندہ کی ہو اور گلے سے خون بہہ رہا تھا حیران ہوئے معلوم ہوا کہ گلے پر بہتا خون دراصل مٹھائی ہے آنکھوں کی چمک ایک خاص قسم کی مٹھائی اور تازہ زبان بھی کھانے کی ایک عمدہ چیز ہے جب اس کا

پیٹ کھولا تو اندر بکرا نکلا جو بھونا ہوا تھا بکرے کے پیٹ سے مرغا اور مرغے کے پیٹ سے انڈے نکلے۔

خاندانی منصوبہ بندی کی گہری چالیں

آج یہ نعرہ خوب لگتا ہے کہ آبادی بڑھ رہی ہے' مت آبادی بڑھاؤ میں (مولانا طارق جمیل) مدرسہ چلاتا ہوں۔ مجھے پتہ ہے کہ میرے مدرسہ میں 300 لڑکوں کی گنجائش ہے اس کے بعد ہم کہتے ہیں ہمارے یہاں داخلہ بند ہے۔ ہم انسان ہو کر بھی گنجائش کو جانتے ہیں اور تنگی کو جانتے ہیں۔ کیا اللہ رب ہو کر نہیں جانتا کہ مجھے پاکستان میں کتنے بچے پیدا کرنے ہیں۔ اس کا علم اتنا گھٹ گیا؟ کیا اس کے خزانے کم ہو گئے۔ اگر دو بچے ہیں' لڑکا اور لڑکی ایک مر گیا تو کیا کرو گے؟

میرا ایک دوست میرے ساتھ گورنمنٹ کالج میں پڑھا کرتا تھا ہم اس کو گرنگو گرنگو کہا کرتے ہیں۔ ایک زبردست آدمی تھا' مری سے دوڑتا تھا تو اسلام آباد تک پیدل چلا آتا تھا۔ مری سے اسلام آباد ۴۵ کلومیٹر کا سفر ہے۔ بریگیڈئیر کا بیٹا تھا' تو اس کی ماں بھی بڑے اونچے خاندان کی تھی بعد میں وہ شراب اور آوارگی میں پڑ گیا' گوروں سے اس کی دوستیاں ہو گئیں۔ اسلام آباد میں رہتا تھا بڑے بڑے عجیب کام شروع کر دیئے۔

ہماری جماعت اسلام آباد گئی تو ایک آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ آپ کا کوئی دوست ہے' اس نے یہاں بڑا گند پھیلایا ہوا ہے۔ آپ سے اس کو ملانا ہے مجھے اس کا نام بھول گیا تھا ملاقات کا وقت طے ہوا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اجتماع میں بارش ہو گئی۔ ملاقات نہ ہو سکی۔

اجتماع میں خشک جگہ تلاش کرتے کرتے میں ایک جگہ سنتیں پڑھنے لگ گیا۔ جب میں نے سلام پھیرا تو اسے ایک جگہ بیٹھے دیکھا۔ ایک دم مجھے خیال آیا کہ یہ تو

مصطفیٰ ہے۔ اس نے مجھے غور سے دیکھا، میں نے اسے غور سے دیکھا لیکن نہ اس نے پہچانا نہ میں نے پہچانا۔ میں شرم کے مارے اس سے پوچھ نہ سکا، اس کا حلیہ بھی کافی حد تک بدلا ہوا تھا۔ سونے کے بندے اس نے کانوں میں پہنے ہوئے تھے۔ عجیب سا لباس پہنا ہوا تھا۔ جب نماز ختم ہوگئی تو میں نے ایک ساتھی سے کہا یہ جو نوجوان بیٹھا ہوا ہے اس سے پوچھو، تمہارا نام مصطفیٰ ہے؟ اگر یہ کہے کہ میرا نام مصطفیٰ ہے تو اس سے کہنا کہ تمہیں طارق جمیل بلا رہا ہے وہ اس کے پاس گیا، پھر مصطفیٰ بھاگ کر میرے پاس آیا مجھ سے کہنے لگا کہ میں نے سنا کہ تو تبلیغ کا بڑا بگ شاٹ بن گیا ہے۔ میں نے کہا میں تو کچھ نہیں ہوں تو کہنے لگا، میں نے تو تیرے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔ یہ ہماری پہلی ملاقات تھی پھر ہم اس سے ملتے رہے، ملتے رہے۔

آخر اس نے چلہ لگایا۔ چلہ لگانے کے بعد سارے گناہ چھوڑ دیئے۔ آوارگی' بدکاری' شراب بھی چھوڑ دی پھر دوبارہ گوروں سے دوستی ہوگئی تو شراب شروع کر دی مگر زنا کے قریب نہ گیا اور نہ جوئے کے قریب گیا۔

ایک دن میری اس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا' احمد مصطفیٰ یہ بھی چھوڑ دو۔ کہنے لگا سن 2000ء میں تین چلے لگاؤں گا، پھر پکی توبہ کرلوں گا؟ حج بھی کروں گا۔ اماں کو بھی کراؤں گا۔ یہ 1996ء کی بات ہے۔ میں نے کہا تیرے پاس کیا گارنٹی ہے کہ تو 2000ء تک جئے گا۔

کہنے لگا نہیں مرتا پھر 1996ء کے ستمبر میں اس سے بات ہوئی اور اکتوبر 1996ء کو پتہ چلا کہ احمد کا انتقال ہوگیا ہے مگر ایک بات ہے کہ وہ پانچ وقت کا پکا نمازی تھا' وہ اس حال میں بھی نماز نہیں چھوڑتا تھا۔

میں اس کے جنازہ میں گیا، پھر اس کے گھر گیا تعزیت کے لئے اس کی والدہ کو پتہ چلا کہ میں باہر بیٹھا ہوں انہوں نے مجھے اندر بلوایا' میں اندر چلا گیا' پھر اس کی

ماں بچوں کی طرح رونے لگی اور کہنے لگی احمد تجھے بڑا یاد کرتا تھا اور کہتا تھا میرا ایک ہی دوست ہے جس نے مجھے سچا راستہ دکھلایا پھر کہنے لگی میں نے اس بریگیڈیئر کو بہت سمجھایا کہ دو بچے ٹھیک نہیں' اولاد مانگنی چاہیئے مگر وہ یہی کہتا تھا کہ بچے دو ہی اچھے' ایک بیٹا' ایک بیٹی اور بیٹا مر گیا۔

پھر دونوں میاں بیوی کو ایسا صدمہ ملا' دونوں میاں بیوی ایک ہی رات میں سوئے ہوئے ہمیشہ کے لئے سو گئے آج ان کا چار کینال کا خوبصورت محل ویران پڑا ہے۔

میرے بھائیو!

یہ بڑی گہری چالیں ہیں ہماری نسل کو برباد کرنے کے لئے۔ آج اگر کسی عورت کو بچے زیادہ ہوں تو اس کو طعنے ملتے ہیں۔ کیسی بے وقوف عورت ہے۔ آج آپ یورپ جائیں 109 گاڑیاں گزرتی دیکھیں گے مگر بچہ شاید ہی کسی گاڑی میں بیٹھا نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہماری تو ڈگیوں میں بھی بچے نظر آتے ہیں۔

منصوبہ بندی کے نقصانات

معاشی تنگی کا سبب آبادی نہیں سود کی معیشت ہے سود نے ہمارا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ ٹرین میں منصوبہ بندی کے ڈاکٹر آپس میں ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ بچے بند کرنے سے جسم پر موٹاپا چڑھ جاتا ہے چہرے اور جسم پر بال اگنا شروع ہو جاتے ہیں اور عورت بے شمار بیماریوں میں پھنس جاتی ہے وہ ڈاکٹر انگلش میں باتیں کر رہے تھے اب تو بچہ جننے پر جرمنی میں چھ سو امریکن ڈالر دیتے ہیں جرمنی میں گوری نسلیں ختم ہو رہی ہیں اب ترغیب دیتے ہیں کہ بچے زیادہ پیدا کرو۔

مولانا سعید احمد خان کے احوال

مولانا سعید احمد خان صاحب کھیڑا افضال سہارنپور کے پیدائشی تھے۔ بھوک خوب لگتی تھی رات کو روٹی ساتھ رکھتے تھے۔ ۲۴ کلومیٹر دور تانگے سے بھاگتے ہوئے جاتے۔ تدریس کے لئے مرغن کھانا بھی نہ کھایا۔ چست تھے۔ نوے سال کے بعد کہا کہ بوڑھا ہوگیا ہوں دودھ زیادہ پیتے۔ چائے نہیں پیتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے آدھا علم یہ ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا

فیصل آباد میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو چینی کی ضرورت پڑی مولانا طارق جمیل صاحب گھر سے چینی لائے انہوں نے فرمایا کیا دُعا کروں؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہدایت کی دُعا کریں۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے ایک خاص طبقے میں کام لے گا۔

حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم سعودی عرب میں بطور شاہی مہمان

محترم ڈاکٹر احمد نور صاحب سابق پروفیسر نشتر میڈیکل کالج ملتان لکھتے ہیں کہ:

میں ۱۹۶۷ء میں سعودی عرب میں گورنمنٹ پاکستان کی طرف سے بطور فزیشن تعینات ہوا اور شہر بریدہ میں کام کیا وہاں ایک مشہور شخصیت سروس سے ریٹائر ہو

کر قیام پذیر تھی جس کا نام شیخ عبداللہ سلیمان تھا۔ بریدہ سعودی عرب کا بڑا شہر ہے جس کے ہسپتال میں ۲۰ ڈاکٹر کام کر رہے تھے جن میں پانچ پاکستانی تھے باقی سعودی، شامی، مصری، لبنانی اور انڈین تھے۔

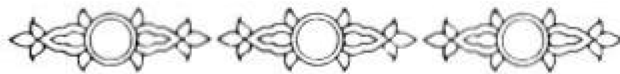
شیخ عبداللہ سلیمان نے ایک دفعہ پاکستانی ڈاکٹروں کی ضیافت کی اور دوسرے ملکوں کے کسی ڈاکٹر کو نہ بلایا۔ ضیافت سے پہلے اس نے انگریزی میں اپنا تعارف کرایا کہ وہ سعودی گورنمنٹ کا ریٹائرڈ چیف جسٹس ہے۔ صرف پاکستانی ڈاکٹروں کو اس لئے کھانے پر بلایا ہے کہ پاکستانی ہمارے محسن ہیں کہ انہوں نے ہمیں ایک کام بتایا یعنی دین کی محنت کا کام جو ہم بھول چکے تھے چنانچہ چیف جسٹس صاحب نے فرمایا کہ ۱۹۵۰ء میں جب میں سعودی عرب کا چیف جسٹس تھا اور شاہ عبدالعزیز سعودی عرب کے بادشاہ تھے اس وقت چار بزرگ پاکستان سے آئے جن میں ایک حاجی عبدالوہاب صاحب تھے۔

ان چار حضرات کی جماعت نے پہلے دین کی محنت کے بارے میں بادشاہ سے بات کی۔ مگر وہ ملکی معاملات میں مشغول تھے اس لئے انہوں نے ان مہمانوں کو میرے پاس بھیج دیا میں نے ان کی بات سنی مگر سمجھ میں نہ آئی۔ یہ پاکستانی جماعت چار ماہ کے لئے دعوت کا کام سعودی عرب میں کرنا چاہتی تھی جس کی اجازت لینا ضروری تھا چیف جسٹس صاحب نے بادشاہ سے اجازت چاہی تو انہوں نے اس جماعت کو تین دن کے لئے قریبی مسجد میں ٹھہرایا اور چیف جسٹس ان کے ساتھ رہا ان کے کام کو دیکھا اور تین دن کے بعد بادشاہ کی تسلی کرانے کی کوشش کی اور بتایا کہ یہ لوگ تو ایمان اور یقین کی بات کرتے ہیں اس لئے اجازت دے دیں یہ جماعت ہمارے خلاف کچھ نہیں کہتی۔

بادشاہ نے اور مہلت مانگی اور چیف جسٹس کو استخارہ کا عمل کرنے کو کہا چنانچہ چیف جسٹس نے استخارہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ مسئلہ رکھا پہلی رات ہی ان کو حضور

ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ صالح لوگ ہیں ان کا اکرام کرو۔ چنانچہ چیف جسٹس نے بادشاہ سے استخارہ کا نتیجہ ذکر کیا بادشاہ کی تسلی ہوگئی اور اس جماعت کو انہوں نے شاہی مہمان بنایا اور ان کے ساتھ ایک باورچی بھیجا تاکہ جماعت کو کھانے پکانے میں وقت ضائع نہ کرنا پڑے۔

چنانچہ چار ماہ تک اس جماعت نے سعودی عرب میں کام کیا چیف جسٹس نے ہمیں بتایا کہ دین کی محنت کا کام میں نے سیکھا اور جماعت کے واپس جانے کے بعد اس کام کو سعودی عرب میں اُٹھایا چنانچہ جب ہم پاکستانی ڈاکٹر چیف جسٹس کی ضیافت سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہمیں اس کام کو کرنے کی ترغیب دی اور چیف جسٹس نے بتایا کہ اس کام کی تعریف خود حضور اقدس ﷺ نے کی ہے۔



خاتمہ کتاب

حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا دردو غمِ اُمت

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے سینے میں اُمت کا کتنا دردغم تھا اس سے متعلق چند باتیں عرض خدمت ہیں۔

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا قد ۵ فٹ اور ۲ انچ تھا زبان میں لکنت تھی اور وزن ۳۰ کلو تھا حتیٰ کہ اُمت کے فکر میں گھلتے گھلتے آپ کے جسم کی کھال ہڈیوں سے لگ گئی تھی آپ کے بارے میں یہ سنا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تنہائیوں میں کثرت سے روتے تھے، اُمت کے لئے دُعائیں کرتے، ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟

فرمایا کوئی کہتا ہے کہ میرے ذمے دوکانداری ہے کوئی کہتا ہے کہ میرے ذمے کاروبار ہے کوئی کہتا ہے کہ میرے ذمہ کھیتی باڑی ہے پھر اگر لوگ یوں ہی کہتے اور کرتے رہے تو اس دین کی محنت کو کون کرے گا؟ (کون مقصد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی جان کھپائے گا) اس پر ایک اللہ والے کا ملفوظ یاد آ گیا کہ فرماتے تھے:

ایک موقع پر آپ نے دُعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے اللہ! اگر آپ نے کافروں کے لئے جہنم کو طے کر دیا ہے تو اے اللہ جہاں یہ بات لکھی ہے اسے مٹا دیجئے۔

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ ایک موقع پر سینما کے قریب سے گزرے تو لوگوں نے کہا کہ حضرت یہ جو ٹکٹ لینے والوں کی لائن لگی ہوئی ہے ان کے بارے میں آپ کی کیا

رائے ہے؟ مولانا نے فرمایا: یہ لوگ تو بڑے ایمان والے ہیں اور ہم سے اچھے ہیں (یہ مولانا کا حسن ظن تھا کہ ہم سے اچھے ہیں)۔

کہا: حضرت یہ بات سمجھ میں نہیں آئی؟ ارشاد فرمایا: ان لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ فلاں مسجد میں ہندوؤں نے حملہ کر دیا ہے تو ان میں سے ایک بھی یہاں نظر نہیں آئے گا اتنا تو ایمان ان میں موجود ہے۔

ایک موقع پر فرمایا: کہ تبلیغ میں لاکھوں لوگ لگے ہوئے ہیں اصل میں وہ لگا ہوا ہے جسے لگی ہوئی ہے اور لگی ہوئی اس کو ہے جو لوگوں کو لگانے میں لگا ہوا ہے اور لوگوں کو لگانے میں وہ شخص لگا ہوا ہے جس کو حضور ﷺ والا غم نصیب ہو جائے اور یہ غم اسے نصیب ہوتا ہے جو قربانی کے درجوں میں آگے سے آگے بڑھتا ہے۔

مولانا پر ایک دن ایسا بھی آیا کہ اہل علم کہنے لگے کہ مولانا نے علم کو ذلیل کر دیا اس وقت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ہائے میرا حبیب ﷺ تو ابوجہل کے پاس بار بار جا کر دعوت دیتا تھا پھر میں مسلمانوں کی منت کر کے کیسے ذلیل ہو سکتا ہوں۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ دین کی تبلیغ کے سلسلہ میں بہت بے چین رہتے بعض اوقات ماہی بے آب کی طرح تڑپتے اور فرماتے میرے اللہ میں کیا کروں کچھ ہوتا نہیں کبھی کبھی دین کے اس درد اور اس فکر میں بستر پر کروٹیں بدلتے اور بے چینی بڑھتی تو اُٹھ اُٹھ کر ٹہلنے لگتے۔

ایک رات والدۂ مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی نے پوچھا کہ آخر کیا بات ہے کہ نیند نہیں آتی؟ فرمایا: کیا بتلاؤں اگر تم کو وہ بات معلوم ہو جائے تو جاگنے والا ایک نہ رہے دو ہو جائیں۔

ایک مرتبہ دوران تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص (کے

کندھے) پر ہاتھ رکھ دیا وہ آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر اب کے تم نے ہاتھ رکھا تو میں لٹھ (ڈنڈا) ماروں گا۔ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اس کے پاؤں پکڑ لئے اور فرمایا: پاؤں پکڑنے پر مارنے کا تو نہیں کہا تھا۔ اس کا غصہ کافور ہو گیا اور وہ فوراً نرم پڑ گیا۔

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں جماعتیں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کر کے اللہ کے راستے میں نکل رہی تھیں تو ایک میواتی نے مولانا کے کانوں میں کہا ارے مولوی الیاس! کل رات کو میری بچی کا انتقال ہو گیا ہے میں تو اللہ کے راستے میں جا رہا ہوں کسی کو جنازے کے لئے بھیج دیجئے گا۔



حضرت جی

مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی

چھ باتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"محترمین ومکرمین۔ زَادَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ جُهْدًا وَسَعْيًا فِي سَبِيْلِهٖ وَأَلْهَمَنَا وَإِيَّاكُمْ مَنْ اَشَدُّ اُمُوْرِنَا"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خداوند کریم سے اُمید ہے کہ آپ حضرت بعافیت ہوں گے آپ حضرات کی دینی مساعی کی اطلاعات باعث مسرت و باعث تقویت ہوتی ہیں اللہ جل شانہٗ قبول فرمائیں اور ترقیات عطا فرمائیں آمین۔

اللہ ربّ العزت جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے انسانوں کی تمام کامیابیوں کا دارومدار انسان کی اندرونی مایہ (طاقت و دولت) پر رکھا ہے۔ کامیابی اور ناکامی انسان کے اندر کے حال کا نام ہے۔ باہر کی چیزوں کے نقشے کا نام کامیابی و ناکامی نہیں ہے عزت و ذلت' آرام و تکلیف' سکون و پریشانی اور صحت و بیماری انسان کے اندر کے حالات کا نام ہے ان حالات کے بننے یا بگڑنے کا باہر کے نقشوں سے تعلق بھی نہیں ہے' اللہ جل شانہٗ ملک و مال کے ساتھ انسان کو ذلیل کر کے دکھا دیں اور فقر کے نقشے میں عزت دے کر دکھا دیں۔

انسان کے اندر کی مایہ (طاقت و دولت) اس کا یقین اور اس کے اعمال ہیں
انسان کے اندر کا یقین اور اندر سے نکلنے والے عمل اگر ٹھیک ہوں گے تو اللہ جل شانہٗ اندر کامیابی کی حالت پیدا فرما دیں گے خواہ چیزوں کا نقشہ کتنا ہی پست ہو اللہ جل شانہٗ تمام کائنات کے ہر ہر ذرے کے اور ہر فرد کے خالق و مالک ہیں ہر چیز کو اپنی قدرت سے بنایا ہے' سب کچھ ان کے بنانے سے بنا ہے' وہ بنانے والے ہیں خود بنے نہیں اور جو بنا ہوا ہے اس سے کچھ نہیں بنتا' جو کچھ قدرت سے بنا ہے وہ قدرت کے ماتحت ہے' ہر چیز پر ان کا قبضہ ہے وہ ہی ہر چیز کو استعمال فرماتے ہیں۔

وہ اپنی قدرت سے ان چیزوں کی شکلوں کو بھی بدل سکتے ہیں اور شکلوں کو قائم رکھ کر صفات کو بدل سکتے ہیں لکڑی کو اژدہا بنا سکتے ہیں اور اژدہے کو لکڑی بنا سکتے ہیں' اسی طرح ہر شکل پر خواہ ملک کی ہو یا مال کی' برق (بجلی) کی ہو یا بھاپ (گیس) کی' ان کا ہی قبضہ ہے اور وہی تصرف فرماتے ہیں جہاں سے انسان کو تعمیر نظر آتی ہے وہاں سے تخریب لا کر دکھا دیں اور جہاں سے تخریب نظر آتی ہے وہاں سے تعمیر لا کر دکھا دیں تربیت کا نظام وہی چلاتے ہیں' ساری چیزوں کے بغیر ریت پر ڈال کر پال دیں اور سارے ساز و سامان میں پرورش بگاڑ دیں۔

کلمہ طیبہ: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے تعلق پیدا ہو جائے اور ان کی قدرت سے براہ راست استفادہ ہو اس کے لئے حضرت محمد ﷺ اللہ کی طرف سے طریقے لے کر آئے ہیں۔ جب ان کے طریقے زندگیوں میں آئیں گے تو اللہ جل شانہٗ ہر طریقے میں کامیابی دے کر دکھا دیں گے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں اپنے یقین اور اپنے جذبے اور اپنے طریقے بدلنے کا عہد ہے۔ صرف یقین کی تبدیلی پر ہی اللہ پاک اس

زمین و آسمان سے کئی گنا زیادہ بڑی جنت عطا فرمائیں گے۔

جن چیزوں میں سے یقین نکل کر اللہ کی ذات میں آئے گا ان ساری چیزوں کو اللہ پاک مسخر فرما دیں گے۔ اس یقین کو اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ ایک تو اس یقین کی ضرورت دینی ہے کہ اللہ کی بڑائی سمجھانی ہے ان کی قدرت سمجھانی ہے انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات سنانے ہیں۔ خود تنہائیوں میں بیٹھ کر سوچنا ہے دل میں اسی یقین کو اُتارنا ہے جس کی مجمع میں دعوت دی ہے یہی حق ہے اور پھر رو رو کر دُعا مانگنی ہے کہ اے اللہ اس یقین کی حقیقت سے نواز دے۔

نماز

اللہ جل شانہٗ کی قدرت سے براہ راست فائدے حاصل کرنے کے لئے نماز کا عمل دیا گیا ہے سر سے لے کر پاؤں تک اللہ کی رضا والے مخصوص طریقے پر پابندیوں کے ساتھ اپنے کو استعمال کرو' آنکھوں کا' کانوں کا' ہاتھوں کا' زبان کا' پیروں کا استعمال صحیح ہو' دل میں اللہ کا دھیان ہو' اللہ کا خوف ہو' یقین ہو کہ نماز میں اللہ کے حکم کے مطابق میرا استعمال تکبیر و تسبیح' رکوع و سجدہ ساری کائنات سے زیادہ انعامات دلانے والا ہے۔

اسی یقین کے ساتھ نماز پڑھا کریں' ہاتھ پھیلا کر مانگا جائے تو اللہ جل شانہٗ اپنی قدرت سے ہر ضرورت پوری کریں گے' ایسی نماز پر اللہ پاک گناہوں کو بھی معاف فرما دیں گے' رزق میں برکت بھی دیں گے' طاقت کی توفیق بھی ملے گی' ایسی نماز سیکھنے کے لئے دوسروں کو خشوع و خضوع والی نماز کی ترغیب و دعوت دی جائے' اس پر آخرت اور دنیا کے نفعے سمجھائے جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز کو سنانا' خود اپنی نماز کو اچھا

کرنے کی مشق کرنا' اہتمام سے وضو کرنا' دھیان جمانا' قیام میں' قعدہ میں' رکوع میں' سجدے میں بھی دھیان کم از کم تین مرتبہ جمایا جائے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' نماز کے بعد سوچا جائے کہ اللہ کی شان کے مطابق نماز نہ ہوئی' اس پر رونا اور کہنا کہ اے اللہ! ہماری نماز میں حقیقت پیدا فرما۔

علم و ذکر

علم سے مراد یہ ہے کہ ہم میں تحقیق کا جذبہ پیدا ہو جائے کہ میرے اللہ مجھ سے اس حال میں کیا چاہتے ہیں اور پھر اللہ کے دھیان کے ساتھ اپنے آپ کو اس عمل میں لگا دینا یہ ہے ذکر۔ جو آدمی دین سیکھنے کے لئے سفر کرتا ہے اس کا سفر عبادت میں لکھا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے چلنے والوں کے پیروں کے نیچے ستر ہزار فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں' زمین و آسمان کی ساری مخلوق ان کے لئے دُعائے مغفرت کرتی ہے' شیطان پر ایک عالِم ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔

دوسروں میں علم کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے' فضائل سنائے جائیں' خود تعلیم کے حلقوں میں بیٹھا جائے' علماء کی خدمت میں حاضری دی جائے اس کو بھی عبادت یقین کیا (سمجھا) جائے اور رو رو کر مانگا جائے کہ اللہ تعالیٰ علم کی حقیقت عطا فرمائے' ہر عمل میں اللہ جل شانہ' کا دھیان پیدا کیا جائے اور یہ دھیان پیدا کرنے کے لئے اللہ کا ذکر ہے جو آدمی اللہ جل شانہ' کو یاد کرتا ہے اللہ جل شانہ' اس کو یاد فرماتے ہیں۔

جب تک آدمی کے ہونٹ اللہ کے ذکر میں ہلتے رہتے ہیں اللہ جل شانہ' اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اللہ پاک اپنی محبت و معرفت عطا فرماتے ہیں اللہ کا ذکر شیطان سے حفاظت کا قلعہ ہے خود اللہ جل شانہ' کا دھیان پیدا کرنے کے لئے دوسروں کو اللہ

کے ذکر پر آمادہ کرنا ترغیب دینا خوب دھیان جما کر کہ میرے اللہ مجھے دیکھ رہے ہیں ذکر کرنا اور رو رو کر دُعا مانگنا کہ اے اللہ مجھے ذکر کی حقیقت عطا فرما۔

اکرامِ مسلم

ہر مسلمان کا بحیثیت رسول اللہ ﷺ کا اُمتی ہونے کے اکرام بھی کرنا ہے' ہر اُمتی کے آگے بچھ جانا' ہر شخص کے حقوق ادا کرنا اور اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرنا' جو آدمی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ جل شانہٗ اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ جب تک آدمی اپنے مسلمان بھائی کے کام میں لگا رہتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کو جنت کے بیچ میں محل عطا فرمائیں گے۔

جو اللہ کے لئے دوسروں کے آگے تذلل اختیار کرے گا اللہ جل شانہٗ اس کو رفعت و بلندی عطا فرمائیں گے اس کے لئے دوسروں پر ترغیب کے ذریعہ اکرام مسلم کا شوق پیدا کرنا ہے۔ مسلمان کی قیمت بتلانی ہے' حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاق ہمدردی اور ایثار کے واقعات سنانے ہیں۔ خود اس کی مشق کرنی ہے اور رو رو کر اللہ جل شانہٗ سے حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کی توفیق مانگنی ہے۔

اخلاصِ نیت

ہر عمل میں اللہ جل شانہٗ کی رضا کا جذبہ ہو کسی عمل سے دنیا کی طلب یا اپنی حیثیت بنانا مقصود نہ ہو اللہ کی رضا کے جذبے سے تھوڑا سا عمل بھی بہت انعامات دلوائے گا اور اس کے بغیر بہت بڑے بڑے عمل بھی گرفت کا سبب بنیں گے۔ اپنی نیت کو درست کرنے کے لئے دوسروں میں دعوت کے ذریعہ تصحیح نیت کا فکر و شوق پیدا کیا جائے۔ اپنے آپ پر عمل سے پہلے اور ہر عمل کے دوران نیت کو درست کرنے کی مشق کی

جائے کہ میں اللہ کو راضی کرنے کے لئے یہ عمل کر رہا ہوں اور عمل کی تکمیل پر اپنی نیت کو ناقص قرار دے کر توبہ و استغفار کی جائے اور رو رو کر اللہ جل شانہٗ سے اخلاص مانگا جائے۔

تبلیغ

آج اُمت میں کسی حد تک انفرادی اعمال کا رواج ہے گو ان کی حقیقت نکلی ہوئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے طفیل پوری اُمت کو دعوت والی محنت ملی تھی۔ اس کے بندوں کا تعلق اللہ جل شانہٗ سے قائم ہو جائے اس کے لئے انبیاء علیہم السلام والے طرز پر اپنی جان و مال کو جھونک دینا اور جن میں محنت کر رہے ہیں ان سے کسی چیز کا طالب نہ بننا۔ اس کے لئے ہجرت بھی کرنا اور نصرت بھی کرنا۔ جو زمین والوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں کا تعلق اللہ جل شانہٗ سے جوڑنے کیلئے (کوشش کرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ) ایمان و عمل صالح کی حقیقتوں سے نواز کر اپنا تعلق عطا فرمائیں گے۔ اس راستے میں ایک صبح یا ایک شام نکلنا پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے (باعتبار اعمال کے بھی اور باعتبار چیزوں کے بھی) اس سب سے بہتر ہے۔

اس راستے میں ہر مال کے خرچ اور اللہ کے ہر ذکر و تسبیح اور ہر نماز کا ثواب سات لاکھ گنا ہو جاتا ہے۔ اس راستے میں محنت کرنے والوں کی دُعائیں بنی اسرائیل کے انبیاء کی دُعاؤں کی طرح قبول ہوتی ہیں یعنی جس طرح ان کی دُعاؤں پر اللہ جل شانہٗ نے ظواہر کے خلاف اپنی قدرت کو استعمال فرما کر ان کو کامیاب فرمایا اور باطل خاکوں کو توڑ دیا اسی طرح اس محنت کے کرنے والوں کی دُعاؤں پر اللہ جل شانہٗ ظواہر کے خلاف اپنی قدرت کا مظاہرہ کریں گے۔ اور اگر عالمی بنیاد پر محنت کی گئی تو تمام اہل عالم کے لوگوں میں ان کی محنت کے اثر سے تبدیلیاں لائیں گے۔

دین کے دوسرے اعمال کی طرح ہمیں یہ محنت بھی کرنا نہیں آتی دوسروں کو اس محنت کے لئے آمادہ کرنا ہے اس کی قیمت اور اہمیت بتانی ہے' انبیاء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات سنانے ہیں خود اپنے آپ کو قربانی کی شکلوں اور ہجرت و نصرت والے اعمال میں لگانا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر حال میں اللہ کی راہ میں نکلے ہیں۔
نکاح کے وقت اور رخصتی کے وقت
گھر میں ولادت کے موقع پر
وفات کے موقع پر
سردی میں' گرمی میں
بھوک میں' فاقے میں
صحت میں' بیماری میں
قوت میں' ضعف میں
جوانی میں' بڑھاپے میں بھی نکلے ہیں۔

اور رو رو کر اللہ جل شانہٗ سے مانگنا ہے کہ ہمیں اس عالی محنت کیلئے قبول فرمائے۔

ان چیزوں سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے ہر شخص سے خواہ کسی شعبہ سے تعلق ہو چار ماہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے اپنے مشاغل ساز و سامان اور گھر بار سے نکل کر ان چیزوں کی دعوت دیتے ہوئے اور خود مشق کرتے ہوئے ملک بہ ملک اقلیم بہ اقلیم قوم بہ قوم قریہ بہ قریہ پھریں گے۔

مسجد کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اُمتی کو مسجد والا بنایا تھا مسجد کے کچھ مخصوص اعمال

دیئے تھے ان اعمال سے مسلمانوں کی زندگی میں امتیاز تھا مسجد میں اللہ کی بڑائی کی ایمان کی اور آخرت کی باتیں ہوتی تھیں عملوں کے ٹھیک کرنے کے لئے تعلیمیں ہوتی تھیں ایمان وعمل صالح کی دعوت کے لئے ملکوں اور علاقوں میں جانے کی تشکیلیں بھی مسجد سے ہوتی تھیں۔ اللہ کے ذکر کی مجلسیں مسجدوں میں ہوتی تھیں۔

یہاں تعاون ایثار ہمدردیوں کے اعمال ہوتے تھے ہر شخص حاکم ومحکوم مالدار' غریب' تاجر' مزارع' مزدور مسجد میں اگر زندگی سیکھتا تھا تو مسجد سے باہر جا کر اپنے اپنے شعبہ میں مسجد والے تاثر سے چلتا تھا آج ہم دھوکے میں پڑ گئے ہیں کہ ہمارے پیسے سے مسجدیں چلتی ہیں مسجدیں اعمال سے خالی ہوگئیں اور چیزوں سے بھر گئی۔

حضور ﷺ نے مسجد کو بازار والوں کے تابع نہیں کیا۔ حضور ﷺ کی مسجد میں نہ بجلی تھی نہ پانی تھا نہ غسل خانہ تھا خرچ کی کوئی شکل نہ تھی مسجد میں آ کر داعی بنتے تھے' معلّم اور متعلّم بنتا تھا' ذاکر بنتا تھا' خلیق بنتا تھا' نمازی بنتا تھا' مطیع بنتا تھا' متقی بنتا تھا' زاہد بنتا تھا باہر جا کر ٹھیک زندگی گزارتا تھا مسجد بازار والوں کو چلاتی تھی ان چار ماہ میں ہر جگہ جا کر مسجدوں میں ہر اُمتی کو لانے کی مشق کریں مسجد والے اعمال کو سیکھتے ہوئے دوسروں کو یہ محنت سیکھنے کے لئے تین چلوں کے واسطے آمادہ کریں۔

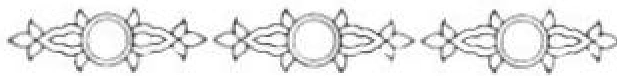
واپس اپنے مقام پر آ کر اپنی بستی کی مسجد میں ان اعمال کو زندہ کرنا ہے ہفتہ میں دو مرتبہ گشت کے ذریعہ بستی والوں کو جمع کر کے انہی چیزوں کی طرف متوجہ کرنا اور مشق کے لئے فی گھر ایک نفر (آدمی) چلوں کے لئے باہر نکلنا ہے۔ ایک گشت اپنی مسجد کے ماحول میں اور دوسرا گشت دوسری مسجد کے ماحول میں کریں۔ ہر مسجد میں مقامی جماعت بھی بنائیں ہر مسجد کے احباب روزانہ فضائل کی تعلیم کریں۔

اپنے شہر یا بستی کے قریب دیہات میں کام کی فضا بنے۔ اس کے لئے ہر مسجد میں تین یوم کے لئے جماعتیں پانچ کوس (تقریباً دس کلومیٹر) کے علاقے میں جائیں۔

ہر دوست مہینے میں تین یوم پابندی سے لگائے "اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا" کے مصداق تین دن پر حکماً تیس دن کا ثواب ملے گا۔ پورا سال ہر مہینے تین دن لگائے تو سارا سال اللہ کی راہ میں شمار ہوگا۔ اندرون ملک کے تقاضے پورے ہوتے رہیں اور اپنی مشق قائم رہے اور جاری رہے اس کے لئے ہر سال اہتمام سے چلہ لگایا جائے۔

کم از کم نصاب تبلیغ

عمر میں کم از کم تین چلے' سال میں چلہ' مہینے میں تین یوم' ہفتہ میں دو گشت' روزانہ کی تعلیم' تسبیحات' تلاوت یہ کم از کم نصاب ہے کہ ہماری زندگی دین والی بنتی ہے۔ اگر ہم یوں چاہیں کہ ہم سب بنیں اجتماعی طور پر پوری انسانیت کی زندگی کے صحیح رُخ پر آنے اور باطل کے ٹوٹنے کا تو اس کے لئے اس نصاب سے بھی آگے بڑھنا ہوگا ہمارے وقت اور ہماری آمدنی کا نصف اللہ کی راہ میں لگے اور نصف کاروبار اور گھر کے مسائل میں یا کم از کم یہ کہ ایک تہائی وقت اور آمدنی اللہ کی راہ میں اور دو تہائی اپنے مشاغل میں یعنی ہر سال چار ماہ کی ترتیب بٹھائی جائے۔



جنت کی خوبصورت

حورعیناء کا حصول

ایک دفعہ ملک شام میں ایک جماعت اللہ کے راستے میں (جہاد کیلئے) تیار ہو رہی تھی ایک بزرگ ترغیب دے رہے تھے اللہ کے راستے میں نکلنے کے لئے۔ وہ لوگوں کو تیار کر رہے تھے کہ اللہ نے جنت دے دی اور جان و مال لے لیا بولو کون تیار ہے؟ ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا اس کے بدلے میں جنت ملے گی؟ کہا: بالکل ملے گی کہا پھر میں تیار ہوں آپ کے ساتھ چلوں گا۔

وہ بڑا خوبصورت جوان تھا سولہ سترہ سال کا جوان تھا ان کے ساتھ نکل گیا۔ اس زمانے میں تو بھئی ایک بول سنتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے اب تو تین تین گھنٹے کے بیان کے بعد چلہ بھی مشکل سے دیتے ہیں اس وقت تو دس منٹ کی بات ہوئی وہ اللہ کے راستے میں گئے جان بھی قربان کر دی مال بھی قربان کر دیا۔

اب اللہ کے راستے میں چلتے چلتے وطن سے ہزاروں کلومیٹر دور نکل گئے وہاں کافروں کے ساتھ جہاد ہو گیا وہ گھوڑے پر سوار تھا اس کو نیند آ گئی تھوڑی سی نیند آئی اس کی آنکھ کھلی تو اس نے نعرہ لگایا۔

کہ میں تو عیناء مرضیہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے کہا یہ تو پاگل ہو گیا لڑکا' دماغ خراب ہو گیا اس کا' وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا اس لشکر میں ایک بڑے بزرگ تھے شیخ عبد الواحد ان کے پاس آ گیا' کہا مجھے تو عیناء کا شوق ہو گیا ہے اب میں دنیا میں نہیں رہنا چاہتا۔

انہوں نے کہا بیٹا مجھے بھی تو بتا یہ کیا ہے اس نے کہا میں گھوڑے پر سوار تھا مجھے نیند آ گئی نیند میں میں نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ چلو تمہیں عیناء کے پاس لے چلوں میں نے کہا چلو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک باغ میں لے گیا دیکھا تو جنت ہے اور پانی کی نہر ہے اس کے کنارے پر خوبصورت لڑکیاں ہیں وہ ایسی لڑکیاں ہیں کہ جن کے حسن و جمال کی کوئی تعریف نہیں کر سکتا انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا:

مَرْحَبًا بِزَوْجِ الْعَيْنَاءِ۔

''دیکھو بھئی عیناء کا خاوند آ گیا۔''

میں نے ان کو سلام کیا ان سے پوچھا:

تم میں عیناء کون ہے؟

تو انہوں نے کہا: ہم تو اس کی نوکرانیاں ہیں ہم میں کوئی عیناء نہیں آپ آگے چلے جائیں۔

میں آگے گیا دیکھا تو وہاں دودھ کہ نہر چل رہی تھی اور اس نہر پر ایسی لڑکیاں کھڑی تھیں جو پہلیوں سے زیادہ خوبصورت تھیں جن کو دیکھ کر آدمی فتنے میں پڑ جائے ایسا حسن تھا کہ پچھلیوں کو بھی بھلا دیا انہوں نے مجھے دیکھا تو پھر کہا:

مَرْحَبًا بِزَوْجِ الْعَيْنَاءِ۔

''یہ تو عیناء کا گھر والا آ گیا۔''

میں نے ان کو سلام کر کے پوچھا: تم میں عیناء کون ہے؟

انہوں نے کہا ہم کہاں عیناء، ہم تو اس کی نوکرانیاں ہیں آپ آگے چلے جائیں۔

آگے گیا تو دیکھا کہ شراب کی نہر چل رہی ہے اس پر ایسی لڑکیاں تھیں کہ انہیں دیکھ کر پچھلی ساری بھول گئیں ایسا خوبصورت اللہ نے انہیں چہرہ عطا فرمایا کہ ان کو دیکھ کر سب کچھ بھول گیا۔ پھر انہوں نے بھی مجھے دیکھ کر کہا:

مَرْحَبًا بِزَوْجِ الْعَيْنَاءِ۔

''یہ تو عیناء کا گھر والا آ گیا۔''

میں نے ان سے پوچھا: تم میں عیناء کون ہے؟

انہوں نے کہا ہم تو نوکرانیاں ہیں آپ آگے چلے جائیں۔

آگے گیا تو شہد کی نہر چل رہی تھی اس کے کنارے پر بڑی خوبصورت لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں وہ ایسی لڑکیاں تھیں کہ جن کے حسن و جمال کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔

پھر انہوں نے کہا!

مَرْحَبًا بِزَوْجِ الْعَيْنَاءِ۔

یہ تو عینا کا گھر والا ہے۔

میں نے ان سے پوچھا تم میں عینا کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو اس کی خادم ہیں آپ آگے چلے جائیں۔

ان چاروں نہروں پر نوکرانیاں کھڑی ہوئی تھیں۔

یہ تو قصہ ہے اب اس کو حدیث کے ضمن میں بھی سُن لیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَحُوْرٌ ۔

جنت میں ایک حور ہے۔

يُقَالُ لَهَا الْعَيْنَاءِ۔

جسے عیناء کہا جاتا ہے۔

جب وہ چلتی ہے۔

عَنْ يَمِيْنِهَا سَبْعُوْنَ أَلْفُ خَادِمٍ۔

تو اس کے دائیں طرف ستر ہزار خادم ہوتے ہیں۔

وَعَنْ شِمَالِهَا مِثْلُ ذَالِكَ۔

اوراس کے بائیں طرف بھی ستر ہزار خادم ہوتے ہیں۔

ایک لاکھ چالیس ہزار خدام اندر کھڑے ہوتے ہیں۔ درمیان میں ستر ہزار۔ ادھر ستر ہزار۔

اور کہتی ہے۔

اَیْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

بھلائیوں کے پھیلانے والے اور بُرائیوں کو مٹانے والے کہاں ہیں؟

اِنَّ لِکُلِّ عَقْدٌ مِّنْ اَمْرٍ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیٍ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

اللہ نے میرا ہر اس کے ساتھ نکاح کر دیا جو دنیا میں بھلائی پھیلائے گا' برائی مٹائے گا۔

(تبلیغ کا کام کرے گا میں اس کی بیوی ہوں) اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ایک ہے۔ جتنے تبلیغ کا کام کرنے والے پیدا ہوتے جائیں گے اتنی ہی اللہ تعالیٰ عیناء پیدا کرتا چلا جائے گا۔

آگے سنیں:

تو کہا جب میں چوتھی نہر بھی پار کر گیا تو انہوں نے بھی کہا کہ ہم نوکرانیاں ہیں میں آگے چلا گیا آگے دیکھا تو سفید موتی کا خوبصورت خیمہ جو جگمگ کر رہا تھا روشن چمکدار۔اس کے دروازے پر ایک لڑکی کھڑی ہے سبز لباس پہن کر اس نے جب مجھے دیکھا تو اس نے منہ اندر کیا اور اندر کر کے کہا۔

''عینا تجھے خوشخبری ہو تیرا خاوند آ گیا۔ عیناء تیرا خاوند آ گیا' تیرا گھر والا آ گیا۔''

تو میں اندر گیا۔ سارا خیمہ نور سے روشن اور خیمے کے اندر درمیان میں تخت پڑا ہوا تھا۔ تخت پر گاؤ تکیے لگے ہوئے' قالین بچھے ہوئے اور اس کے اوپر ایک لڑکی بیٹھی

ہوئی تھی۔ ایسا حسن و جمال جس کو دیکھ کر آدمی کا کلیجہ ہی پھٹ جائے نہ برداشت کی طاقت، نہ دیکھنے کی طاقت جب میں نے اسے دیکھا تو کہا: ''اچھا تو یہ عیناء ہے۔'' تو اس نے کہا۔

مَرْحَبًا مَرْحَبًا قَدَّرْنَا لَكَ الْقُدُوْمُ عَلٰى يَاوَلِيَ الرَّحْمٰنُ۔

''اے اللہ کے ولی تیرا میرا ملاپ اب قریب ہے۔ تیرے ملنے کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔''

کہا: میں اس کو دیکھ کر آگے بڑھا کہ اس کے پاس بیٹھوں، اس کو گلے لگاؤں تو اس نے مجھے کہا:

مَهْلًا مَهْلًا

صبر کرو، صبر کرو۔

فَإِنَّ فِيْكَ رُوْحُ الْحَيٰوةِ۔

ابھی تو زندہ ہے۔

لیکن آج تیرا روزہ میرے پاس افطار ہوگا۔

کہا: اب میری آنکھ کھل گئی اب میں واپس نہیں جانا چاہتا۔

اگر آپ بھی ایک جھلک عیناء کی دیکھ لیں تو سارے ہی واپس رائے ونڈ چلے جائیں۔ انہوں نے کہا اب تو میں بس جان دینا چاہتا ہوں۔ لہٰذا کافر سے ٹکر ہوئی سب سے پہلے یہ بچہ شہید ہوا۔

شیخ عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا وہ ہنس رہا تھا اور مر رہا تھا، مر بھی رہا ہے اور ہنس بھی رہا ہے۔ جب واپس آئے تو اس بچے کی ماں آئی اس نے آ کر کہا عبدالواحد میرے ہدیے کا کیا بنا۔

وہ اپنے بیٹے کو کہہ رہی ہے ہدیہ، اللہ کو ہدیہ دیا تھا، اللہ کے راستے میں، اس

وقت مائیں ایسی تھیں کہا میرے ہدیے کا کیا بنا قبول ہوگیا کہ مردود ہوگیا؟ یعنی مرگیا تو قبول ہوگیا۔ واپس آگیا تو مردود ہوگیا۔

مَقْبُوْلُہٗ اَوْ مَرْدُوْدٌ۔

قبول ہے کہ مردود ہے

تو انہوں نے کہا:

بَلْ مَقْبُوْلُہٗ

نہیں بلکہ مقبول ہے۔

رات کو ماں نے خواب دیکھا تو اس کا بیٹا جنت میں تخت پر بیٹھا ہے۔ عیناء اس کے ساتھ بیٹھی ہے وہ کہہ رہا ہے۔

''اماں اللہ نے تیرا ہدیہ قبول کیا ہے اور عیناء سے میرا نکاح کر دیا ہے اس کو میری بیوی بنا دیا ہے مجھے اس کا گھر والا بنا دیا ہے۔''

تو جو دعوت کی محنت میں اپنی جان اور مال کو کھپائے گا ایسے اونچے درجات میں ہوتا جاتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ دعوت کے ایک ایک بول پر جنت کی حوروں سے نکاح ہوتا ہے وہ جنت کی حور کہے گی تجھے پتہ ہے تیرا میرا نکاح کب ہوا تھا؟ وہ کہے گا پتہ نہیں وہ کہتی ہے فلاں کو جو تو نے دعوت دی تھی اس کے بدلے میں اللہ نے تیرا میرا نکاح کر دیا۔

کون بھائی ہے جو ہمت کے ساتھ یہ کہے میں واپس نہیں جاتا۔ میں تو یہیں سے آگے جاتا ہوں لکھو میرے نقد چلے سے تین چلے۔ تین چلے سے سال نقد' بولو بھئی عیناء کے ساتھ نکاح کرلو جنت الفردوس کے درجے پالو اللہ کی محبت حاصل کرلو۔

